بشارتِ عالم

میں

بائبل کا درجہ

مُصنّفہ
اے ایم شرگون صاحب

مُترّجمہ
مسز کے ایل ناصر صاحبہ
بی۔ اے

پنجاب ریلیجس بک سوسائٹی

انار کلی۔ لاہور

بار اوّل   ۱۹۵۶ء   تعداد ایک ہزار

مندرجات :-

حصّہ اوّل

حصّہ دوم

حصہ سوم

نتائج

پیش لفظ

یونائیٹڈ بائبل سوسائٹیوں کے پریذیڈنٹ کی حیثیت سے نہیں بلکہ ایک عام شخص کے طور پر مَیں ڈاکٹر شر گون کی کتاب کے لئے اپنی خوشی اور دِلی مسرّت کا اِظہار کرتا ہُوں ۔ اِس کے مطالعہ کرنے سے مَیں نے یہ محسُوس کیا ۔ کہ ماضی کے سوتے ازسرِنو پھُوٹ کر خشک زمین کو سیراب کر کے باثمر بنا رہے ہیں۔ اور مجھے یقین ہے کہ اِس کے پڑھنے والے رُوحانی جوش کے لئے کتاب مقدس کے مطابق جو آج اور کل اور ہمیشہ یکساں مفید ہے سرگرم اور باعمل زندگی گزارنے کے قابل ہو جائینگے ۔

اِس کتاب میں کہیں کہیں تصوّر سے بھی کام لیا گیا ہے ۔ اِس میں قدیم زمانوں اور دُور دراز مقامات کی جھلکیاں ہماری دُنیا کو اَور زیادہ وُسعت دیتی ہیں۔ اور ہمارے دِلوں کو آئندہ بشارت کے کام میں بائبل کے استعمال کے لئے ایک لازوال جوش سے بھر دیتی ہیں ۔ بائبل کا پس منظر اور جس طریقے سے رُوح القدس نے اِسے استعمال کیا ہے اُس کا بیان اِس طور سے پیش کیا گیا ہے کہ ہم خوشی ۔ دلیری اور اعتماد سے بھر جاتے ہیں پڑھنے والا اس کو خود بخود محسُوس کر کے اپنے لئے ایک نئی اور پُرمسرّت ذمہ داری کو بھی معلوم کر سکیگا ۔ اور اگر وُہ کوئی نئی ذمہ داری نہیں اُٹھانا چاہتا ۔ تو بھی وُہ اِس کتاب کو محض اپنے دِل کو خوش کرنے اور اپنی تفریحِ طبع کے لئے پڑھ سکتا ہے ۔

ایونڈ برگر یو (بشپ)
اوسلو

دیباچہ

۱۹۵۱ء کے ابتدائی حصے میں یونائیٹڈ بائیبل سوسائیٹیز نے مجھ سے کہا کہ میں "بشارت کے کام میں بائیبل کے مقام" کے موضوع پر کچھ مطالعہ کروں۔ تاکہ یہ ایونسٹن اسمبلی آف دی ورلڈ کاؤنسل آف چرچز کی تیاری کے لئے کچھ امداد دے سکے چنانچہ گذشتہ دو یا تین برس سے میرا بڑا کام یہی مطالعہ رہا تھا۔ اس سے جو ضروری اور اہم نتائج میں نے اخذ کئے ہیں۔ اُن میں سے کچھ نتیجے معہ اُس مواد کے جن پر یہ نتائج مبنی ہیں۔ اس کتاب میں درج کئے گئے ہیں۔ اِس مسودہ کو جمع کرنے کے لئے مجھے بہت سی کتابیں پڑھنا پڑیں۔ کافی خط و کتابت کرنا پڑی۔ کئی مباحثوں میں بھی حصّہ لیا۔ اور کئی سفر بھی کئے۔ اس کے لئے میں دُنیا کے اکثر حصّوں کے بعض مقتدر حضرات کا شکرگزار ہوں جنہوں نے اس کام میں میری مدد کی۔ اور خاص طور پر میں اپنے ہمخدمت یونائیٹڈ بائیبل سوسائیٹیز کے جنرل سیکریٹری آلیور بیگون اور اپنے مخلص اور اپنے محترم دوست بشپ برگریو کا بھی دِل سے شکرگزار ہوں۔ جنہوں نے یہ تمام مسودہ پڑھا اور پھر پیش لفظ لکھ کر مجھے اور زیادہ ممنون کیا۔

اے۔ایم شِرگون۔

جینوا۔ کرسمس ۱۹۵۳ء

حصّہ اوّل

کلیسیائی تواریخ کے بشارت کے کام میں بائیبل کا درجہ

اِس حصّے میں ہمارا مقصد کلیسیا کی تواریخ کے طویل عرصے میں بشارت کے کام میں بائیبل کے درجہ اور اہمیت کو ظاہر کرنا ہے۔ اِس موضوع پر اِس کتاب میں پُورے طور پر بحث کرنا کسی کے بس کی بات نہیں۔ یہاں صرف اِتنا ہی کہا جا سکتا ہے۔ کہ زیادہ اہم اور تعمیری باتوں اور واقعات کو لے کر یہ معلوم کرنے کی کوشش کی جائے کہ اُن دِنوں میں بشارت کے کام میں بائیبل کا کیا مقام اور کیا درجہ تھا۔ جو زمانے اس میں انتخاب کئے گئے ہیں یا جو خود بخود ہمارے سامنے آ گئے ہیں۔ وُہ اوّل تو ابتدائی کلیسیا کے زمانے ہیں۔ اور یا پھر ریفارمیشن۔ پیورٹین اور پائیٹسٹ تحریکوں۔ اور بشارتی بیداری کے زمانے ہیں۔ اِس کے بعد تیسرا دور ہمارے اپنے زمانے کا ہے۔

۱۔ ابتدائی کلیسیا

کلیسیا کے ابتدائی دور میں کبھی بھی کسی کو یہ گمان نہ ہو سکتا تھا۔ کہ اس کے وسیلے سے ایک ایسی کتاب معرضِ وجود میں آئیگی۔ جو کلیسیا کی زندگی میں ایک مرکزی حیثیت اختیار کرے گی۔ ہمارے ایمان کے بانی نے نہ تو خود کوئی کتاب لکھی اور نہ ہی اُس کے لکھے جانے میں اپنے شاگردوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اُس نے اُنہیں اِس لئے بھیجا کہ اُس کی منادی کریں۔ اور تعلیم دیں۔ اور جو کچھ اُنہوں نے دیکھا اور سُنا ہے۔ لوگوں کے سامنے اُس کی گواہی کو پیش کریں۔ ہمارے پاس جو ثبوت ہیں۔ اُن سے یہی ظاہر ہوتا ہے۔ کہ اُنہوں نے اپنی زبان سے ہی کلام کر کے یسوع کے اِس حکم پر عمل کیا۔ تاہم اس کے باوجود ایک کتاب منصۂ شہود پہ آئی۔ اور کلیسیائی زندگی کے پروان چڑھنے کے لئے ایک ناگزیر عنصر بن گئی۔ یہ کیونکر ہوا؟ اور وہ تاثرات کیا تھے۔ جن کا نتیجہ اِس کتاب کی صورت میں ہمارے سامنے آیا؟ ان میں سے پہلی بات تو یہ تھی کہ ابتدائی کلیسیا نے اِس ضرورت کو محسوس کیا۔ کہ اِس سے پیشتر کہ رسول جو اِن تمام باتوں کے عینی گواہ تھے۔ وفات پا جائیں یا لوگ اُن کو بھول جائیں اور اس میں ملاوٹ کر دیں۔ یہ خوشخبری کا پیغام ضبطِ تحریر میں ضرور لے آیا جائے۔ چنانچہ مرقس نے اِسی ضرورت کے پیشِ نظر پطرس کے بیانات اور عام تقریروں کو لکھ لیا۔ اور لوقا نے بھی وہ سب کتاب کی صورت میں محفوظ کر لیا۔ جو اُس نے جگہ جگہ سے مسیح کے متعلق سُنا تھا۔ یا پولُس نے خود

اُس کے سامنے بیان کیا تھا۔ اِن سب کی کوشش یہی تھی۔ کہ پیشتر اس سے کہ اِن باتوں کا اکٹھا کرنا مُشکل ہو جائے۔ یہ سب بیانات ایک مستقل یادداشت کے طور پر محفوظ ہو جائیں ۔

اِس کے لکھے جانے کی ایک اور وجہ مسیحی پیغام کو دوسروں تک پہنچانے کی ایک زبردست خواہش تھی۔ تاکہ دوسرے بھی خوشخبری کے اس بیان کو جان لیں۔ "جو کچھ تو دیکھتا ہے۔ اُس کو کتاب میں لکھ کر ساتوں کلیسیاؤں کے پاس بھیج دے۔ جو آسیہ میں ہیں۔" اس کا مقصد یہ تھا۔ کہ یہ خوشخبری آئندہ کی نسلوں کے لئے بھی محفوظ کر لی جائے۔ یہ ایک بشارتی مقصد تھا۔ جس کی مثال یہ ہے کہ پطرس کے خطوط کا بھی وہی تبلیغی مقصد تھا۔ جو اُس کی تقریروں میں نمایاں ہے۔ یعنی "مسیح مصلوب کی منادی"۔ چوتھی انجیل کا مصنف بڑی صفائی سے کہتا ہے۔ کہ "یہ اِس لئے لکھے گئے۔ کہ تم ایمان لاؤ کہ یسوع ہی خدا کا بیٹا مسیح ہے۔ اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پاؤ"۔ عہدِ جدید کے مصنفین محض تواریخی حالات قلمبند نہیں کر رہے تھے۔ بلکہ اُن کا مقصد یہ تھا۔ کہ انسان اپنے لئے کوئی فیصلہ کرے ۔

تیسری وجہ جو عہدِ جدید کے معرضِ وجود میں آنے کی تھی۔ وہ قدیم مسیحیوں میں سے بہتوں کے سفر تھے۔ ایسا معلوم ہوتا ہے کہ وہ ہر وقت سفر کرتے رہتے تھے۔ پطرس قیصریہ اور یافا میں پھرتا رہا۔ فلپس نے سامریہ اور جنوبی ملک کا راستہ لیا۔ پولُس اور برنباس انطاکیہ کو گئے۔ اور وہاں سے اُنہوں نے اپنے وہ طویل بشارتی سفر شروع کئے۔ جن میں وہ مغربی ایشیا اور جنوبی یورپ دونوں کے بہت سے علاقوں میں پھرے۔ پرسکا اور اکولہ روما سے کرنتھس میں آ گئے۔ تیمتھیس روما سے افسس چلا گیا۔

لوقا بھی تروآس سے سفر کر کے اتھینے میں آیا۔ اپلوس سکندریہ سے روما گیا۔ وُہ سب اپنے زمانے کی جانی ہُوئی دُنیا میں کئی بار ایک سرے سے دُوسرے سرے تک گئے۔ اگر ہم نقشے پر اُن تمام راستوں پر نشان لگائیں جن پر اُنہوں نے سفر کیا۔ اور جن کا ہم کو علم ہے۔ تو یہ خطوط ایک بھول بھلیاں کی صُورت اختیار کر لیں گے۔ قدیم مسیحیوں کے یہ مسلسل سفر جن کا نتیجہ ہر جگہ بہت سی رُوحوں کو مسیح کے پاس لانے کی صُورت میں نمودار ہُوا۔ عہدِ جدید کے لکھے جانے کا اہم سبب تھے۔ یہ ناممکن تھا۔ کہ ان نئے مسیحیوں کے پاس فرداً فرداً یا جماعتی طور پر ہر وقت کوئی نہ کوئی رسُول موجود رہے۔ تو بھی اِس بات کی اشد ضرُورت تھی۔ کہ اُن کے پاس کوئی ایسا شخص یا ایسی چیز ضرور موجود رہے۔ جو اُنہیں صحیح راہ پر قائم رکھ سکے۔ کسی نہ کسی چیز کو چشم دید گواہوں کی جگہ لینا ضرُور تھا۔ سو اُن کے لکھے ہُوئے بیانوں نے یہ جگہ لے لی۔ اور لُوقا نے اپنے دوست تھیُفلس کو بتایا کہ ان کے لکھنے میں اُس کا مقصد یہ تھا۔ کہ "جن باتوں کی تُو نے تعلیم پائی ہے۔ ان کی پختگی تجھے معلوم ہو جائے"۔ ان نئے مسیحیوں کو اِن تصنیف شُدہ کتابوں اور رسالوں کی اَور سب چیزوں سے زیادہ ضرُورت تھی۔ وُہ ان سب حقائق کی پختگی کو اور کسی طرح معلوم نہ کر سکتے تھے۔ اور نہ ہی کسی اور طریقہ سے اِس کلام کو دُوسروں تک پہنچا سکتے تھے۔ اور جیسا کہ کینن ہرکلوٹس (HERKLOTS) کہتے ہیں "عہدِ جدید کے یہ نوِشتے ایک وسیع اور کامیاب بشارتی تحریک کی نشر و اشاعت کرنے کے کام میں آنے والی تصنیفات تھے"۔

چوتھی بات جو اس کے تصنیف کئے جانے پر اثر انداز ہُوئی تھی

وُہ کلیسیا۔ مقدُونیہ۔ یُونان اور رُوما اور کئی اَور دُوسرے مقامات پر قائم شُدہ چھوٹی چھوٹی کلیسیاؤں کی ضرُوریات تھیں۔ بعض کلیسیاؤں کو صلاح مشورے کی ضرُورت تھی۔ اور بعض کو ملامت کی۔ اور کئی ایسی کلیسیائیں بھی تھیں جن کو اُن ہدایات کے ساتھ ساتھ جو اُنہیں دی جا چکی تھیں۔ اور زیادہ مکمل ہدایات کی ضرورت تھی۔ اور رسُولوں کے خطوط جن میں عہدِ جدید کا قریباً نصف حصّہ شامل ہے۔ انہی ضروریات کے پیشِ نظر تحریر کئے گئے تھے۔ اور اُنہیں ایسے لوگوں نے لکھا تھا۔ جو وثوق کے ساتھ اُن تمام باتوں کو بیان کر سکتے تھے۔ اور جنہیں خُداوند نے خود یہ اختیار بخشا تھا۔ اُن میں سے بعض خطوط ایک سے زیادہ کلیسیاؤں کے لئے تھے۔ اور اِس طریقے سے وُہ گشتی خطوط بن گئے تھے۔ پولس کلسیوں کے نام کے خط کے اختتام پر لکھتا ہے۔ کہ "جب یہ خط تم میں پڑھ لیا جائے۔ تو ایسا کرنا کہ لودیکیہ کی کلیسیا میں بھی پڑھا جائے۔ اور اُس خط کو جو لودیکیہ سے آئے تم بھی پڑھنا"۔

اِس کے لکھے جانے کی ایک پانچویں وجہ یہ بھی تھی۔ کہ ابتدائی مسیحیوں میں زیادہ تعداد اُن لوگوں کی تھی جو پیدائشی یہودی تھے۔ اور جو اپنے گھروں اور عبادت خانوں میں عبرانی صحائف کے سُننے کے عادی تھے۔ اور ہر ایک یہودی بچّے کی طرح یسُوع بھی اپنے بچپن ہی سے ان کو اچھی طرح سے جانتا تھا۔ ایک جدید مصنّف کے بیان کے مطابق اُس زمانے کے ہر یہودی بچّے کو جو مدرسے میں پڑھتا تھا۔ چھوٹے چھوٹے طومار دیئے جاتے تھے جو خاص طور پر مدرسے کے لئے اِسی مقصد کے پیشِ نظر بنائے جاتے تھے۔ اِن میں وُہ حصّے لکھے ہُوئے ہوتے تھے جنہیں بچّوں کو زبانی یاد کرنا ہوتا تھا۔ اِس لئے

یہ کوئی غیر معمولی بات نہ تھی کہ تھسلنیکے (تِھسّلُنیکیوں) کے بجائے ہی سے اِن صحائف سے واقف تھا۔ یا یہ کہ بیریہ کے لوگ (Beroeans) روزانہ اِن صحائف میں ڈھونڈتے اور تلاش کرتے تھے۔ لیکن اُن کے لئے غیر معمولی بات تب ہوئی۔ جب اُنہیں انجیل یا خطوط جیسی نئی تصنیفات اپنے قدیم اور قابلِ احترام صحائف کے ساتھ ساتھ پڑھنا پڑیں ॰

اِس نئے طریقے نے ایک پیچیدگی پیدا کر دی۔ کیونکہ بہت سی پُرانی اور نئی تصنیفات نے ابتدائی کلیسیائی زندگی میں مرکزی حیثیت اختیار کر لی تھی۔ اِس لئے یہ ضروری تھا۔ کہ فیصلہ کیا جائے کہ اِن کُتب میں سے کن کتابوں کو کلیسیا کے لئے مفید قرار دیا جائے۔ یعنی بالفاظِ دیگر اِن میں سے کن کتابوں کو کتابِ مقدّس میں شامل کر لیا جائے اور کن کو نہ کیا جائے۔ مارقیون جیسے چند لوگوں کا خیال تھا۔ کہ نئے عہد نامے کے کچھ حصّوں کو اور پُرانے عہد نامے کو بالکل ہی حذف کر دیا جائے۔ اور جسٹن جیسے لوگ یہ کہتے تھے۔ کہ پُرانے اور نئے عہد نامے میں ایک مطابقت اور ایسا زبردست ربط ہے کہ ایک دُوسرے سے ہرگز علیحدہ نہیں کئے جا سکتے۔ ورنہ اِن کا اصلی مطلب اور مقصد تلف ہو جائیگا۔ کچھ لوگ ایک کتاب کو شامل کروانا چاہتے تھے اور کچھ دُوسری کو۔ اِس لئے ظاہر تھا۔ کہ اِس معاملے میں کسی نہ کسی فیصلے پر پہنچنا ضروری تھا۔ اور یہ فیصلہ نہ تو عُلما کی کسی جماعت نے کیا۔ نہ ہی بشپوں کی کسی کاؤنسل نے۔ بلکہ یہ فیصلہ تمام کلیسیا نے مجموعی طور پر کیا۔ جو کتابیں زیادہ پڑھی جاتی تھیں اور زیادہ مفید پائی گئیں۔ اُنہیں بائبل میں جگہ دیئے جانے کے قابل قرار دیا گیا۔ اور اُن کتابوں کو جو عام طور پر نہ تو پڑھی جاتی تھیں اور نہ ہی اُن سے زیادہ فائدہ ہوتا تھا۔

بائبل سے باہر نکال دیا گیا۔ حالانکہ کتابِ مقدّس میں پاک صحائف کی موجودہ ترتیب اور تشکیل میں بہت عرصہ صرف ہُوا تاہم یہ ایک نہایت ہی مؤثر طریقہ ثابت ہُوا۔ اور صحیح اور موزُوں طریقہ بھی یہی تھا۔ کیونکہ یہ مقدّس تصانیف کلیسیا کی زندگی سے اُبھریں اور کلیسیا کی زیرِ نگرانی اور اُسی کی حفاظت میں پروان چڑھیں اِس لئے یہ بات بالکل دُرست اور موزوں تھی۔ کہ کلیسیا ہی اجتماعی طور پر یہ فیصلہ کرے۔ کہ کن کتابوں کو بائبل میں شامل کیا جائے اور کن کو نہیں ॰

[illegible]

گو یہ دلیل بالکل منطق کے مطابق تھی تاہم کوئی بھی اِس سے قائل نہیں ہُوا۔ مثال کے طور پر منتھوڈیس نے کہا۔ کہ کلیسیا بلاشُبہ پاک صحائف کے مالک ہونے کا دعوٰی کر سکتی ہے۔ تاہم اِسے کوئی حق نہیں کہ جس طرح چاہے اپنی مرضی کے مطابق اِس کا ترجمہ کرے۔ اِس کا ترجمہ تمام پاک صحائف

کے اُس مجموعی مطلب کے مطابق ہونا چاہیئے جو اس کی اصلیت کا پتہ دیتا ہے۔ یعنی دُوسرے الفاظ میں کلیسیا کو اِس کا ترجمہ پاک صحائف کے مطابق ہی جانچنا چاہیئے۔ تاکہ اِس کے نگران اور نگہبان ہوتے ہُوئے وُہ اِس کو اپنے مطلب کے لئے توڑ مروڑ کر استعمال نہ کر سکیں۔ اِس طریقہ پر یہ پاک صحائف آخری اپیل کی جگہ اور کلیسیا کے ایمان کی جانچ کرنے کا آلہ نہیں ۔

اِس طرح سے دو سال کی مدت سے پہلے ہی ابتدائی کلیسیا کے ہاتھ میں مقدس تصانیف کی ایک پُوری کتاب آ گئی۔ اور یہ ایک بہت حیران کُن بات تھی۔ کیونکہ اس کی ایک مُستند کتاب دینے کی کبھی بھی کسی نے کوئی کوشش نہیں کی تھی اور نہ کسی نے ہی کہا تھا کہ کلیسیا کے پاس ایسی کوئی کتاب ہونی چاہیئے۔ چُنانچہ رفتہ رفتہ اور بغیر کسی انسانی کوشش کے ایک ایسی کتاب معرضِ وجُود میں آ گئی۔ اِس میں کچھ تو قدیم عبرانی نسخے تھے جن کی یہُودی بہت مُدت سے تعظیم کرتے چلے آئے تھے۔ اور کئی ایک تازی اور نئی تصانیف تھیں۔ ان سب کو اِکٹھا کر دینے سے ایک ایسی کتاب بن گئی ہے جسے جیروم نے ”الٰہی کُتب خانہ“ کہا ہے۔ اور چونکہ ایک ہی کتاب میں اور بہت سی کتابیں شامِل تھیں اِس لئے یونانی مصنّفین نے اِس کے لئے جمع کا صیغہ استعمال کر کے اِسے ”کتابیں“ یعنی ”ببلیا“ کہا۔ لیکن عام لوگوں نے اِس کے لئے صیغہ واحد ہی استعمال کیا اور اِن کی یکسانیّت اور ہم آہنگی پر زور دیتے ہُوئے اِسے ”اَلکتاب“ کا نام دیا ۔

بائیبل نے ابتدائی کلیسیا کی زندگی میں جو جگہ حاصل کی ہے وُہ اِس

شائع کر دیا اور جنیوا کے باشندے پروٹسٹنٹ ہو گئے۔ بائیبل کی دریافت یا ترجمے میں ہر نیا قدم پروٹسٹنٹ فرقے کی ترقی کا باعث یا بہانہ بن گیا۔ بائیبل کی تجدید اور ریفارمیشن کی تحریک ساتھ ساتھ ترقی کرتی چلی جا رہی تھیں۔ لیکن اس میں بائیبل کی تجدید اکثر پہلے آگے بڑھتی تھی ۔

یہ باتیں رفتہ رفتہ آگے بڑھتی جا رہی تھیں۔ دونوں حالتوں میں تیاری کے لئے ایک طویل عرصہ تھا۔ فرانس میں یہ تیاری پیٹر والڈو (Peter Waldo) کے زمانے سے ہو رہی تھی۔ انگلستان میں وائیکلف (Wycliffe) کے وقت سے اور وسطی یورپ میں جان ہس (John Huss) کے دِنوں سے یہ تیاری لگاتار ہو رہی تھی۔ والڈو نے خود تو بائیبل کا ترجمہ نہ کیا۔ لیکن اُس نے ترجمے کروائے جن کو اُس کے غریب لوگ جو لیونز (Lyons) میں رہتے تھے اپنے ساتھ پیڈمونٹ (Piedmont) سے لے کر پرینیز (Pyrenees) تک ہزاروں دیہاتوں اور خاندانوں میں لے گئے تھے۔ وائیکلف اِس سے ایک قدم اور آگے بڑھا۔ اُس نے خود ہی بائیبل کا ترجمہ عام لوگوں کی زبان میں کیا۔ اور اُنھوں نے اِسے اُس مُلک کے ہر حصّے میں پہنچا دیا۔ بعض اُس کے زیادہ غریب مناد اِس کی نقلیں اپنے لبادوں کی تہ میں چھپا کر لے گئے۔

کے کلام کو اپنے آپ پڑھنے اور اُس کے مطالعے کے حق کو سب سے زیادہ اہمیت اور فوقیت دیں۔ ہس جو پیرگ کی یونیورسٹی میں پروفیسر تھا وائیکلف کا مانا ہُوا پیرو تھا۔ اُس نے کہا کہ "میں اقرار کرتا ہُوں کہ اِس یونیورسٹی کے دُوسرے شرکاء کے اور میرے پاس بیس برس سے زیادہ عرصے سے اُس کی کتابیں رہی ہیں اور ہم اُنہیں پڑھتے رہے ہیں۔" اُس وقت آکسفورڈ اور پیرگ میں کافی آمد و رفت تھی۔ اور ہس نے اپنے پُورے دِل سے کلیسیا کے بگاڑ۔ بائبل کے مستند ہونے اور اس کی تجدید کی ضرورت کے بارے میں وائیکلف کے تمام نظریوں کو بالکل صحیح تسلیم کر لیا۔ اور بہت عرصے بعد جب لُوتھر کو ایرفرٹ (Erfurt) کے کتب خانہ میں ہس کے مواعظات کی ایک جلد ملی تو اُس نے کہا۔ "جب میں نے اِس کا عنوان پڑھا تو میرے دِل میں یہ خواہش پیدا ہُوئی کہ دیکھیں تو اس نے کن عقائد کی وکالت کی ہے۔ اور اس کو پڑھ کر میں حیران رہ گیا۔ میں سمجھ نہ سکتا تھا۔ کہ کِس وجہ سے اُنہوں نے اتنے بڑے اور عالم آدمی کو نذر آتش کر دیا تھا۔ جس نے صحائف انبیا کی تشریح اتنی سنجیدگی اور خُوبی سے کی تھی"۔ والڈو، وائیکلف اور ہس تینوں ہی بائبل کی از سرِ نو دریافت اور ریفارمیشن کے لئے راہ تیار کرنے کے کام میں پیشرو ثابت ہُوئے۔

اِس کے بعد کے برسوں میں بائبل کا شوق رفتہ رفتہ بڑھتا گیا۔ یہ زیادہ تر اُن لوگوں میں نظر آتا تھا۔ جو لاطینی زبان کو پڑھ سکتے تھے۔ اِس لئے ولگیٹ (لاطینی ترجمہ) کے ایڈیشن یکے بعد دیگرے تیار ہو رہے تھے۔ لیکن یہ شوق صرف ان ہی لوگوں تک محدود نہ رہا۔ کیونکہ

اُن کی اپنی مُلکی زبانوں میں بھی ترجمے نظر آنے لگے۔ درحقیقت بائبل کے ترجمے جرمنی۔ اطالوی۔ فرانسیسی۔ ڈچ۔ ولندیزی۔ سالونی۔ بوہیمی اور ہسپانوی زبانوں میں پندرھویں صدی عیسوی کے ختم ہونے سے پہلے ہی ہو چکے تھے۔ یعنی ریفارمیشن کے آغاز سے پہلے ہی۔ بے شک یہ وُہ ترجمے تھے جو لاطینی ترجمہ سے کئے گئے تھے۔ اور ان کے مقابلے میں ریفارمروں کے تراجم تھے جو کہ اصل عبرانی اور یونانی صحائف سے کئے گئے تھے۔ لیکن خواہ یہ تراجم ولگیٹ سے کئے گئے یا اصلی یونانی اور عبرانی زبانوں سے تاہم پیشتر اِس سے کہ لُوتھر اپنے دعوے شائع کرتا یا انگلینڈ رُوم سے علیحدگی اختیار کرتا۔ یہ بے شمار ترجمے تمام انگلستان اور یورپ کے براعظم میں پھیل گئے تھے۔ اس لئے جہاں تک تراجم کا تعلق ہے بائبل کے لئے نیا شوق اور جوش ریفارمیشن کی تحریک سے پہلے بھی تمام مُلک میں پایا جاتا تھا اور یہی ایک حد تک اِس کے پھیلنے کا باعث بنا۔

اِن بڑے ریفارمروں کی سب سے بڑی صفت یہ تھی کہ اُنہوں نے اِس تمام تحریک میں بائبل کو سب سے آگے رکھا اور اس کو اوّلین جگہ دی۔ اُنہوں نے یہ اعلان کیا۔ کہ اِس کتاب کو ہر شخص استعمال کر سکتا تھا۔ اور یہ نہ تو علما یا خادم الدین کی ہی ملکیت تھی۔ اور نہ ہی کلیسیا کے کسی خاص گروہ یا جماعت کی۔ بلکہ یہ ہر جگہ اور ہر مسیحی کی ملکیت ہے۔ وُہ کہتے تھے۔ کہ یہ ہر ایک شخص کو ملنی چاہئے کیونکہ اس میں نجات کی وُہ بخشش موجود ہے۔ جو خُدا نے دُنیا کے ہر ایک انسان کے سامنے رکھی ہے۔ ریفارمیشن کی اُس مشہور اور خاص دستاویز

ہیں جو انگلستان کی کلیسیا کے اُنتالیس آرٹیکلز (Thirty-nine Articles) کے نام سے مشہور ہے۔ بتایا گیا ہے۔ کہ پاک صحائف میں وُہ تمام باتیں درج ہیں۔ جو نجات کے لئے ضروری ہیں اس لئے جو بات اس میں نہیں پائی جاتی یا جو اِس کتاب سے ثابت نہیں ہوتی۔ [illegible] ہے - نہ تو وُہ ایمان کے لئے ضروری قرار دی جاسکتی ہے اور نہ ہی اسے نجات کے لئے کوئی خاص اور ضروری چیز تصور کیا جائے۔ [illegible] - کہ [illegible] ہیں [illegible] پاک [illegible] - جو اس گھر کو سنبھال رکھنے کے لئے اشد ضروری ہے۔ اُنہوں نے رُوم کے اس دعوے کو کہ کلیسیا کی روایت ایمان کا معیار ہے اِس بنا پر باطل قرار دے دیا۔ کہ یہ دعوے پاک صحائف سے ثابت نہیں ہوسکتا۔ اور یہی وُہ ترازو تھا جس میں وُہ ہر چیز کو تولا کرتے تھے۔ اُن کا مقولہ تھا۔ ”صرف بائبل ہی مجموعی طور پر“۔ اور یہی وُہ نعرہ تھا۔ جس سے کئی سال پیشتر والدنی لوگوں نے اُن تمام وادیوں میں ایک گُونج پیدا کردی تھی۔ لُوتھر کے لئے تمام بائبل خدا کا کلام تھی۔ نہ صرف اس لئے کہ یہ دعوے کلیسیا کا تھا۔ بلکہ اِس لئے کہ اس کے صفحات میں وُہ خُدا کو رُوبرو دیکھ سکتا تھا۔ وُہ اُس لمحے سے جان گیا تھا۔ کہ اِس سے زیادہ تحقیق کی اُسے ضرورت نہ تھی۔ خُدا اُس سے مِل چُکا

تھا۔ اور اُس نے بائبل میں اُس سے کلام کیا تھا۔ اور یہ اُس کے لئے کافی تھا۔ کہ اِن کے لئے بھی بائبل میں وُہ تمام باتیں درج تھیں۔ جو مسیحی ہونے کے لئے ایک آدمی کو جاننا ضروری تھیں۔ وُہ کہتا تھا۔ کہ بائبل ایک ایسی کتاب ہے۔ جو پُورے طور پر مستند تھی۔ اور جس کے لئے اور کسی چیز کی ضرورت نہ تھی۔ جس کی تصدیق انسان کی اپنی رُوح اور پاک صحائف خود کرتے تھے۔ اِس لئے اس کی مناسب اور موزوں جگہ ہر آدمی کے ہاتھ میں تھی ؎

اِس سے وُہ یہ دلیل پیش کرتے تھے۔ کہ پاک صحائف ایسی زبان میں مِلنا چاہئیں۔ جسے ہر شخص اچھّی طرح سے پڑھ اور سمجھ سکے۔ اِراسمس نے اپنے نئے عہد نامے کے پند و نصائح میں لکھا ہے۔ کہ مَیں اُن لوگوں سے بالکل ہی اختلاف رکھتا ہُوں جو اِس بات پر رضامند نہیں ہوتے کہ پاک صحائف کا ترجمہ عام زبانوں میں کیا جائے۔ اور اسے وُہ لوگ پڑھیں جو کم علم اور جاہل ہیں۔ مَیں تو یہاں تک چاہتا ہُوں۔ کہ عورتیں بھی اناجیل اور پولوس رسُول کے خطُوط کو پڑھ سکیں۔ میری یہ دِلی خواہش ہے۔ کہ دُنیا کی تمام زبانوں میں ان کا ترجمہ ہو جائے۔ تاکہ اُنہیں نہ صرف سکاٹ لینڈ اور آئرلینڈ کے باشندے ہی سمجھ سکیں۔ بلکہ تُرکی اور سریانی بھی اِن کو پڑھ کر سمجھ لیں۔ میری یہ آرزُو ہے۔ کہ کسان ہل چلاتے وقت۔ جُلاہا کپڑے بُنتے ہُوئے اور مُسافر اپنے راہ کی تھکن کو دُور کرنے کے لئے اِن کے حِصّوں کو دُہراتا اور گنگناتا رہے“۔ لُوتھر۔ ٹنڈیل اور ادلبویتان ایک قدم اور آگے بڑھ گئے۔ اُنہوں نے نہ صرف یہ خواہش ہی ظاہر کی کہ صحائفِ انبیا

اور بائیبل کا ترجمہ عام زبانوں میں کیا جائے۔ بلکہ اُنہوں نے یہ کام خود ہی شروع کر دیا۔

جس مقصد کو لے کر یہ ریفامر میدانِ عمل میں اُترے یہ بائبل بشارتی تھا۔ وُہ چاہتے تھے کہ ہر ایک کو یہ موقع دیا جائے کہ وُہ بائیبل کو اچھی طرح سے پڑھ لے۔ کیونکہ اُنہیں یہ کامل اعتقاد تھا۔ کہ اِس میں وُہ طاقت موجود ہے جو دلوں کو پھیر دیتی ہے۔ مثال کے طور پر ٹنڈیل خود بھی بائیبل پڑھنے ہی کے وسیلے سے مسیحی ایمان کو نئے اور پورے طور سے سمجھ سکا۔ لُوتھر کے دِل میں مسیحیّت کی آگ رومیوں اور گلتیوں کے نام پولُوس رسُول کے خطوں کے پڑھنے سے ہی بھڑک اُٹھی تھی۔ اور اسی وقت سے یہ دونو اپنے اِس تجربے کی بنا پر یہ جان گئے۔ کہ خُداوند نے اُنہیں اِس لئے بُلایا ہے۔ کہ وُہ اوروں کو بھی پاک صحائف کی تعلیم اور اُن کے پڑھنے کا موقع دیں۔ اُنہوں نے یہ جان لیا۔ کہ اگر خُدا نے اِس بائیبل کے وسیلے اُن سے کلام کیا ہے۔ تو یہ اُن کا فرض تھا۔ کہ دُوسروں کو بھی الٰہی آواز کے سُننے کا موقع دیں۔ اِراسمس نے اِس بات کی بہت حمایت کی کہ بائیبل غیر مسیحی دُنیا کو بھی بھیجی جائے۔ اُس نے لکھا۔ کہ "ایشیا اور افریقہ میں جنگلی لیکن سادہ طبعیّت کے قبائل ہیں۔ اور اگر ہم اُن میں پاک کلام کا بیج بونے کے لئے کارندے بھیجیں تو وُہ آسانی سے مسیحیّت کی طرف مائل ہو سکتے ہیں۔" لیکن گو ریفامروں کے دعوے کا صحیح لبِ لباب یہی تھا۔ کہ ہر ایک کو موقع دیا جائے کہ وُہ پاک صحائف کے پڑھنے سے خُداوند سے خود ملاقات کر سکے لیکن اِس محنت اور اپیل کا

نتیجہ کچھ بھی نہ نِکلا۔

اِس زمانے کے حالات کا جائزہ لینے اور چھان بین کرنے سے دو نتائج حاصل ہُوئے ہیں۔ ایک تو وُہ مرکزی اہمیّت ہے جو ریفامروں نے خود بائیبل کو دی۔ ریفارمیشن نے قومی۔ شخصی اور دُوسری وجوہات کی بنا پر مختلف مُلکوں میں مختلف صُورت اِختیار کی۔ لیکن ایک نُقطہ پر اس میں کبھی اختلاف پیدا نہیں ہُوا۔ اِس لئے کسی مُلک اور کسی زمانے میں بھی بائیبل کو اِنسان کے لئے خُدا کا کامل اور مُستند کلام تسلیم کرنا نہ چھوڑا۔ برطانیہ میں ریفارمیشن جرمنی کی ریفارمیشن سے بالکل ہی مُختلف تھی۔ اسی طرح سوئٹزرلینڈ میں ریفارمیشن نے سویڈن کی ریفارمیشن سے بالکل ہی مختلف صُورت اِختیار کر لی۔ لیکن ہر مُلک میں بائیبل کو خُدا کے مکاشفہ کا اِظہار اور ایمان کی کسوٹی تسلیم کیا گیا۔ بائیبل کو اِس طرح مرکزی درجہ دینے سے ریفارمیشن کو قوت حاصل ہُوئی۔ اور اسی وجہ سے اس نے قرونِ وسطیٰ سے ہی زور پکڑا اور کامیابی حاصل کی۔ دُوسری وجہ اور حقیقت وُہ اہمیّت ہے جو بائیبل کے ترجمہ کو دی گئی۔ گو یہ سب ریفامر آپس میں ایک دُوسرے سے اِتنے ہی مختلف تھے جتنا کہ ایک آدمی دُوسرے سے ہوتا ہے۔ تو بھی بائیبل کے ترجمے کی حمایت میں وُہ سب ایک ہی خیال رکھتے تھے۔ اور اُن سب نے خود اس میں حِصّہ لیا۔ قریباً سب بڑے بڑے ریفامروں نے اپنی بے حد مصروفیات اور فرائض کے باوجود بائیبل کے ترجمہ میں کچھ نہ کچھ مدد کی۔ اور ان میں سے اکثر نے اِس کو اپنی زندگی میں

اوّلین درجہ دیا۔ اِس کی وجہ یہ بھی کہ اُنہیں اس امر کا پُورا پُورا الیقین تھا۔ کہ بائبیل میں وہ تمام باتیں درج ہیں۔ جو نجات کے لئے ضروری ہیں۔ اور یہ بھی کہ یہ ہر ایک انسان کے لئے ہے۔ اور درحقیقت اُن کے اِس تیقن نے کلیسیا کی ترقی میں سب سے زیادہ مدد دی ہے۔ یکے بعد دیگرے کئی زبانوں میں اُنہوں نے کتابِ مقدّس کو عام لوگوں کے سمجھنے کے قابل بنا دیا۔ لُوتھر نے جرمن زبان میں ٹنڈیل نے انگریزی میں۔ اور اولیویتان نے فرانسیسی زبان میں اِس کا ترجمہ کیا۔ یہاں پر ہم نے صرف تین شخصوں کا ذکر کیا ہے۔ یہ محض اتفاقیہ امر ہی نہ تھا۔ کہ تینوں ایک ہی وقت میں ریفارمر بھی تھے اور بائبیل کے مترجم بھی۔ کیونکہ یہ تو بائبیل کے متعلق اُن کے نظریئے کا ایک شاخسانہ تھا۔ اور آپس میں مِل کر اُنہوں نے اِسے یورپ کی زندگی میں ایک مرکزی حیثیت دی۔ جہاں یہ گُندھے ہُوئے آٹے میں خمیر کا کام دینے لگا۔ اور جس جس مُلک میں اِس کو کام کرنے کا موقع دیا گیا۔ وہاں ہی ایک بڑا انقلاب رُونما ہُوا۔

(ب) پیورِٹن اور پایاٹِسٹ تحریکیں:۔

اَب ہم پیورِٹن اور پایاٹِسٹ تحریکوں کا ذکر کرتے ہیں جو کلیسیا کی زندگی کے تجدیدی دَور کی ایک اور کڑی ہیں۔ اِن کے بارے میں جو بات پہلے پہل کہی جا سکتی ہے۔ وہ یہ ہے کہ ان کی جڑ ریفارمیشن ہی تھی۔ اور اس کی طرح اِن تحریکوں نے بھی اپنی زندگی اور قوت کو بائبیل سے حاصل کیا ہے۔ اُن ممالک میں جہاں ان دونو

تحریکوں نے پُورے طَور پر زور پکڑا یعنی برطانیہ اور جرمنی میں بائبیل نے اُن کی بات چیت اور خیالات میں نمکینی پیدا کر دی اور اِس طرح ایک پُرامن اِنقلاب کی صُورت پیدا کر دی۔ پیورِٹن زمانے کے دَوران میں بائبیل کا جو اثر اِنگلستان کی زندگی پر ہُوا۔ اُسے سی۔ ایل۔ گرین نے اپنے مشہُور الفاظ میں بہترین طَور پر بیان کیا ہے وہ کہتا ہے۔ کہ کسی قوم میں ایسی بڑی اِخلاقی تبدیلی کبھی نہیں ہُوئی جیسی اِنگلستان میں ملکہ الزبتھ کے عہدِ حکُومت کے آخری نصف حصّے سے لانگ پارلیمنٹ (Long Parliament) کے اجلاس کے درمیانی عرصے میں ہُوئی تھی۔ اِنگلستان ایک کتاب پر چلنے والی قوم بن گئی اور وہ کتاب بائبیل ہے۔ اِس تبدیلی کے اثر کو تمام قوم نے محسُوس کیا ہے۔ زندگی کے پُرانے نقطۂ نظر کو ایک بہتر اور نئے نظریئے نے بالکل ہی چھپا لیا۔ اور ہر جماعت میں ایک نئی اخلاقی اور مذہبی رُوح دَوڑ گئی ہے۔ اِسی طرح جرمنی میں بائبیل یا اس کا وہ حصّہ جس کا ترجمہ لُوتھر نے کیا۔ قومی زندگی میں ایک طاقتور تاثیر بن گیا یہ جرمن ادب میں نئے دَور کا آغاز تھا۔ اِس نے جرمن زبان کو اُسی طرح ایک معیاری زبان بنا دیا جیسے مستند ترجمہ (Authorised Version) نے انگریزی زبان کو۔

پہلے ہم پیورِٹن تحریک کو دیکھیں گے۔ پیورِٹن لوگوں نے ریفارمیشن کو بہت سنجیدگی سے دیکھا۔ اور اُنہوں نے نہ صرف اِس کی مرکزی حقیقتوں کا اعلان کیا۔ بلکہ اِن پر عمل بھی کرنے لگے۔ یعنی اُنہوں نے یہ بتایا کہ بائبیل کی طرف ریفارمیشن کا رویّہ یہ ہے کہ کسی آدمی کو بھیجا

جائے کہ خود دیکھے اور معلوم کرے کہ بائیبل شخصی اور جماعتی معاملات میں کیا رائے دیتی ہے ۔ یہ نہ صرف ایک نیا اور انقلابی خیال ہی تھا ۔ بلکہ اس کا اثر لوگوں کے دل و دماغ پر بہت ہی گہرا پڑا ۔ اور اس سے اُنہوں نے یہ معلوم کر لیا ۔ کہ انسان اپنے گھر بیٹھے ہی اپنی بائیبل کو کھول کر پڑھنے اور دُعا کرنے سے اور اپنے آپ میں خُدا کی رہبری اور ہدایت کو حاصل کر کے اپنے اور اپنی قوم کے لئے اس کے مطلب اور معنی کو سمجھ سکتا ہے ۔ اور یہ سب کچھ وُہ پادری یا راہب یا اور کسی دُنیاوی شخص کی مدد کے بغیر ہی کر سکتا ہے ۔ یہ پیوریٹنیوں کی خاص خُوبی تھی وُہ بالکل خلوص دِل اور سنجیدگی سے بائیبل کو اپنے شخصی یا قومی معاملات پر عائد کرتے تھے ۔ یہاں یہ سوال پیدا ہوتا ہے کہ کیا اُنہوں نے اِس کے پیغام کو اِس تنگ سے باہر کی دُنیا پر بھی عائد کیا ہے ۔

اکثر کہا جاتا ہے ۔ کہ وُہ مُلکی اور مذہبی آزادی کی جنگ میں اتنے مصرُوف تھے کہ وُہ مشنری مساعی اور بشارت کے کام کو بالکل ہی بھُول گئے تھے ۔ گو اِس میں کچھ نہ کچھ حقیقت تو ہے ۔ تاہم یہ بات انصاف سے بعید ہے ۔ کیونکہ اُنہوں نے صرف انجیل کی تبلیغی خُوبی کو دیکھا ۔ بلکہ اُنہوں نے اِس کے لئے کوشش بھی کی مثلاً اُنہوں نے نوآبادیات قائم کرنے کے اجازت نامے جاری کئے جن میں تبلیغی سرگرمیوں کو شروع کرنے کے لئے پُرزور سفارشیں کی گئی تھیں ۔ ورجینیا کی نوآبادی کے شاہی فرمان میں خاص طور پر یہ لکھا گیا تھا ۔ کہ "اِس مہم کا مقصد اُن لوگوں میں جو ابھی تک تاریکی میں تھے مسیحی مذہب کی منادی کرنا ہے"

اور میساچوسیٹس (Massachusetts) کے فرمان میں جو کئی سال کے بعد جاری کیا گیا وہاں جا کر بسنے والوں کو تاکید کی گئی ۔ کہ " وہ اُس جگہ کے باشندوں کو واحد اور برحق خدا کی بادشاہت کے لئے جیتیں " اس سے بھی زیادہ دلچسپ یہ امر ہے ۔ کہ ۱۶۶۰ء میں " نیو انگلینڈ کے انڈینیز میں انجیل کو ترقی اور وسعت دینے کے لئے ایک جماعت " قائم کی گئی ۔ جو غالباً پروٹسٹنٹ علاقہ میں سب سے پہلی تبلیغی جماعت تھی ۔ اِس سلسلے میں کرامویل (Cromwell) کا بھی حوالہ دیا جا سکتا ہے ۔ کیونکہ وُہ بائیبل کو ہاتھ میں لے کر وائیٹ ہال کو گیا اور انگلستان کی تواریخ میں پہلی بار پارلیمنٹ کو سمندر پار تبلیغی کام کے لئے خاص رقم منظور کرنے کے لئے مجبُور کیا ۔ یہ صاف نظر آتا ہے ۔ کہ پیوریٹن لوگوں نے انگلستان میں بائیبل اور بشارتی کام کو الگ الگ نہیں کیا ۔ اور جیسا کہ ہم آگے چل کر دیکھیں گے شمالی امریکہ میں بھی یہ ساتھ ساتھ ہی رہا ۔

جب آبائے قدیم (Pilgrim Fathers) اور اُن کے جانشین شمالی امریکہ کو ہجرت کر گئے ۔ تو اُنہوں نے اپنے آپ کو غیر مسیحی دُنیا سے گھرا ہُوا پایا ۔ یہ پہلی بار پیوریٹن لوگوں کو غیر مسیحیوں سے واسطہ پڑا ۔ اور وُہ اس میں بالکل نہ گھبرائے ۔ اُنہوں نے اِن انڈین لوگوں میں بشارت کے کام کو اپنی نئی زندگی کا طرزِ عمل بنا لیا ۔ اِن لوگوں کے ساتھ دوستانہ تعلّقات قائم کرنے میں جو مُشکلات پیش آئیں ۔ اُن سے تنگ آ کر چند لوگوں نے ان اصلی باشندوں کو " کنعانیوں " کی حیثیت دی ۔ جن کا خاتمہ کر دینا ایک ناگزیر امر تھا ۔ کئی لوگ ان

میں بشارتی کام پر زور دیتے تھے۔ مثال کے طور پر روجر ولیمز نے جو روڈ آئیلینڈ کالونی (Rhode Island Colony) کا قائم کرنے والا تھا۔ ان لوگوں میں شخصی طور پر منادی کرنے کے لیے اُن کی زبان سیکھلی۔ اِن میں جان ایلیٹ (John Eliot) بہت مشہور آدمی ہے۔ اُس نے پچاس برس اِن کی خدمت کی۔ اور اس لئے اُسے صحیح طور پر "انڈینز کا رسول" کہا جاتا ہے۔ درحقیقت وُہ سب سے پہلا مشنری تھا۔ جو امریکہ دُنیا کو دے سکا۔ اور پروٹسٹنٹ عہد میں بھی پہلا مشنری یہی تھا۔ انڈینز میں اُسی کے کام کے بیان نے کرامویل کو اِس بات کا قائل کر لیا۔ جیسا ہم ابھی دیکھ چکے ہیں اُس نے پارلیمنٹ کو مجبور کیا۔ کہ سمندر پار مشنری خدمت کے لئے کافی رقم منظور کرے۔
ایلیٹ کو جیسی جلدی اِن انڈین لوگوں سے واسطہ پڑا۔ اُس نے یہ جان لیا کہ اگر اُسے اُن میں کچھ قابلِ قدر خدمت انجام دینا ہے۔ تو ضرور ہے کہ اُس کے پاس اُن کی اپنی زبان میں بائیبل ہو۔ اِس طرح اُس نے بعد کے مشنریوں کے عالمگیر تجربے کو پہلے سے حاصل کر لیا۔ اور موہیکی زبان میں بائیبل کا ترجمہ کرنا شروع کر دیا۔ اور جب وُہ اسے ختم کر چکا تو یہ کتاب امریکہ کے براعظم میں چھپنے والی سب سے پہلی کتابوں میں سے ایک تھی۔ "تواریخ میں یہ پہلی مثال تھی۔ کہ بشارتی کام کے لئے پُوری بائیبل کا ترجمہ ایک نئی زبان میں چھپوایا گیا۔" جس حقیقت پر غور کرنا ضروری ہے وُہ یہ ہے کہ جتنی جلدی پیوریٹن لوگوں کا واسطہ دُنیا کی غیر قوم والوں سے پڑا۔ اُن کا سب سے پہلا کام بائیبل کا ترجمہ کرنا تھا۔ اور اس کی وجہ یہ تھی کہ وُہ بائیبل کو اپنے بشارتی کام کے لئے اپنا بہترین ہتھیار

خیال کرتے تھے۔

ایلیٹ کے نام کے ساتھ ساتھ جو نام ہمیشہ لیا جاتا ہے۔ وُہ ڈیوڈ برینرڈ (David Brainerd) کا ہے۔ یہ بھی نیو انگلینڈ کا ایک پیوریٹن تھا۔ اِس نے بھی اپنی تمام زندگی انڈین لوگوں کی خدمت کرنے کے لئے صرف کر دی۔ اور اپنے پیچھے ایک ایسی روشن مثال چھوڑ گیا۔ جو اُس کے بعد آنے والے بے شمار لوگوں کے لئے مشعلِ ہدایت کا کام دیتی رہی۔ اِن دنوں میں پیوریٹن لوگوں کا تبلیغی جوش اتنے زوروں پر تھا۔ جس کی مثال آج تک نہیں ملتی۔ روجر ولیمز۔ جان ایلیٹ اور ڈیوڈ برینرڈ تینوں نے اپنے آپ کو بائیبل میں غرق کر دیا۔ وُہ اِسے اپنے تبلیغی جوش کا منبع اور اِس خدمت کا ضروری ہتھیار تسلیم کرتے تھے۔

گو سوئٹزرلینڈ کے کالونسٹ لوگوں کا ذکر پیوریٹن کے عنوان کے ماتحت یہاں کرنا کچھ درست نہیں ہے۔ تاہم یہ بتا دینا بھی خالی از فائدہ نہیں کہ ۱۵۵۶ء میں کالون کی حمایت میں تبلیغی کام جینوا میں شروع ہوا۔ اُس وقت اٹھارہ مردوں اور عورتوں کی ایک جماعت جس کا خرچ فرانسیسی ایڈمرل کالگنی (Admiral Coligny) نے اُٹھایا تھا۔ برازیل کو چلی دی۔ گو یہ کام جلد ہی ختم ہو گیا۔ تاہم یہ حقیقت کہ اِس کی کوشش کی گئی یہ بتا دیتی ہے کہ لوتھر کی موت کے چند برس بعد ہی جب کالون ابھی زندہ ہی تھا۔ تو ملکہ الزبتھ کے انگلستان کے تخت پر جلوہ افروز ہونے سے پہلے ہی پروٹسٹنٹ لوگ غیر مسیحی دُنیا کے لئے اپنی فکرمندی کا ثبوت دیتے رہے ہیں۔

سترھویں صدی کے آخر اور اٹھارھویں صدی کے آغاز میں یورپ کے برِّاعظم کا پائیٹسٹ (Pietism) تحریک بہت باتوں میں برطانیہ اور شمالی امریکہ کی پیوریٹن تحریک سے ملتی جلتی اور اُس کے برابر تھی مگر پیوریٹن تحریک کی مانند اس کی بھی کوئی تنظیم نہ تھی۔ یہ رُوح القدس کی تحریک تھی۔ اور اس کی امتیازی صفت بائیبل سے لپٹے رہنا اور اس کی بشارتی طاقت پر پُورا پُورا بھروسہ رکھنا تھی۔ ہالینڈ کی ریفارمڈ کلیسیا میں شروع ہو کر جلد ہی یہ جرمنی کی لُوتھرن کلیسیا میں پھیل گئی۔ جہاں اسے زرخیز زمین مل گئی اور اس نے دُور دُور تک اپنی جڑیں پھیلانا اور بھی وسیع ہونا شروع کر دیا۔ یہاں برِّاعظم کے مسیحیوں کی زندگی اور خیالات پر اس کا اثر ایک صدی سے زیادہ عرصہ تک اُس زمانے کی خاص اور اہم صفتوں میں سے تھا۔ اس تحریک میں خاص زور جماعتی طور پر بائیبل کے مطالعہ۔ کلیسیا میں لیمین کی جگہ اور سمندر پار تبلیغ کے کام کو پھیلانے پر دیا جاتا تھا۔ موراوی لوگوں پر اس کا ایک فیصلہ کُن اثر پڑا۔ اور اُن کے وسیلے سے یہ میتھوڈسٹ لوگوں کے ساتھ ساتھ دُوسروں پر بھی اثر انداز ہوئی۔ اس کا سب سے بڑا کام یہ تھا۔ کہ اس کے وسیلے سے بڑی بڑی پروٹسٹنٹ جماعتیں شروع ہو گئیں۔

ہیلے (Halle) پائٹزم کا مرکز بن گیا جہاں بائیبل کے مطالعہ اور اشاعت کا شوق اور سمندر پار تبلیغی کام کے لئے ایک سرگرم جذبہ بھی پایا جاتا تھا۔ ان دونو تحریکوں کا لیڈر اے۔ ایچ فرینک تھا۔ جو یُونیورسٹی میں مشرقی زبانوں کا پروفیسر تھا۔ لیپزگ میں طالب علمی کے زمانے میں اس نے اپنے دو ساتھیوں کے ساتھ مل کر دُوسرے طلبا کے لئے بائیبل کے

مطالعے کی جماعتوں کی تجویز کی۔ یہ تجویز سب نے پسند کی اور بائیبل کا مطالعہ اتنا زور پکڑ گیا۔ کہ شہر کے کُتب فروش یُونانی نئے عہدنامے کی مانگ کو بہت مُشکل سے پُورا کر پاتے تھے۔ اکثر طلبا تو اِس میں اتنے مصروف ہو گئے۔ کہ وہ اس کے سوا اور کچھ کرتے ہی نہ تھے۔ اس پر یہاں کے عہدیداروں اور با اختیار لوگوں کے ساتھ فرینک کا اختلاف شروع ہو گیا اُسے یُونیورسٹی سے نکال دیا گیا۔ وہ یُونیورسٹی کو خیرباد کہہ کر ہیلے میں جا بسا اور اب یہ جگہ جرمن پائیٹزم کا مرکز بن گئی۔ اُس نے پھر سے بائیبل کی جماعت شروع کر دی۔ طلبا کے لئے ایک ہوسٹل کھول دیا اور پُورے انہماک سے کینسٹن ہاؤس (Canstein House) کے چھاپہ خانہ میں کام کرنے لگا۔ جہاں تختی کی چھپائی کی طرح ایک اور سادہ طریقے سے بائبلیں اور نئے عہدنامے تیار کیے جاتے تھے اور ان کی جلدیں نہایت سستے داموں فروخت کی جاتی تھیں۔ یہ چھاپہ خانہ بیرن وان کینسٹین (Baron von Canstein) نے ۱۷۱۰ء میں شروع کیا تھا۔ وہ اپنی وصیّت کے مطابق یہ چھاپہ خانہ فرینک کو دے گیا تھا۔ اس کا مقصد نفع خوری نہ تھا۔ بلکہ پاک صحائف کو طبع کر کے تقسیم کرنا تھا۔ یہ کام زیادہ تر بائیبل سوسائٹی کی مانند تھا۔ جو اپنے وقت سے پہلے معرضِ وجود میں آئی۔ خواہ کچھ بھی ہو برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کے قیام سے پہلے کینسٹن ہاؤس نے مختلف زبانوں میں تین کروڑ سے زیادہ بائبلیں اور نئے عہدنامے چھاپ کر تمام یورپ امریکہ اور ایشیا کے کچھ حصّوں میں بھی پھیلا دیئے تھے۔

کینسٹن ہاؤس میں کاروبار کی دیکھ بھال کے ساتھ ساتھ فرینک

اپنے وقت کا کافی حصہ اپنے طلبا کے ہوسٹل کے کام میں صرف کرتا تھا۔ جن کو وہ اپنے سمندر پار کی مشنوں کے روز افزوں بڑھتے ہوئے جذبے اور شوق میں شامل کرتا تھا۔ بہت مدت نہ گذری تھی کہ اُن میں سے کئی ایک نے اپنی زندگی تبلیغی خدمت کے لئے وقف کر دی۔ اور وہ وقت آ گیا جبکہ ہیلے سے آہستہ آہستہ مشن کے کام کے لئے مشنریوں کا ایک سوتا رواں ہو گیا۔ در حقیقت ہیلے اُن مشنریوں کا پہلا گہوارہ بن گیا۔ جو ریفارمیشن کے دِنوں سے رُومی کلیسیا سے الگ ہو کر اپنا کام کرنے لگے"۔ پہلے پہل مشنری کام کے لئے تقرری ایک ایسے طریقے سے ہُوئی جس کا بالکل گمان نہ تھا۔ فریڈرک چہارم شاہِ ڈنمارک نے اپنی اُس دلندیزی آبادیوں میں رہنے والی رعایا کی رُوحانی حالت کے بارے میں جو ہندوستان میں تھی تشویش ظاہر کر کے اپنے دوستوں کو حیران کر دیا۔ کیونکہ خود اُس کا اِخلاق اِتنا بلند نہ تھا۔ اُس نے حُکم دیا کہ ایسے لوگوں کے متعلق تحقیقات کی جائے جو ہندوستان میں پادری بنا کر بھیجے جا سکیں۔ لیکن اُسے ڈنمارک میں ایسا کوئی آدمی نہ مِلا۔ جب اُس نے یہ سُنا کہ ہیلے میں ایسے لوگ مِل سکینگے۔ تو اُن کو بُلایا اور اُن سے گفتگو کی۔ پھر اُس نے اُن میں سے دو کو سرکاری طور پر اِس خدمت پر مامُور کر کے ٹرنکوبار بھیج دیا۔ اور یہ پہلے پروٹسٹنٹ مشنری ہندوستان میں ۱۷۰۵ء میں پہنچ گئے۔ اور ہیلے کی روایت کے مطابق ان میں سے ایک شخص بنام زیگنبالگ (Ziegenbalg) نے اس کا ترجمہ شروع کر دیا۔ اور بارہ برس یا اس سے کچھ زیادہ عرصے میں وہ یہ رپورٹ دینے کے قابل ہو گیا۔ کہ بائبل کے زیادہ حصّے کا ترجمہ تامل زبان میں ہو

چُکا ہے۔ اور نومُریدوں کی ایک چھوٹی سی جماعت کو بھی جیتا جا چُکا ہے۔ یہ ایک اور مثال تھی جہاں بائبل اور بشارت ساتھ ساتھ چل رہی تھیں ❖

یہاں پر یہ بات قابلِ ذکر ہے کہ ابتدا ہی میں پروٹسٹنٹ مشنریوں نے ریفارمیشن کے اِس اصُول پر چلتے ہُوئے کہ بائبل سب لوگوں کے لئے ہے۔ اپنے آپ کو دیسی زبانوں میں پاک صحائف کا ترجمہ کرنے کے لئے وقف کر دیا۔ جان ایلیٹ کے موہیکی لوگوں میں کام شروع کرنے سے بہت پہلے جیسوئیٹ (Jesuits) منظرِ عام پر آ چکے تھے۔ لیکن اُنہوں نے پاک صحائف کا ترجمہ کرنے کی کوئی کوشش نہ کی۔ اِسی طرح جنوبی ہندوستان میں رُومی مشنری مشینوں نے پروٹسٹنٹ مشنریوں کے آنے سے ۱۷۲ برس پہلے تامل حصّے میں کام شروع کر دیا تھا۔ لیکن جہاں تک علم ہے اِس تمام عرصے میں اُنہوں نے تامل زبان میں پاک صحائف کے ایک باب کا بھی ترجمہ نہ کیا تھا۔" رُومی اور غیر رُومی مشنری کام میں یہی ایک نمایاں اختلاف پایا جاتا ہے ❖

ہیلے کے طالب علموں میں سے صرف زیگنبالگ ہی ایسا نہ تھا۔ جس نے مشنری تواریخ بنائی۔ بلکہ اُن طلبا میں جو کسی وقت اِس ہاسٹل میں رہے ایک نوجوان کاؤنٹ زِنزِندارف (Count Zinzendorf) بھی تھا۔ جو اپنی کم عُمری اور کمسنی کے باوجود مسیحیت کے تمام دُنیا میں پھیل جانے کی رویا کو حاصل کر چُکا تھا۔ چند برسوں کے بعد جب موریویا (Moravia) سے بائبل کی محبت رکھنے والے چند دیہاتی پناہ گزینوں نے جو روحانی

لحاظ سے جان ہسّ کی اولاد تھے سیکسن میں اُس جگہ پر جو اُس کی ملکیت تھی پناہ لی۔ تو اُس نے اپنے خواب کو پورا کرنے کا ایک موقع سمجھا۔ اُس نے انہیں خوش آمدید کہا۔ اور اِس طرح اُس کے زیرِ سایہ ہرن ہٹ Herrnhut کی ملکیت مشنری تواریخ میں عظیم کاموں کا مرکز بن گئی۔ اِس تمام جماعت نے اپنے آپ کو مشنری کام کے لئے وقف کر دیا اور بیس برس کے قلیل عرصے میں انہوں نے ایمان کو پھیلانے کے لئے وہ کام کیا۔ جو تمام پروٹسٹنٹ مل کر دو صدیوں میں نہ کر سکے۔

مختصر طور پر یہ کہا جا سکتا ہے۔ کہ برطانیہ میں پیوریٹن ازم اور یورپ کے برِ اعظم میں پائیٹزم نے ریفارمیشن کو پر عمل کر کے اُسے زندہ جاوید بنا دیا۔ جس بات کی ریفارمیشن نے حمایت کی اُسی پر انہوں نے عمل کیا۔ ریفارمیشن نے بائیبل کو ایسا بنا دیا کہ وہ ہر ایک کی زبان میں ملنے لگی۔ پیوریٹن ازم اور پائیٹزم نے لوگوں کو اس کا پڑھنا۔ اِس پر غور و فکر کرنا اور اپنی زندگی اور اپنے زمانے میں اس کے پیغام پر عمل کرنا سکھا دیا۔ پائیٹزم نے اِس کو چھپوا کر بڑی تعداد میں تقسیم کرنا بھی شروع کر دیا۔ دونو تحریکیں اس کی تبلیغی خصوصیت کو جان گئیں اور مشنری کام کے لئے اپنی کوششیں کرنا شروع کر دیں۔ پہلی ہندوستان میں اور دُوسری شمالی امریکہ میں۔ اس میں اُس مشنری کوشش کا ذکر نہیں کیا گیا جو کچھ دنوں تک برازیل میں ہوئی۔

(ج)، انجیلی یا بشارتی بیداری اور مشنری مساعی:۔

انجیلی بیداری اور اس سے پیدا شدہ مشنری مساعی نے مل کر

مسیحی کلیسیا کی تواریخ میں ایک بڑے اور عظیم تجدیدی دَور کو شروع کیا۔ اٹھارھویں صدی کے تمام حصے میں مذہب صرف لفظی اور استدلالی بن کر رہ گیا تھا۔ اور مسیحیت کو خاص کر برطانیہ میں عام روزمرّہ کی زندگی سے کوئی لگاؤ نہیں رہا تھا۔ لوگ مجموعی طور پر گرجا گھر کی پرواہ ہی نہیں کرتے تھے۔ اور بشپ اور پادری کے الفاظ دُنیاداری اور لاپروائی کے لئے استعمال ہونے لگے تھے۔ کئی بشپ اپنے علاقہ کے نزدیک بھی نہ جاتے تھے۔ کئی گرجا گھروں میں عبادتیں صرف ایک مہینہ کے بعد ہوتیں اور وہ بھی کوئی پھرتا پھراتا پادری کروا دیا کرتا تھا۔ جس کو اس عبادت کا عوضانہ اُس علاقہ کا ناظم دے دیا کرتا تھا۔ اِن میں سب سے نمایاں طور پر جس شخص کا رویّہ اِن سے مختلف تھا وُہ بشپ بٹلر تھا۔ جس نے کنٹربری کے آرچ بشپ ہونے کی دعوت کو اِس بنا پر نامنظور کیا۔ کہ وُہ جانتا تھا کہ اب ایک زوال پذیر کلیسیا کو سہارا دینے اور سنبھالنے کا وقت گزر چکا تھا۔ یہ ایک "عقلی" زمانہ تھا اور ہر قسم کا جوش خاص کر مذہبی جوش سب سے زیادہ نادانی کی بات خیال کیا جاتا تھا۔ تاہم یہی مذہبی جوش تھا جس نے انجیلی بیداری کی صُورت میں اس ٹھہرے ہُوئے پانی کو اِس طرح ہلا دیا۔ کہ اِس کی لہریں قرب و جوار کی زمین کے کناروں کو بھی سیراب کرنے لگیں۔

بُنیادی طور پر انجیلی بیداری میں لوگ بائیبل کی طرف پھر سے متوجّہ ہُوئے۔ بالکل اُسی طرح جس طرح ریفارمیشن کی تحریک کے زیرِ اثر بائیبل کو از سرِ نَو دریافت کیا گیا تھا۔ اِس بیداری سے بالکل پہلے زمانے میں بائیبل پُورے طور پر معدوم نہ ہُوئی تھی۔ بلکہ اس کی طرف سے محض

لاپروائی برتی جاتی تھی - یہ ایک ایسی کتاب تھی جسے بہت تھوڑے لوگ پڑھتے تھے اور اس سے بھی تھوڑے اِس پر عمل کرتے تھے - اِس تبدیلی کی پہلی علامت اُس وقت ظاہر ہوئی - جب آکسفورڈ میں کچھ لوگ یونانی کا نیا عہد نامہ اور ایک اور کتاب بنام "پاک اور دُعائیہ زندگی بسر کرنے کے لئے طلب صادق" جسے لا (Law) نے لکھا تھا پڑھنے لگے - لیکن تھوڑی دیر کے بعد یہ گروہ بھی منتشر ہو گیا - لیکن اِن آدمیوں نے جو کام شروع کیا تھا - اُسے جاری رکھا - چند ہی سال بعد اُن میں سے کچھ لوگ بڑی بھیڑ کے سامنے کھلے میدان میں منادی کرنے لگے - اِس کے علاوہ اِن کی منادی میں وہ سنجیدگی اور منت پائی جاتی تھی - جو لوگوں نے پہلے کبھی نہیں محسوس کی تھی - اس سے لوگوں کی رگوں میں ایک نیا مذہبی جوش عود کر آیا جس کے نتیجہ کے طور پر بہت سی ایسی تحریکیں منظرِ عام پر آئیں جو میتھوڈزم کی مانند بالکل ہی مختلف نوعیت کی تھیں - یعنی اسی سے مشنری مساعی نے جنم لیا - غلامی کی لعنت کو دُور کیا گیا اور پہلے پہل لوگ اپنی سماجی حالت سے آگاہ ہو گئے - لیکی (Lecky) اِس کو یُوں بیان کرتا ہے - کہ "یہ ایک نیا اور شدید مذہبی جوش تھا جو عام طور پر متوسط اور غریب درجہ کے لوگوں میں زور پکڑ رہا تھا" اور وُہ بتاتا ہے کہ اس کی وجہ لندن شہر میں ۲۴ مئی ۱۷۳۸ء کے ایک اجلاس کا ایک معمولی سا واقعہ ہے - اُس دِن کے تمام واقعات کو جان ولسلی نے اپنے ایک شخصی رسالے میں درج کیا ہے - وہ صبح کے وقت اپنی بائبل پڑھنے اور دوپہر کو سینٹ پال کے کیتھیڈرل میں عبادت میں شمولیت کا بیان کرنے کے بعد لکھتا ہے - کہ "شام کو بادلِ ناخواستہ میں

ایلڈرز گیٹ کی ایک سوسائٹی میں گیا - جہاں ایک شخص رومیوں کے نام پولوس رسول کے خط کے لئے لُوتھر کا لکھا ہُوا پیش لفظ پڑھ رہا تھا - پونے نو بجے کے قریب جب وُہ اُس تبدیلی کے متعلق بیان کر رہا تھا جو مسیح پر ایمان لانے کی وجہ سے خُدا لوگوں کے دِلوں میں پیدا کر دیتا ہے - تو میں نے اپنے دِل کو ایک عجیب قسم کے جوش سے بھرا ہُوا پایا - میں نے یہ محسُوس کیا - کہ میں اپنی نجات کے لئے صرف مسیح پر ہی بھروسا رکھ سکتا ہُوں - اور مجھے یہ یقین آ گیا - کہ اُس نے میرے سب گُناہ مجھ سے دُور کر دیئے ہیں - اور مجھے گُناہ کی شریعت اور موت سے چھڑا لیا ہے" یہ واقعہ نہ صرف ولسلی کی زندگی میں ہی ایک نئے دور کا آغاز تھا - بلکہ کلیسیا کی تواریخ میں بھی سنگِ میل بن گیا - لیکی تو کہتا ہے - کہ یہ اس سے بھی زیادہ اہمیت رکھتا تھا - وُہ لکھتا ہے - کہ "یہ کہنا بے جا نہ ہوگا کہ جو واقعہ ایلڈرز گیٹ سٹریٹ (Aldersgate Street) کی اُس چھوٹی سی میٹنگ میں ظہور پذیر ہُوا - وہ برطانیہ کی تواریخ میں بھی ایک نئے عہد کا اضافہ تھا"

اسی سے متاثر ہو کر ولسلی شاہراہوں اور پگڈنڈیوں پر منادی کرتا پھرا اور اپنے زمانے کا سب سے بڑا مبشر بن گیا - پچاس برس تک وُہ برطانیہ میں اِدھر اُدھر سفر کرتا پھرا - اور ہر جگہ لوگوں کو خُداوند کا کلام سُناتا رہا - اوسطاً وُہ ایک ہفتہ میں پندرہ تقریریں کرتا اور سال میں اوسطاً ۵۰۰۰ میل گھوڑے پر سفر کرتا تھا - اُس کے شخصی رسالہ میں سے اُس کی ایک دن کی کارکردگی کا بیان حسبِ ذیل ہے :- "صبح پانچ بجے گلاسٹر میں دو یا تین ہزار

لوگوں کے سامنے منادی کی۔ صبح گیارہ بجے رنوک (Runwick) میں ایک ہزار سے زیادہ لوگوں کے سامنے منادی کی۔ اور پھر دوپہر کو بھی۔ سینلی (Stanley) میں دو گھنٹے کا طویل وعظ تین ہزار آدمیوں کی حاضری میں کیا۔ اور شام کو آخری وعظ ایبلی (Ebley) میں کیا"۔

منادی اور بشارت کے اس کبھی نہ ختم ہونے والے سلسلہ کا محور اور مرکز بائیبل تھی۔ اس کے پیغام نے ایلڈرز گیٹ کے چھوٹے سے کمرے میں ویسلی کے دل کو گرما دیا تھا۔ یہ بائیبل ہی تھی جس نے اسے لوتھر کا ہم زبان بنا کر اس کے ساتھ ملا دیا۔ جس کا رومیوں کے خط پر لکھا ہوا پیش لفظ وہاں پہ پڑھا گیا تھا۔ لوتھر اور ویسلی اس وقت آپس میں ایک ہو گئے تھے۔ کیونکہ جیسا کہ ایک مصنف لکھتا ہے "وہ دونوں ایک ہی کتاب کے پیرو تھے"۔ یہ ایک ایسا تسلسل تھا جو بائیبل کے مطابق تھا اور جس کے وسیلے ویسلی موریوی لوگوں کے ذریعے جن کی زیر سرپرستی ایلڈرز گیٹ سٹریٹ میں یہ اجلاس ہوا تھا۔ نہ صرف لوتھر سے ہی جا ملا تھا۔ بلکہ ہس اور وائیکلف سے بھی۔ یہ ایک غیر معمولی زنجیر تھی۔ جس کے ہر ایک حلقے کا تعلق بائیبل سے تھا۔ وائیکلف نے پہلے پہل بائیبل کا ترجمہ کیا۔ اور جان ہس نے اس کی محنت سے فائدہ اٹھایا اور اسے تسلیم کیا۔ پھر ہس نے اپنی باری میں بائیبل کا بیج بوہیمیا میں بو دیا۔ جہاں چرچ آف دی بریدرن (Church of The Brethren) نے جیسا کہ موریوی لوگ کہلاتے تھے بہت ترقی کی۔ بعد میں ہس کے تصنیف کردہ ایک رسالے نے لوتھر کے دل پر

ایک گہرا اثر کیا۔ اور اسے کچھ دیر بعد لوتھر کی تنقید اور تفسیر نے جو موریوی میٹنگ میں پڑھی گئی تھی ویسلی کے دل کو گرما کر انجیلی بیداری کا آغاز کیا۔ وائیکلف۔ ہس۔ موریوی۔ لوتھر اور ویسلی ایک بائیبلی تسلسل ہے۔ اور ہر ایک نام اس لڑی میں ایک اور موتی کا اضافہ کرتا ہے۔

بشارتی یا انجیلی بیداری نے نہ صرف بائیبل میں جڑ ہی پکڑی تھی۔ بلکہ اس نے بائیبل کو ایک مرکزی جگہ دی تھی۔ مثال کے طور پر ویسلی کے جگہ جگہ جانے والے منادوں کی جیب میں بائیبل اور دلوں میں بشارت کی آگ شعلہ زن تھی۔ کوئی بھی ان کے حالات کو پڑھ کر یہ تسلیم کئے بغیر نہیں رہ سکتا کہ بائیبل ان کی ہمیشہ کی ساتھی اور ان کے تمام بشارتی کام اور جوش کا منبع تھی۔ انہوں نے اپنے آپ کو اس کی زبان سے رنگ لیا تھا۔ وہ اس کے بڑے بڑے حصے زبانی جانتے تھے۔ ان کے مواعظات میں اکثر انسان کی نجات کے لئے خداوند کی تجویز کے موضوع پر بائیبل کے مختلف حصوں کو اکٹھا کر کے پیش کرنے کے سوا اور کچھ نہ ہوتا تھا۔ انہوں نے عام لوگوں کو بائیبل کے پیغام اور اس کے الفاظ سے اتنا مانوس کر دیا تھا کہ وہاں کے پادریوں نے ایک صدی سے زیادہ عرصے میں بھی ایسا نہ کیا تھا۔

اور یہ واقعات صرف میتھوڈسٹ کلیسیا کے لوگوں میں ہی رونما ہوئے تھے جو زیادہ تر سادہ طبقے کے لوگ تھے۔ بلکہ کلیفم فرقہ (Clapham Sect) کے لوگوں کی طرح دولت مند

اور مہذب اشخاص بھی کھینچ کر ان انجیلی بشارت کرنے والوں کے ساتھ مل گئے تھے۔ وہ خود بھی بہت تندہی اور شوق سے بائبل کو پڑھتے تھے۔ اور ایسی انجمنیں بھی قائم کرتے تھے جس سے اس کا شوق اور زیادہ ترقی کرے۔ انہوں نے سنڈے سکولوں کے اجرا میں جن کا خاص مقصد بائبل کی تعلیم دینا تھا۔ بہت مدد کی۔ اُنہوں نے بائبل کے سکھانے کی جماعتوں کے قائم کرنے میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کی۔ اور اکثر خود ہی اِن کو چلاتے تھے۔ اس کے علاوہ اُنہوں نے بائبل کی اشاعت اور چھپائی کے لئے سوسائٹیاں قائم کیں۔ برٹش اینڈ فارن بائبل سوسائٹی اُن کا سب سے شاندار کارنامہ ہے۔ اِس سے انجیلی بیداری اور بائبل میں بالکل ہی نزدیکی تعلق کا صاف طور سے اظہار ہوتا ہے۔ کیونکہ جن لوگوں نے اِسے قائم کیا تھا۔ اُن میں سے ہر فرد خود ایک مبشر تھا۔

اِس طرح یہ بشارتی اور انجیلی بیداری زیادہ تر بائبل کی طرف واپسی تھی۔ اِس نے بائبل کو مبشر کے پیغام کا منبع اور اُس خوشخبری کا نچوڑ بنا دیا تھا۔ جس کی وہ منادی کرتا تھا۔ اس میں بائبل کو اگر اکیلے ہتھیار کے طور پر نہیں۔ تاہم سب سے اہم ہتھیار کے طور پر ضرور استعمال کیا گیا تھا۔ اِس سے بائبل نے خاندان میں ایک اہم درجہ حاصل کر لیا۔ اور خاندانی عبادت میں بھی اسے ایک خاص رتبہ حاصل ہو گیا۔ علاوہ بریں اِس خاص مقصد کے لئے سوسائٹیاں قائم کی گئیں تاکہ ہر ایک کے لئے ہر جگہ بائبل آسانی سے مہیا کی جا سکے۔ اِس میں شک کی بالکل گنجائش نہیں کہ کلیسیا کی زندگی کے اِس بڑے تجدیدی دور میں بائبل نے ایک بہت اہم

حصہ لیا۔

جیسا کہ ہم دیکھ چکے ہیں۔ بشارتی بیداری سے بہت سی نئی باتوں کا آغاز ہوا۔ ان میں سے کوئی بھی مجموعی طور پر اتنی اہم ثابت نہیں ہوئی جتنی کہ مشنری مساعی ہوئی ہیں۔ اس نے مسیحی دنیا کا رُخ بالکل ہی بدل دیا۔ اور کئی پشتوں کے بعد پہلی دفعہ مسیحیت کو ایک طاقتور مذہب کے طور پر دکھایا۔ جو تمام دُنیا کو اپنے خداوند کے لئے حاصل کرنا چاہتا ہے۔ یہ بڑے بڑے قدم اُٹھاتا ہوا آگے کی طرف تیزی سے بڑھتا جا رہا تھا۔ اِس بشارتی بیداری کے بعد کے سو برسوں کو پروفیسر لیٹاریٹ (Latourette) نے اس حقیقت کے پیشِ نظر "صدیٔ اعظم" کہا ہے۔ کہ مسیحیت نے رسولوں کے زمانے سے لے کر اب تک صرف اِسی صدی میں اتنی زیادہ ترقی کی تھی۔

لیکن موجودہ تبلیغی مہم کے ساتھ ساتھ کسی اور چیز نے بھی ترقی کی تھی۔ اس کے ساتھ ساتھ بائبل کی تحریک نے بھی ترقی کی ہے شروع ہی میں اِن کا تعلق ایک دوسری کے ساتھ ہو گیا۔ اور اُس وقت سے یہ دونوں ساتھ ساتھ بڑھ رہی ہیں۔ دونو تحریکوں کے بانیوں اور موجدوں نے یہ تسلیم کر لیا۔ کہ یہ دونو ایک دوسری کے لئے بہت اہم ہیں۔ اِس لئے دونوں نے ایک ساتھ ہی اِن دونوں کشتیوں کو چلنے دیا۔ تاریخوں پر نظر ڈالنے سے یہ بات بالکل صاف طور پر ظاہر ہو جائے گی۔

برطانیہ میں بپٹسٹ مشنری سوسائٹی۔ لندن مشنری سوسائٹی

چرچ مشنری سوسائٹی اور میتھوڈسٹ مشنری سوسائٹی ۱۷۹۲ء سے ۱۸۱۸ء کے درمیان ظہور میں آئیں۔ جبکہ برٹش اینڈ فارن بائیبل سوسائٹی کا قیام ۱۸۰۴ء میں ہوا۔ یعنی اس مدت کے بالکل وسط میں۔ بائیبل منظرِ عام پر آنے والی نئی مشنری مہم کا مرکز تھی۔ بالکل یہی بات شمالی امریکہ میں دیکھی گئی ہے۔ جہاں چار بڑی بڑی مشنری سوسائٹیاں یعنی امریکن بورڈ۔ امریکن بیپٹسٹ۔ میتھوڈسٹ اور ایسکوپل۔ ۱۸۱۰ء اور ۱۸۲۱ء کے درمیانی عرصے میں قائم ہوئیں۔ جبکہ امریکن بائیبل سوسائٹی اس مدت کے بالکل وسط میں یعنی ۱۸۱۶ء میں قیام پذیر ہوئی۔ یورپ کے برّاعظم میں ۱۷۹۷ء سے ۱۸۲۲ء کے درمیانی پچیس برس کے دوران میں نیدرلینڈ مشنری سوسائٹی اور نیدرلینڈ بائیبل سوسائٹی۔ پیرس مشنری سوسائٹی اور فرانسیسی بائیبل سوسائٹی ڈینش مشنری سوسائٹی اور ڈینش بائیبل سوسائٹی کا قیام ہوا۔ ابھی تک کوئی ایسا زمانہ نہ آیا تھا جبکہ اتنی مشنری سوسائٹیاں اور بائیبل سوسائٹیاں جاری ہوئی تھیں۔ مشنری سوسائٹیوں کے قیام کے ساتھ ساتھ بائیبل سوسائٹیوں کی تشکیل کوئی اتفاقیہ بات نہیں ہے۔ اس کی اتنی مثالیں ہیں اور اتنے ممالک سے لی گئی ہیں۔ کہ اس کو محض اتفاق کی بات کہہ کر پسِ پشت نہیں ڈالا جا سکتا۔ اس کا یہی سبب ہو سکتا ہے۔ کہ بائیبل کے پیغام کی وجہ سے مشنری انجمنیں قائم ہوئیں۔ اور ان مشنری انجمنوں کو چونکہ بائیبل کی ضرورت پڑتی تھی۔ اس لئے بائیبل سوسائٹیوں کا قیام اور وجود ظہور میں آیا۔

یہ نزدیکی تعلق اُن لوگوں کے ناموں میں بھی دیکھا جاتا ہے۔

جو ان مشنری اور بائیبل سوسائٹیوں کے قائم کرنے میں حصہ دار تھے۔ اگر برطانیہ کی مثال لی جائے تو امریکہ۔ جرمنی اور سوئٹزرلینڈ کے حق میں بھی یہ بات درست ہے۔ وُہی نام بار بار دونو فہرستوں پر نظر آتے ہیں۔ ان بانیوں کی فہرستوں کو ایک ساتھ رکھ کر دونوں کی تعداد کو معلوم کرنا ایک نہایت مؤثر تجربہ ہے۔ مثال کے طور پر لندن مشنری سوسائٹی کا خزانچی بائیبل سوسائٹی کے بانیوں میں سے ایک تھا۔ چرچ مشنری سوسائٹی کے خزانچی کا بھی یہی حال تھا۔ گو اُن کے کاندھوں پر مشنری کام کا بوجھ بہت زیادہ تھا۔ تاہم اُنہوں نے یہ محسوس کیا۔ کہ انہیں بائیبل کے چھپوانے اور اُس کے تقسیم کرنے میں ضرور ہی حصّہ لینا چاہئے۔ چرچ مشنری سوسائٹی کے سکریٹری نے تو یہاں تک کیا کہ بائیبل سوسائٹی کے پہلے سکریٹریوں میں شامل ہو گیا۔ اور اُس نے دونوں عُہدے ایک ہی وقت میں سنبھالے مشنری سوسائٹیوں کے قیام میں حصّہ لینے والوں میں سے بہت سے لوگوں نے بائیبل سوسائٹیوں کے اجراء میں بھی بہت مدد دی۔ اُن کا خیال تھا۔ کہ صرف مشنری سوسائٹی کا جاری کرنا ہی کافی نہیں۔ بلکہ اس کے ساتھ ساتھ بائیبل سوسائٹی کو بھی چلانا ضروری ہے۔ پُرانے چندہ دینے والوں کی فہرستوں میں بھی یہی قریبی تعلق نظر آتا ہے۔ اُنہی لوگوں نے دونوں سوسائٹیوں کے لئے چندہ دیا ہے۔ کیونکہ اُنہوں نے شاید یہ محسوس کیا ہو۔ کہ بائیبل سوسائٹی اور مشنری سوسائٹی دونوں ہی بہت ضروری ہیں۔ اور کہ مشنری سوسائٹی کا کام بائیبل سوسائٹی کے بغیر اگر ناممکن نہیں تو مُشکل ضرور ہے۔ اور اس کا نہ ہونا مشنری سوسائٹی کے کام میں ایک بڑی رکاوٹ ہے۔

لیکن یہ تعلق سب سے زیادہ اِن دونوں انجمنوں کے روزانہ کام میں نظر آتا ہے - ان دونوں نے ہر جگہ ساتھ ساتھ کام کیا ہے مثال کے طور پر ترجمہ کے دائرے میں بائیبل سوسائیٹیوں نے ہر وقت مشنری زبان دانوں کی خدمات حاصل کرنے کی کوشش کی ہے - اور مشنری سوسائٹیاں ہمیشہ اِس خدمت کے لئے اپنے آدمیوں کو اجازت دینے کے لئے تیار اور آمادہ پائی گئی ہیں - ہمیں ضرور ہے - کہ اس وقت ہم ہندوستان میں کیری (Carey) اور زیگنبالگ چین میں موریسن سماٹرا میں نومنسن - برما میں جڈسن - افریقہ میں جونس اور بحیرۂ جنوبی میں بنگھم کو یاد کریں - تاکہ سمجھ سکیں کہ یہ تعاون کس قدر مؤثر اور بارآور ثابت ہُوا ہے - اِسی طرح بائیبل کی تقسیم میں بھی دونو انجمنوں نے باہم مل کر خوشی خوشی کام کیا ہے - بائیبل سوسائیٹیوں نے بائیبلیں تیار کروائی ہیں - اور مشنری سوسائیٹیاں انہیں لوگوں کے ہاتھوں میں پہنچانے کے لئے ہر وقت اُن کی مددگار رہی ہیں - بے شمار حالتوں میں خاص کر دُور دراز حصّوں میں مشن سٹیشن ہی بائیبل کے ڈپو کا کام دیتے ہیں - اور یہی بائیبل کی تقسیم کا مرکز بن جاتے ہیں مشنریوں کو ترجمہ کے کام کے لئے اُن کے فرائض سے چھٹی دے کر اور اُن کو بائیبل کی تقسیم کے کام میں سرگرم حصّہ لینے کی اجازت دینے سے مشنری سوسائیٹیوں نے یہ ثابت کر دیا ہے - کہ وُہ بائیبل کو اپنے بشارتی کام اور کلیسیا کی عمارت تعمیر کرنے کے فرائض میں سب سے ضروری آلۂ کار سمجھتی ہیں ؛

کلیسیا کی زندگی کے اِس تمام تجدیدی زمانے میں بائیبل نے

ایک نمایاں کام کیا ہے - ریفارمیشن کے وقت بائیبل نے اپنا پیغام دے کر ریفارمروں کے شوق کو ابھارا ہے - ریفارمروں نے بھی ایسی زبان میں بائیبل کو مہیا کرنے سے جسے لوگ اچھی طرح سمجھ سکتے تھے بائیبل کے استعمال کو اور بھی ترقی دی - پیورٹین اور پائیٹسٹ تحریکوں کے زمانے میں بائیبل کو پہلے کی نسبت عام طور پر بہت زیادہ استعمال کیا گیا - اور اس سے پروٹسٹنٹ فرقہ کا پہلا بشارتی اور مشنری کام شروع کیا گیا - بشارتی بیداری اور موجودہ مشنری تحریک کے زمانے میں بائیبل اور بشارتی کام نے ایک بار پھر ایک دُوسرے سے بڑھ چڑھ کر کام کرنا شروع کر دیا - بائیبل وُہ ذریعہ ہے جس کے وسیلے جان ویسلی کے دِل میں بشارتی اور انجیلی بیداری شروع ہُوئی - جبکہ بشارتی بیداری نے ایسے شخص مہیا کئے جن کے جوش اور شوق سے انجیل کو دُنیا کی سرحدوں تک پہنچانے کے لئے مشنری سوسائیٹیاں قائم ہُوئیں - بائیبل سوسائیٹیاں بائیبلیں تیار کرتی رہیں - تاکہ دُنیا کے ہر حصّے میں ہر آدمی کے پاس اِس کی جلدیں پہنچ جائیں - ان میں سے ہر ایک تجدیدی دَور میں بائیبل کے متعلق بیداری بھی یا تو بائیبل کی از سرِ نَو واقفیت پیدا ہونے یا اِس کے پیغام میں نئی دلچسپی اور لگاؤ کی صُورت میں رُونما ہوتی رہی - اور ہر دَور نے اپنی آنکھوں سے بائیبل کی مہم اور بشارتی سرگرمیوں کو ترقی کرتے ہُوئے دیکھا ہے - آخر میں صرف یہ کہنا ہے - کہ ہر دَور نے کوئی نہ کوئی ایسی مثال پیش کی ہے جس میں بائیبل کو بشارتی ترقی کے لئے استعمال کرنے کا وسیلہ بتایا گیا ہے - یہ کہنا بالکل صحیح اور مناسب ہے - کہ جب کبھی لوگوں

میں بائیبل کی زیادہ واقفیت پیدا ہُوئی ہے۔ اُسی وقت بشارتی جذبہ بھی بیدار ہو گیا مگر ازکم یہ تو ضرور کہا جا سکتا ہے۔ کہ مذہبی تجدید میں بائیبل نے بہت اہم حصّہ لیا۔

۳۔ مُوجُودہ زمانے میں

اِس باب کے لکھے جانے کا مقصد اُن ترقّیوں پر ایک طائرانہ نظر ڈالنا ہے۔ جو موجُودہ زمانے میں دُنیا کے مختلف حِصّوں میں بائیبل اور بشارت کے کام میں ہو رہی ہیں۔ زمانۂ حال میں انجیلی بشارت کے متعلق کافی مطالعہ کیا جا رہا ہے۔ اور قدیم اور نئی کلیسیا میں کئی ایک ایسی جماعتیں قائم ہو گئیں۔ عملی بشارت کے کام کے لئے بہت حد تک کچھ نہ کچھ کیا گیا۔ اس کے ساتھ ساتھ تمام مسیحی کلیسیا میں بائیبل کے متعلق روّیہ میں بہت تبدیلی آ گئی۔ اِس سے یہ سوال ضرور پیدا ہوتا ہے۔ کہ کیا بائیبل کے مطالعہ میں اِس نئی دلچسپی اور بشارت کے لئے نئے جوش میں کوئی تعلق ہے یا نہیں۔

ایک نسل پہلے بائیبل کی طرف سے عام طور پر لاپروائی برتی جاتی تھی۔ آج ایسی علامتیں نظر آ رہی ہیں کہ بائیبل پھر سے اپنی جگہ آ رہی ہے۔ اور اسے پہلے کی طرح عزّت دی جا رہی ہے۔ جنگِ عظیم اوّل سے پہلے کے امن اور فارغ البالی کے پُرسکون زمانے میں عام طور پر خیال کیا جاتا تھا۔ کہ دُنیا بتدریج بہتر ہو رہی ہے۔ کہ انسان تعلیم اور سائنس کی بنا پر اپنی نجات کے لئے بہت کچھ کر رہا ہے۔ اور یہ کہ

مذہب ایک بالکل ہی خارج از بحث چیز ہے۔ اور زیادہ سے زیادہ زندگی کے سانچے کا ایک ایسا حصّہ ہے جس کی قدر و قیمت بہت ہی کم ہے بائیبل کے متعلق یہ خیال کیا جاتا تھا۔ کہ جدید عُلما نے اس کے مستند ہونے کے دعوے کو کھوکھلا کر دیا ہے۔ اور لوگوں نے اُس کو قدیم اور پُرانے زمانے کی سمجھ کر بالکل ہی اپنے خیالات سے نکال دیا ہے۔ اِس کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ قریباً تمام مسیحی ممالک میں اس کی طرف سے بے پروائی برتی گئی۔ سوزین ڈی ڈیٹرچ (Suzanne de Dietrich) نے اُن ثبوتوں کا خلاصہ پیش کرتے ہوئے جو ورلڈ سٹوڈنٹ کرسچین فیڈریشن نے بہت سے ممالک سے جمع کئے تھے۔ کہا کہ بائیبل نے گرجا گھروں سکولوں اور خاندانوں میں اپنی پہلی جگہ کھو دی ہے۔

[illegible] ۱۹۱۸ [illegible] جس میں اس بات پر زور دیا گیا تھا۔ کہ بائیبل کے مطالعہ کے متعلق لوگوں نے غلط رائے قائم کی ہے۔ [illegible] ۔ اُن کا کام نہیں تھا۔ کہ دُنیا کو بتائیں کہ یہودیوں نے کیا کیا۔ بلکہ یہ کہ خُدا نے

اُن کے وسیلے سے کیا کام کیا۔ اُنہوں نے اِس کارِ عظیم کی اطلاع دینے کے لئے نہیں بلکہ اِس کے لئے اِنسان کے دِل کو جیتنے کے لئے بائیبل کو لکھا۔ اُن کا مقصد جیسا کہ اُن میں سے ایک نے خود کہا کہ یہ تھا۔ کہ وہ "ایمان لائیں کہ یسُوع ہی خُدا کا بیٹا مسیح ہے۔ اور ایمان لا کر اُس کے نام سے زندگی پائیں"۔ اِس لئے بائیبل کو ایسے پیغام کے طور پر پڑھنا چاہیئے جو مردوں اور عورتوں کے لئے اشد ضروری ہے۔ یعنی حقیقت میں ایسے خط کے طور پر جو میرے نام پر اور مجھ کو مخاطب کر کے لکھا گیا ہو ÷

لیکن کس طریقے سے بائیبل کو اپنی جگہ ازسرِ نو حاصل ہوئی۔ یہ دریافت کرنا ہمارا کام نہیں۔ سب سے اہم بات یہ ہے۔ کہ بائیبل کو سنجیدگی سے پڑھنے کا رجحان عام طور پر نظر آنے لگا۔ اور یہ سب کچھ عین موقع پر ہُوا ÷

دراصل یہ رجحان ایک ایسے موقع پر پیدا ہُوا۔ جبکہ اُس کی بہت زیادہ ضرورت تھی۔ کون جانتا تھا۔ کہ اگر لوگ بائیبل کے صفحوں پر خُداوند کے کلام کو اچھی طرح سے نہ جانتے اور اُس کی آواز کو سُننے کے عادی نہ ہوتے۔ تو نازیوں کے زمانے میں یورپ اور خاص کر جرمنی میں کیا ہو جاتا۔ نازی رہنماؤں نے بائیبل کو "یہودیوں کی کتاب" کہہ کر بدنام کرنے اور اُس کی قدر کو گھٹانے کی بہت کوشش کی لیکن راسخ العقیدہ اور رومن کیتھولک کلیسیا نے بہ تصدیق کر کے اِن کا مقابلہ کیا۔ کہ یہ کلیسیا کی کتاب اور اِس کا سب سے بڑا لنگر ہے۔ اِس کے بعد مختلف قدم اِس کے خلاف اور اِس کی حمایت میں اُٹھائے گئے۔ حکومت نے ہر ایک کو "مین کیمف" (Mein Kampf) پڑھنے

کی ہدایت کی۔ کلیسیاؤں نے اس کے جواب میں اراکین کو بائیبل کے پڑھنے کی تلقین کی۔ بائیبل کی مانگ اب بہت زیادہ ہو گئی یہاں تک کہ "مین کیمف" سے بھی بڑھ گئی تھی۔ نازیوں نے کلیسیا کے رہنماؤں کو جیل میں ڈال دیا۔ لیکن اِس سے وہ بائیبل کی طاقت کو توڑ نہ سکے۔ مارٹن نیمولر (Martin Niemoller) نے جیل کی چھوٹی سی کھڑکی سے آتی ہوئی مدھم سی روشنی میں بھی بائیبل کے مطالعہ کو جاری رکھا۔ اور پال شنیڈر (Paul Schneider) سخت وحشیانہ طور پر مار کھانے کے باوجود اپنے ساتھ کے قیدیوں کو بلند آواز سے بائیبل کی آیات سُنایا کرتا تھا۔ یہ بائیبل ہی تھی جس نے اِن مصائب میں اُنہیں مقابلہ کرنے کے قابل بنایا۔ اور بائیبل ہی نے کلیسیا کو یہ ہمت دی کہ اُن سختی کے ایام میں اپنی رُوحانی اور مذہبی جنگ کو جاری رکھے ÷

جو کچھ جرمنی میں ہو رہا تھا۔ وہ ہی سلوک مسیحیوں سے اُن تمام ممالک میں ہو رہا تھا جو نازی حکومت کے ماتحت تھے۔ ناروے میں کوئزلنگ (Quisling) حکومت کے دوران میں بائیبل کو "زمانے کی کتاب" کہا جاتا تھا۔ ہالینڈ میں ایک اخبار نے جو خفیہ طور پر چھپوایا اور لوگوں تک پہنچایا جاتا تھا۔ بائیبل کے متعلق لکھا "کہ بائیبل ہی وہ ہتھیار ہے جو ٹینکوں کا مقابلہ کر سکتا ہے"۔ اِس وقت جنگی قیدیوں کے کیمپوں میں خُدا کے کلام کی حقیقی بھوک نظر آتی تھی اِس کے ایک حصے میں ہر ہفتے بائیبل کی تین جماعتیں ہوا کرتی تھیں ایک پرانے عہد نامے کی ایک نئے عہد نامے کی اور ایک خطوط کی۔

ایک اور کیمپ کے بارے میں سکاٹ لینڈ کے رہنے والے ایک پادری نے جو خود جنگی قیدی تھا کہا کہ وہاں "باری باری ہر شخص بائیبل کو پڑھتا تھا اور یہ مطالعہ صبح سے شام تک جاری رہتا۔ یہاں کے کئی لوگ اُس کو پڑھنے کے لئے پہلے سے اپنا نام دے دیتے تھے۔ تاکہ اُس وقت اُنہیں بائیبل مل سکے۔" ایک چھوٹی کتاب بنام ایگلیسیز ڈی لا کیپٹی واسٹے (Eglises de la Captivite) میں جو جنگی قیدیوں کی روحانی امداد کے لئے ایک عالمی کمیٹی نے شائع کی تھی اُس کام کو جو بائیبل نے کیا تھا۔ بہت واضح طور پر اور نہایت سادگی سے بیان کیا ہوا ہے۔ بعض حالات میں کیمپ کا پادری یا کوئی اور قیدی بائیبل گروپ قائم کرتا تھا۔ اُن لوگوں میں سے اکثر جو ان جماعتوں میں آیا کرتے تھے مسیحی ہوتے تھے۔ لیکن کئی نوآموز بھی ہوتے تھے۔ جنہوں نے بائیبل کو کبھی کھول کر بھی نہ دیکھا تھا۔ ایک اور جگہ ایک فرانسیسی باغی کو پیرس کے ایک ایسے علاقے میں جو کبھی رُوسیوں کے ماتحت تھا اچانک ایک بائیبل مل گئی۔ اُس نے اسے اُٹھا کر پڑھنا شروع کیا۔ اور ایک دم وُہ اس کی طرف کھنچ گیا۔ اور اسے لے کر اپنے ایک دوست کے پاس پہنچا۔ اور ہر شام کو اُس کے پلنگ کے پاس بیٹھ کر باب بر باب پڑھتا جاتا تھا اور اُس دوست سے جو پہلے ایک مشنری تھا سوال پُوچھتا جاتا تھا۔ تین مہینے گُزر جانے کے بعد اُس نے دہریت کو چھوڑ کر مسیح کا اقرار کر لیا۔

ہر ایک مُلک میں جہاں نازی حکومت تھی۔ لوگ زیادہ سے زیادہ تعداد میں بائیبل کی طرف متوجہ ہوتے جاتے تھے۔ اُنہیں اس میں کوئی

ایسی بات نظر آتی تھی۔ جو اُن کے دلوں کو مضبوط کر دیتی تھی۔ اور جو اُن کو اور زیادہ مقابلہ کرنے کے قابل بنا دیتی تھی۔ اس نے نہ صرف اُن تاریک دِنوں میں مسیحی عقیدے کو ہی زندہ رکھا۔ بلکہ اس نے یورپ کو بھی بربادی سے بچا لیا۔

جنگ کے اختتام سے بائیبل میں پیدا شُدہ نئی دلچسپی کا خاتمہ نہیں ہُوا۔ برعکس اس کے بائیبل کے متعلق یہ بیداری بڑھتی چلی گئی۔ اور مختلف دائروں میں بہت زیادہ محسوس ہونے لگی۔ خاص کر علمِ الٰہی کی جماعتوں اور گرجا گھروں میں اس کا اثر یورپ اور سمندر پار کے تمام ممالک میں ہو گیا۔ شرقی و یونانی کلیسیا۔ رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ کلیسیا یعنی یہ اثر مسیحی کلیسیا کی ہر شاخ پر ہُوا۔ پروٹسٹنٹ دُنیا میں اس اثر کا نتیجہ نمایاں طور پر اُس چیز کے پھیلنے میں نمودار ہُوا۔ جسے بائیبل کی تھیالوجی کہا جاتا ہے۔ یہ قدیم زمانے کے علمِ الٰہی سے متعلق راسخ الاعتقادی اور بائیبل سے متعلق قدامت پسندی کی طرف واپس جانا نہیں۔ بلکہ اور آگے بڑھنا اور ترقی میں نیا قدم اُٹھانا ہے۔ اس میں بائیبل سے متعلق تحقیقات کے نتائج کو ترک نہیں کیا جاتا۔ یہ تحریک اُنہیں قبول کرتی اور اُن سے مستفید ہوتی ہے۔ لیکن اُنہیں اپنی جگہ پر ہی رکھتی ہے۔ ایک بار پھر بائیبل علمِ الٰہی کا منبع بن گئی۔ اور اب جو سوال علمِ الٰہی کی کتابوں کے متعلق کیا جاتا ہے۔ وُہ یہ نہیں ہے۔ کہ کیا یہ جدید زمانے کی ضرورتوں کو پُورا کرتی ہیں۔" بلکہ یہ ہے۔ کہ کیا یہ بائیبل میں دی ہُوئی حقیقت کے مطابق ہیں یا نہیں۔" موجودہ زمانے میں بائیبل کو مجموعی طور پر بہت اہمیت دی جاتی ہے۔ پُرانے اور نئے عہد ناموں کو دو ایسی

کتابیں خیال کرنا جن کی اہمیت اور قدر و قیمت علیحدہ علیحدہ ہے ترک کر
دیا گیا ہے۔ بلکہ انہیں اب ایک ایسی چیز تصور کیا جاتا ہے۔ جن میں ایک
تو خدا کے کفارے کی تجویز کی تیاری کے مدارج پیش کرتی ہے۔ اور دوسرا
مسیح میں اس تجویز کی تکمیل کے متعلق بتاتا ہے۔ پرانے عہد نامے کو نئے
کے بغیر ایسا خیال کیا جاتا ہے گویا وہ ایک جملہ ہے۔ جو ادھورا چھوڑ دیا گیا
ہو۔ اور نیا عہد نامہ پرانے کے بغیر ایسا جملہ ہے جس کا شروع ہی نہ معلوم
ہو۔ پیدائش سے لے کر مکاشفہ تک تمام کی تمام بائبل کا موضوع
ایک ہی ہے یعنی مسیح میں خداوند کا نجات کا کام اور جب بات اچھی طرح
سے سمجھ میں آجاتی ہے۔ تو اس کے حصے اپنی اپنی جگہ پر ٹھیک بیٹھ جاتے ہیں۔
اور اس کا مطلب بالکل صاف ہو جاتا ہے۔

بائبل کی تجدید میں ہر قسم کی ترقی ہوئی۔ اور اس کا سب سے
اہم نتیجہ ترجمہ کے کام میں سرگرمی تھا۔ لگاتار بہت سی نئی زبانوں میں بائبل
کے ترجمے شائع کرنے کا کبھی نہ ختم ہونے والا کام بائبل سوسائٹیوں
کی طرف سے ہوتا رہتا ہے۔ اور قدیم مسیحی ممالک کی زبانوں میں بائبل کے
بے شمار ترجموں کی اشاعت نے حال ہی میں ایک ریکارڈ قائم کر دیا ہے
یہ کام رومن کیتھولک اور پروٹسٹنٹ ممالک میں برابر کا ہو رہا ہے۔
ان میں کچھ مسٹر رونلڈ ناکس (Ronald Knax) اور پروفیسر
جیمس موفت (Games Moffat) کی مانند شخصی مساعی ہیں
اور باقی مستند اور منظور شدہ ہیں جیسے امریکہ کا ریوائزڈ سٹینڈرڈ ورشن
(Revised Standard Version) یا بلجیئن کیتھولک
لوگوں کی میرڈ سوس بائبل (Maredsous) ہے۔ ان

نئے تراجم کا منظر عام پر آنا بائبل میں لوگوں کی بڑھتی ہوئی دلچسپی کا
ایک عظیم ثبوت ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ اس سے منادی کے کام
میں بڑی مدد حاصل ہوتی ہے۔ اگرچہ ترجمہ کرنے کا کام بہت زوروں
پر ہے۔ تو بھی اس پر نظر ثانی کا کام اس سے بھی زیادہ سرگرمی سے کیا
جا رہا ہے۔ ہر ایک بائبل سوسائٹی میں بائبل کا نئی زبانوں میں ترجمہ
کرنے کی نسبت بہت زیادہ وقت موجودہ ترجموں کی نظر ثانی میں خرچ
کیا جاتا ہے۔ اس زمانے کا سب سے بڑا کام نظر ثانی کرنا ہے در اصل
مسیحی دنیا کی تواریخ میں اب تک وہ زمانہ نہ آیا تھا۔ جس میں اتنے ترجموں
کی نظر ثانی کی جا رہی ہو اور وہ ہمارے ہاتھوں میں ہو۔ نئی نظر ثانی
کا یہ سیلاب کچھ تو اس وجہ سے تھا۔ کہ اب علما کے پاس بہتر یونانی متن
اور زباندانی کا زیادہ مسودہ تھا۔ کچھ اس لئے کہ موجودہ ترجموں سے
لوگ مطمئن نظر نہیں آتے۔ کچھ اس وجہ سے بھی۔ کہ وقت کے ساتھ ساتھ
زبان خود بھی تبدیل ہوتی رہتی ہے۔ لیکن اس کی سب سے بڑی وجہ یہ
ہے۔ کہ بائبل کو ایسی زبان میں جو سب کو آسانی سے سمجھ میں آجائے عام
لوگوں تک پہنچانے کا شوق روز افزوں ترقی پر ہے۔ یا یوں کہئے کہ اس کا
محرک بشارتی جذبہ ہے۔

بائبل کی اشاعت اور اس کے مطالعہ میں حیرت انگیز ترقی مسیحی
کلیسیا کی بڑی بڑی شاخوں یا گروہوں میں نہیں بلکہ پروٹسٹنٹ
دنیا کے آخری کناروں مثلاً پینتیکوسٹی۔ سینیچری اور یہوواہ وٹنس
اور کچھ اور اسی طرح کے فرقوں میں واقع ہوئی ہے۔ یہ فرقے اور گروہ
بائبل اور بشارت کی طرف سے لاپروائی کے خلاف رد عمل کے طور پر

معرضِ وجود میں آئے ہیں۔ اور اب وُہ حیرت انگیز رفتار سے بڑھ رہے ہیں اور دُنیا کے ہر حصّے پر چھاتے جا رہے ہیں۔ وُہ اس بات پر زور دیتے ہیں کہ اُن کے تمام ممبر بشارت کے کام میں بہت زیادہ حصّہ لیں۔ اور اِس کام میں یہ بائیبل کو مرکزی جگہ دیتے ہیں۔ اِن سرگرمیوں کی ایک مثال وُہ بشارتی مہم ہے۔ جو پینتیکوستی لوگوں نے چلّی میں شروع کی ہے۔ اِس نے نہ صرف تمام مُلک پر ایک گہرا اثر ڈالا ہے۔ بلکہ اس کے وسیلے بائیبلیں بھی اتنی زیادہ تعداد میں بِکی ہیں۔ کہ اس کی مثال نہیں ملتی۔ کلیسیا کا یہ حصّہ بائیبل کی خرید اور فروخت میں ریکارڈ قائم کرتا چلا جا رہا ہے۔ اور پھر خاص بات یہ ہے۔ کہ یہی حصّہ موجودہ کلیسیا کی اور تمام شاخوں سے زیادہ ترقی کرتا اور پھیلتا جاتا ہے۔ ان کا بائیبل کا مطلب بیان کرنے کا طریقہ شاید سب لوگوں کو پسند نہ آئے۔ وُہ اس کے متعلق یہ معلوم کرنے کی نسبت کہ اِس کے مصنّفوں کا کیا مقصد اور ارادہ تھا۔ اپنے نظریئے قائم کرنے کے لئے زیادہ آمادہ نظر آتے ہیں۔ لیکن اِن اعتراضات کو نظر انداز کرنے کے بعد یہ حقیقت نظر آجاتی ہے۔ کہ یہ فرقے مسیحی کلیسیا کے تمام اور فرقوں اور گروہوں کی نسبت بائیبل کا زیادہ مطالعہ کرتے۔ اور اس کی تقسیم میں بڑھ چڑھ کر حصّہ لیتے ہیں۔

یہ سب باتیں تو پروٹسٹنٹ دُنیا میں ترقّی کے بارے میں تھیں۔ رومن کیتھولک کلیسیا میں بائیبل سے متعلق رویّہ میں اور بھی زبردست تبدیلی ہوئی ہے۔ صدیوں سے اِس کے عہدیداروں کا رویّہ یہ تھا کہ وُہ بائیبل کے بجائے کلیسیائی روایتوں پر زیادہ زور دیتے تھے۔ اور

پاک صحائف کے تمام ترجموں کی نسبت ولگیٹ یا لاطینی ترجمے کو زیادہ اہمیت دیتے تھے۔ اِن گذشتہ چند برسوں میں ان دونوں نقطوں پر ایک بڑی بھاری تبدیلی ہُوئی ہے۔ اس تبدیلی میں پہلی بات تو یہ ہے۔ کہ پاپائے رُوم کے گشتی فرمانوں اور دُوسرے سرکاری اعلانات میں اب اِس بات پر زور دیا جاتا ہے۔ کہ سب ایمان دار اپنے لئے بائیبل کے مطالعہ کا دستور العمل بنالیں۔ اس کو اب "پروٹسٹنٹوں کی کتاب" کہہ کر بدنام نہیں کیا جاتا۔ بلکہ اسے ہر ایک کیتھولک کے پڑھنے کے لئے مفید قرار دیا گیا ہے۔ اور دُوسری بات یہ ہے۔ کہ پاک صحائف کے ترجمہ کو جائز قرار دیا گیا۔ بلکہ پاپائے رُوم کی طرف سے بائیبل کے مطالعہ کو ترقی دینے کے لئے ایک ویٹیکن کی سرپرستی میں ایک کمیشن مقرر کیا گیا ہے۔ اور اس کے ساتھ ساتھ مختلف ممالک میں با اختیار رومن کیتھولک اِس بات کو سمجھ لینے کے بعد کہ ولگیٹ اب بہت سے ایمان داروں کے گھروں اور جماعتوں میں نہیں پڑھا جاتا عام لوگوں کی زبانوں میں بائیبل کے تراجم کی حوصلہ افزائی کر رہے ہیں۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ بلجیئم۔ فرانس۔ سپین۔ اٹلی اور دُوسرے ممالک میں سرکاری منظوری کے ماتحت بہت سے ترجمے شائع ہوئے ہیں۔ اور کافی عرصہ ہو چکا ہے۔ جب سے رومن کیتھولک کلیسیا میں بائیبل کے مطالعے اِس کی نشر و اشاعت اور اس کے ترجموں سے متعلق سرگرمیاں جاری ہیں۔

رُومی کلیسیا میں پاک صحائف سے اِس دلچسپی کا بشارت سے کہاں تک تعلق ہے۔ یہ بتانا بہت مُشکل ہے۔ پاپائی فرمان میں

بھی اس امر پر زور دینے کی نسبت کہ بائیبل کا مطالعہ بشارت کے کام کو ابھار لگاتا ہے ۔ اِس بات کی تاکید کی جاتی ہے کہ فرداً فرداً ہر ایک ایمان دار کی رُوحانی زندگی کی ترقی کے لئے بائیبل کا مطالعہ بہت زیادہ مفید ہے ۔ تاہم رُومی پادری اور خاص طور پر وُہ جو اپنے ایمان کے پرچار کے کام میں لگے ہُوئے ہیں نئے ترجموں کو مزید حاصل کرنے اور سوال وجواب سکھانے میں مدد لینے کے لئے کام میں لاتے ہیں۔

لیکن راسخ العقیدہ کلیسیا میں ایک کے سِوا اور کوئی ترقی نہیں ہُوئی ۔ متوسط درجے کے آرتھوڈکس مسیحی کے لئے بائیبل ایک ایسی چیز نہیں جسے ہر ایک اپنے لئے پڑھ سکتا ہو۔ بلکہ وُہ ایسی چیز ہے جو کلیسیا یا گرجا گھر میں پڑھتے ہُوئے سُنی جاتی ہے۔ یہ خیال کچھ اِس وجہ سے لوگوں کے دِلوں میں جاگزین ہُوا ہے ۔ کہ راسخ العقیدہ کلیسیا کا زیادہ زور مشرقی یورپ اور مشرق قریب کے ممالک میں ہے جہاں پر لوگ عام طور پر پڑھنا لکھنا نہیں جانتے ۔ اور اِس کی کچھ وجہ یہ بھی ہے کہ اِس فرقہ نے اپنے پڑھے لکھے شرکاء کو بھی بائیبل کے مطالعہ کے لئے کبھی نہیں اُبھارا۔ بائیبل کو عبادت کے وقت باقاعدہ پڑھا جاتا ہے ۔ لیکن اُس تعظیم اور عزّت کے باوجود جو بائیبل کو دی جاتی ہے ۔ اِس کے مطالعہ اور پڑھے جانے کو دُعائے عظیم کی کتاب سے دُوسرا درجہ دیا جاتا ہے ۔ اِس کلیسیا کے کچھ اسقف اور اسقف اعظم بائیبل میں ایک نئی دلچسپی لینے لگے ہیں ۔ لیکن یہ اِس آرتھوڈکس کلیسیا کے عام پادریوں اور عام لوگوں سے متعلق نہیں کہا جاسکتا ۔ صرف یُونان ہی ایک ایسا مُلک ہے جہاں پر حال ہی میں نمایاں طور پر

بائیبل کی تجدید ہُوئی ہے ۔ اور یہ زیادہ تر زوئی (زندگی) تحریک کے زیرِ اثر وقوع پذیر ہُوئی ہے ۔ جو اِس بات پر بہت زور دیتی ہے کہ ہر جماعت کے یونانی اپنے لئے بائیبل کا استعمال عام طور پر کیا کریں لئے عہد نامے کو چھپوانے اور تقسیم کروانے کا اس کا اپنا انتظام ہے ۔ اور اس کے ماتحت یونیورسٹیوں ۔ گرجا گھروں اور قید خانوں میں بائیبل کے مطالعہ کے لئے مختلف گروہوں کا قیام عمل میں آیا ہے ۔ بائیبل میں اِس نئی دلچسپی کو صفائی سے بشارتی سرگرمیوں سے متعلق کیا جاتا ہے کیونکہ زوئی تحریک ہی جو بالکل ہی عام لوگوں کی تحریک ہے ہسپتالوں اور قیدخانوں میں بشارت کے کام کی ترقی اور سنڈے سکول کی تحریک میں ایسی نمایاں وسعت کی ذمہ دار ہے ۔ اَب سے تیس برس پہلے یُونان میں ایک بھی سنڈے سکول نہ تھا ۔ لیکن آج اُسی سرزمین میں تین ہزار سے زائد سنڈے سکول ہیں ۔ سنڈے سکول کے سکھانے کے کورس اور قیدخانوں میں بار آور بشارتی کام کی بُنیاد بالکل اور کامل طور پر بائیبل پر رکھی گئی ہے ✣

بائیبل میں اس نئی دلچسپی کی اضافی علامت کے طور پر یہ بھی کہا جا سکتا ہے کہ کلیسیاؤں کی عالمی کونسل کے سٹڈی ڈیپارٹمنٹ نے اپنی تحقیق کے لئے ایک بڑے مضمون کا عنوان ”بائیبل اور دُنیا کے لئے کلیسیا کا پیغام“ رکھا ہے ۔ اور اِس مرکزی موضوع کے مختلف پہلوؤں کے لئے مختلف ممالک کے مانے ہُوئے لوگوں کی مدد حاصل کی ہے ۔ علما کا ایک گروہ ”کام اور پیشے کے متعلق بائیبل کی تعلیم“ اور یہ گروہ مطالعہ میں ہے) دُوسرا ”انسان اور سماج کے متعلق بائیبل کی تعلیم“ پر

(ریاست ہائے متحدہ امریکہ) اور تیسرا "بائیبل میں انصاف کی تعلیم" پر ڈیلورپ
کام کر رہا ہے۔ اس کے علاوہ اس کے ایک ایک حصّے کا مطالعہ مندرجہ
ذیل عنوانوں کے ماتحت مندرجہ ذیل ممالک میں کیا جا رہا ہے۔ "پُرانے
اور نئے عہدنامے کے تعلّق پر" ہالینڈ میں "پاک صحائف اور روایات"
پر سوٹزرلینڈ اور جرمنی میں۔ اور "بائیبل اور قانونِ قدرت" پر ہیڈبرگ
میں۔ اس کے علاوہ سٹڈی ڈیپارٹمنٹ کے تشکیل کردہ ایک بین الاقوامی گروہ
نے ایک کتاب "موجودہ زمانے میں کلیسیا کے سماجی اور سیاسی پیغام کے
لئے بائیبل کی سند یا تصدیق" کے عنوان سے شائع کی ہے۔ اب یہ سوال
پیدا ہو سکتا ہے۔ کہ جب تمام دُنیا میں عُلما نے بائیبل پر اتنی زیادہ
توجہ دی ہے۔ اور خاص کر اس خیال کو مدِّنظر رکھتے ہُوئے کہ موجُودہ
زمانے کے لئے بائیبل کا پیغام کیا ہے۔ تو کیا کوئی اور بات ایسی ہے
جو گذشتہ صدیوں میں بائیبل کے متعلق اس نئے رویّہ کو جو مسیحی لوگوں
نے اختیار کیا ہے۔ زیادہ وضاحت کے ساتھ بیان کر سکتی ہے؟

جیسا کہ اس مختصر سے خاکے سے نظر آتا ہے۔ گذشتہ چند
برسوں میں بائیبل کے متعلق ایک نئی دلچسپی ضرور ظہور پذیر ہُوئی ہے
اس کے متعلق ایک سب سے زیادہ مؤثر بات یہ ہے۔ کہ یہ دلچسپی کلیسیا
کی تمام شاخوں میں نظر آتی ہے جو اس سے پہلے یہ کبھی وقوع میں نہ آئی
تھی۔ اس لئے ہر قسم کے سوال اس کے متعلق دماغ میں آتے ہیں۔ مثلاً
اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ یکسانیت کے مسئلے پر کسی اور طریقہ سے غور کیا جا
سکتا ہے۔ یعنی ایسا طریقہ جو نظام کی درستی اور رسُومات کی پابندی
پر نہیں بلکہ بائیبل پر مبنی ہو۔ یا اس کا یہ مطلب ہے۔ کہ بائیبل کی

تجدید مسیحی تحریک کے لئے پھیلاؤ اور وسعت کا پیش خیمہ ہے۔ ہم
ایک سے زیادہ بار یہ دیکھ چُکے ہیں۔ کہ بائیبل میں دلچسپی کی تجدید کے
ہر دور میں بشارتی اور مشنری کام نے ایک نیا قدم اُٹھایا ہے۔ کیا
یہ تاریخ ایک بار پھر دُہرائی جائیگی؟ اس سے بہت سی ایسی مسرت انگیز
باتیں ممکن ہیں۔

پہلے سوال میں نقطۂ آغاز یہ ہے۔ کہ بائیبل میں دلچسپی کی یہ تجدید
مسیحی کلیسیا کی سب شاخوں میں عام طور پر نظر آتی ہے۔ کیا یہ محض
حسنِ اتفاق ہے۔ یا اس کا تعلق مسیحی اتحاد سے ہے۔ مثال کے طور پر
کیا یہ عالمگیر مسیحی کلیسیا کے مسئلے کے ایک ایسے نئے حل کو ممکن بنا
دیتی ہے۔ جو کلیسیائی اُمور کے بجائے بائیبل پر مبنی ہے؟ اس سوال
کے پُوچھتے ہی ہمارے سامنے عظیم الشان مواقع آجاتے ہیں جو مستقبل
قریب میں ایسی عالمگیر مسیحی مساعی کی طرف اشارہ کرتے ہیں۔ جو ان تمام
کوششوں سے زیادہ وسیع پیمانے پر کی جائینگی جو اب تک ہوتی رہی
ہیں۔ اگر بائیبل سے دلچسپی میں فی الحقیقت تجدید اور اس کے
ساتھ ساتھ مسیحی کلیسیا کی ہر شاخ ایک ساتھ اس کے پیغام کو سُننے
کے لئے تیار ہو۔ تو کون کہہ سکتا ہے کہ یہ کن بھیدوں کو ہم پر آشکارا
کرے گی اور اس سے کون کون سی کامیابیاں حاصل ہوں۔ ہمارے پاس
کافی وجوہات ہیں جن کی بِنا پر ان ممکنات پر غور کرنا بجا اور مفید ہوگا خواہ
کچھ بھی ہو ہمارے پاس چند ایک ایسی باتیں ہیں جو بہترین طور پر نقطۂ
آغاز ثابت ہو سکتی ہیں۔

کلیسیا کی تمام شاخیں بائیبل کو اپنے ایمان کا ایک منبع تصوّر کرتی

ہیں۔ خواہ وُہ اپنی مختلف روایات یا مختلف جماعتی خصوصیات کی بنا پر ایک دُوسری سے علیحدہ اور جُداگانہ حیثیت رکھتی ہوں۔ تو بھی یہ بات اُن سب میں عام ہے۔ اور اُن سب کا یہ دعوےٰ ہے۔ کہ وُہ رسُولوں اور نبیوں کی نیو پر جس کے کونے کے سرے کا پتھر خود مسیح یسُوع ہے تعمیر کی گئی ہیں۔ (افسیوں ۲: ۲۰) یہ روایات چاہے کتنی ہی اہم ہوں۔ اور یہ جماعتی خصوصیات خواہ کتنی ہی مختلف ہوں۔ لیکن اِس حقیقت پر پردہ نہیں ڈالا جاسکتا۔ کہ ان سب کی بُنیاد ایک ہی ہے۔ اور اس کو سب ہی تسلیم کرتے ہیں۔

اِسی ایک بِنا پر گذشتہ چند سالوں میں مختلف کلیساؤں خاص کر پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک کلیساؤں میں کئی ایک بے تکلّف اجلاس منعقد کئے گئے اور کئی بار گفتگو کی گئی۔ اِن تبادلۂ خیالات نے ظاہر کر دیا ہے کہ بائیبل میں اتحاد کے مسئلے پر سوچنے کے لئے ایک اور نئی راہ بتائی گئی ہے ایمان اور نظم و ضبطِ تحریک (Faith and order Movement) مختلف کلیساؤں کے اعتقادات کلیسیا میں خدام الدّین کے مقام اور عبادت کے طریقوں کے متعلق مختلف نظریوں کے مطالعہ میں مصرُوف ہے۔ اِس مطالعہ سے جو تقریباً پچّیس برس سے جاری ہے۔ بہت اہم نتائج برآمد ہُوئے ہیں لیکن یہ راہ طویل ہے اور اس کا اِختتام یا انجام ابھی سامنے نہیں آیا۔ اِس لئے یہ صلاح دی گئی ہے کہ ایک اور راہ میں تحقیقات کی جائے۔ اور مسیح میں ایک ہونے اور کلیساؤں میں علیحدہ علیحدہ ہونے کے مسئلے کے لئے بائیبل کے دیئے ہُوئے حل کی تلاش پر غور کیا جائے۔ سوزینی ڈی ڈی ٹریچ

(Suzanne de Dietrich) کی یہ دلیل ہے کہ پروٹسٹنٹ رومن کیتھولک اور آرتھوڈکس کلیساؤں کی عالمی کانفرنسوں اور عام میٹنگوں کا تجربہ یہ ظاہر کرتا ہے۔ کہ اگر ان میں کوئی تعمیری اور ہمیشہ قائم رہنے والا سمجھوتہ ہو سکتا ہے۔ تو ضرور ہے کہ وُہ خُدا کے کلام پر مبنی ہو۔ وُہ یہ بھی کہتی ہے کہ گو یہ راہ بہت طویل ہے۔ تاہم "صرف یہی ایک راہ ہے"۔ اور جب مختلف ڈینامینیشنوں کے علم الٰہی کے ماہرین فروتنی حلیم اور وفاداری سے اپنے نظریوں کو خُدا کے زندہ اور موثّر کلام کے ماتحت کردینگے۔ تب ہی اُن کے لئے یہ ممکن ہو سکیگا کہ اپنے خاص نقطۂ نظر سے آگے بڑھ کر کلیساؤں کے مالک اور خُداوند کی رفاقت میں ایک دُوسرے سے ملیں۔ جہاں تک بائیبل کا تعلق ہے۔ پروٹسٹنٹ اور رومن کیتھولک اپنے خیال سے کہیں زیادہ ایک دُوسرے کے نزدیک ہیں۔ اور یہ امر یاد رکھنے کے قابل ہے۔ کہ ایک شخص جو پروٹسٹنٹ نہیں بلکہ رومن کیتھولک ہے یہ کہتا ہے کہ "ہمیں چاہیئے کہ بُت پرست لوگوں کو انجیل ہی کی تعلیم دیں۔ یہ اُن کی رُوح میں داخل ہو جائیگی اور وقت آنے پر یہ تعلیم ایک ایسی تہذیب میں پھر سے نمُودار ہوگی جو ہماری تہذیب سے زیادہ سادی اور مختلف مگر حقیقی مسیحی تہذیب ہوگی۔ جو عام لوگوں کی ذہنیت سے پُوری پُوری مطابقت کرے گی۔ عام لوگ مصلُوب کی منادی سُننے کے لئے تیار ہیں۔ بشرطیکہ یہ بغیر کسی ملاوٹ کے کی جائے"۔ پروٹسٹنٹ۔ کیتھولک۔ اور راسخ العقیدہ کلیساؤں میں ایسی الٰہی بیداری بائیبل کے متعلق پائی جاتی ہے۔ اور رفتہ رفتہ بہت سی ایسی باتیں دریافت ہو رہی ہیں جو تینوں کلیساؤں میں ایک سی ہیں۔

اور یہ امر قابلِ غور ہے۔ کہ کہیں اس شعبہ میں تحقیقات آج خُدا کی
کلیسیا کے لئے اُس کا بلاوا تو نہیں ؟

اس بات پر بھی غور کرنا چاہیئے۔ کہ بائیبل میں یہ نئی دلچسپی بہت
سے مقامات پر بشارت کے کام میں ایک نئے جوش اور ولولے کے عین
مطابق ہے۔ یہ مطابقت یونان۔ ہندوستان۔ جاپان۔ برطانیہ
اور برازیل جیسے ممالک میں جو آپس میں بالکل ہی مختلف ہیں نظر آتی
ہے۔ یونان میں جیسا ہم دیکھ چکے ہیں بائیبل میں ایک نئی دلچسپی
بشارت کے ایک نئے جوش کے دوش بدوش نظر آتی ہے۔ ہندوستان
میں نیشنل کرسچین کاؤنسل نے ہندوستانی لوگوں کی سماجی ساخت۔
اُن کی روایات اور مسیحی کلیسیا کی طاقت کو مدِّنظر رکھتے ہوئے اُن
تک مسیح کی خوشخبری کو مؤثر طریقہ سے پہنچانے کے لئے مناسب طریق
کار پر غور و فکر کرنے کا کام شروع کر دیا ہے۔ ہندوستانی رہن سہن
کے طریقوں کو مسیحی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کے تجربے کئے
جا رہے ہیں۔ جیسے کہ آشرم میں سادگی سے ایک رفاقت میں اکٹھے
رہنا۔ یا انجیل کے بیانات کو گیتوں اور بھجنوں کے طور پر شعرائے قدیم
کی طرح پیش کرنا اور اکثر مقامات پر گواہی کے ہفتے منائے جاتے ہیں۔
جن میں ایک علاقہ کی تمام کلیسیا حصّہ لیتی ہے۔ یا چھوٹے پرچوں
کے وسیلے منادی کی جاتی ہے۔ اُن میں ایسے سلسلہ وار اسباق دیئے جاتے
ہیں جو پڑھنے والوں کے لئے ہفتوں یا مہینوں کے لئے مہیا کئے جاتے
ہیں۔ یہ تمام مساعی بائیبل میں ایک گہری دلچسپی کے عین مطابق ہے جو
ہندوستان اور خاص کر جنوبی ہندوستان کی کلیسیا میں نظر آتی

ہے۔ اور وہ اس بات سے عیاں ہے۔ کہ اس کلیسیا میں پاک صحائف
کی تقسیم کے لئے ذمّہ داری کا ایک نیا احساس پیدا ہو گیا ہے۔ برطانیہ
میں بشارت کا یہ نیا شوق ایسی کتابوں کی اشاعت میں نظر آتا ہے جیسے
چرچ آف انگلینڈ کی رپورٹ۔ جس کا عنوان ہے "انگلینڈ کے مسیحی
ہونے کی طرف" (Towards The Conversion of
England) یا چرچ آف سکاٹ لینڈ کی کتاب بنام
"ساری دُنیا میں" قریباً تمام جماعت اِس کے متعلق فکرمند
ہے۔ جنگ کے دنوں کے بعد ہی بشارتی کام کو بڑے پیمانے پر
شروع کرنے کی کوششیں کی گئیں۔ مثلاً بشارتی مہم کے لئے جتھے بنا کر
کام کرنا اور ۱۹۳۹ء میں لنڈن کو اینگلیکن مشن کا بھیجا جانا۔ بشارتی
کام کے لئے یہ نیا شوق اور فکرمندی بائیبل کی تعلیم میں نئی دلچسپی اور
بائیبل کے لئے نئی تنظیم کے عین مطابق تھی۔ جاپان میں نیشنل کرسچین
کاؤنسل کی کمیٹی نے جو دو برس سے اپنے مُلک کے لئے ایک بشارتی
پروگرام کو مرتب کر رہی تھی حال ہی میں اپنی رپورٹ شائع کی ہے۔
بائیبل کی تحقیقات کے ساتھ ساتھ عملی بشارتی کام بھی ہے۔ اِس قسم کے
تجربے بھی کئے گئے ہیں جہاں بشارتی کام کو ایک پیشہ کے طور پر کیا
گیا۔ بالخصوص طور پر صنعتی اداروں کے کارندوں میں کام کیا جا سکے
جہاں خاندانی بشارت کا کام بھی ہو جس سے عورتوں کو مسیح کے لئے جیتا
جائے اور جہاں نوجوانوں کے لئے فلموں کے وسیلے بشارتی کام کیا گیا۔
بائیبل کا ترجمہ اور تحقیق کا کام اُسی دوران میں کیا گیا جبکہ اپنی تواریخ میں
جاپان میں بائیبل کی تقسیم سب سے زیادہ زبردست مہم جاری تھی۔

بائیبل میں دلچسپی کی اِس تجدید کو بہت بڑھا چڑھا کر بتلانے اور
جلدی سے کسی خاص بات کا نتیجہ نکالنے میں ہمیں بہت خبردار
رہنا چاہیئے۔

بائیبل کی طرف رجحان میں بہت زیادہ ترقی تو ایک ایسی کھُلی
حقیقت ہے جس پر بالکل شبہ نہیں کیا جاسکتا۔ اور اہم بات تو
یہ ہے۔ کہ ہمارے زمانے میں یہ ممتاز ترین مذہبی ترقی ہے۔ لیکن
اِس سے یہ نتیجہ نہیں نکالا جاسکتا۔ کہ یہ رُجحان ہر جگہ اور عام طور پر
نظر آتا ہے۔ برعکس اِس کے حقیقت یہ ہے۔ کہ لوگوں کی اکثریت
ابھی بائیبل سے قطعی ناواقف ہے۔ یہاں تک کہ اُن ممالک میں بھی
لوگ اِسے اچھی طرح سے نہیں جانتے جہاں مسیحی روایات بہت دیر
سے چلی آرہی ہیں۔ جس بات کا یہاں پر دعوٰے کیا گیا ہے وُہ یہ ہے
کہ اِس کا کافی ثبوت ہمارے پاس ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا کی اکثر شاخوں
میں بائیبل ایک بار پھر گرجاگھر کی حدود سے نکل کر مسیحی زندگی کے مرکز
میں آگئی ہے۔ اب تک یہ نیا رجحان ہادیانِ دین اور علماء کے ایک
چھوٹے سے گروہ تک ہی پہنچا ہے۔ اور ابھی تک یہ ایسے انسانوں تک
نہیں پہنچا جو عام طور پر کلیسیا کے ممبر ہیں۔ اور اگر اُن تک نہیں پہنچا
تو اُن لوگوں تک تو اور بھی نہیں پہنچا جو کلیسیائی حدود سے باہر ہیں۔
لیکن یہ حقیقت کہ بائیبل کی طرف سے یہ بیداری اور اس میں نئی دلچسپی
علم الٰہی کے ماہرین۔ ہادیانِ دین اور مناّدوں میں پیدا ہوگئی ایک بہت
ہی مفید بات ہے۔ اور اس کو دیکھ کر ہم مستقبل کے لئے بہت سی
اہم باتوں کے رُونما ہونے کا اندازہ لگا سکتے ہیں۔ اور اس تحریک کی

وسعت کو نہیں بلکہ اس کی اہمیت کو کوئی بھی اور زیادہ بڑھا چڑھا
کر نہیں بتا سکتا۔ اور یہ ایک اہم حقیقت ہے۔ جو ایک
بہت بڑی مسیحی ترقی کا پیش خیمہ بن سکتی ہے۔ اس سے پہلے
صفحات میں یہ ثبوت پیش کیئے گئے ہیں۔ کہ بائیبل سے از سرِ نو
واقفیت اور وسیع پیمانے پر اُس سے دلچسپی یا تو کسی مسیحی ترقی سے
پہلے پیدا ہوئی ہے۔ یا اس کے ساتھ ساتھ پھیلتی گئی ہے۔ ان حالات
کو دیکھ کر یہ یقین کر لینے کو جی چاہتا ہے۔ کہ بائیبل کی طرف نئی
بیداری ایک نئی مسیحی بہار کا موسم لائیگی۔ لیکن ایسا کہنا ثبوت سے
آگے بڑھ جانا ہے۔ پُورے بھروسے سے صرف یہ اتنا ہی کہا جا سکتا
ہے۔ کہ ایسی ترقی ناممکن نہیں ہے۔ اور ایسی ترقی کے لئے جو حالات
ضروری ہیں اُن کا کچھ حصہ ضرور موجودہ زمانے میں پایا جاتا ہے۔ اور
ہو سکتا ہے کہ اگر خداوند کی مرضی ہو۔ تو یہ پُر بہار فضا پیدا
ہو جائے۔

ایک اور حقیقت جس پر غور کرنا چاہیئے یہ ہے۔ کہ بائیبل
کی تجدید اور بشارتی ترقی ساتھ ساتھ بڑھتی معلوم ہوتی ہیں۔ جو کچھ
اب تک لکھا جا چکا ہے۔ اُس سے ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ
بائیبل میں لوگوں کی از سرِ نو دلچسپی کے بڑھنے کے ساتھ ساتھ ہی سرگرم
بشارتی کام کی تجدید ہوتی ہے۔ جہاں جہاں لوگوں نے بائیبل کو
خداوند کے مخلصی بخش کام کے طور پر پالیا ہے وہاں بشارتی کام
ترقی کرتا ہوا نظر آتا ہے۔ اِس سلسلے میں یہ امر یاد رکھنے کے قابل
ہے۔ کہ [illegible] سے لے کر سپرجن اور موڈی تک سب بڑے

بڑے مبشروں نے بائبل سٹڈی کی زبردست حمایت کی ہے۔ اور
ایمان داروں کو بشارت کے کام میں بائبل کے مقام کے بارے میں
قائل کر لیا ہے۔ یہ بات بھی یاد رکھنی چاہیئے۔ کہ پروٹسٹنٹ کلیسیا
کی حدود پر بہت سے فرقے جو بائبل کا سنجیدگی سے مطالعہ کرتے
اور اُس کو عزت دیتے ہیں۔ اور اپنی تمام گواہی کو اس پر مبنی کرتے ہیں۔
وہ لگاتار بشارتی کام میں کامیاب ہو رہے ہیں۔ اس سے یہ نتیجہ
نکالا جا سکتا ہے۔ کہ بشارت کے کام میں کامیاب ہونے کے لئے بائبل
میں ہمیشہ نئے طور پر دلچسپی لینا ضروری ہے ؞

اس سے ایک تیسرا پہلو نکل آتا ہے۔ مسیحی کلیسیا نے شروع
ہی سے اپنی بشارتی سرگرمیوں میں بائبل کو اپنے اہم ترین ہتھیار کے
طور پر استعمال کیا ہے۔ ابتدائی کلیسیا نے اسے نہ صرف ایمان داروں
کی تعلیم اور ہدایت کے لئے استعمال کیا۔ بلکہ غیر قوموں میں بشارت کے
کام کے لئے بھی استعمال کیا ہے۔ بڑے بڑے مصلحوں نے اس کا
ترجمہ اس طرح کیا کہ سب لوگ خدا کے فضل کے پیغام کو اپنے لئے
خود پڑھ سکیں۔ پیوریٹن اور بپتسٹ لوگوں نے اس کو اپنی روزانہ
زندگی میں جگہ دی۔ اور اسے اپنے ساتھ مشن فیلڈ میں لے گئے تاکہ اوروں
کو اس مذہب کے لئے جیتنے کے کام میں لائیں۔ ایوینجیلیکل فرقہ
(Evangelical) نے اس کو چھاپنے اور ہر جگہ سب
لوگوں میں پھیلانے کے لئے انجمنیں قائم کیں۔ تواریخ کی یہ گواہی بہت
مؤثر ہے۔ بلاشبہ چند دور ایسے گزرے جبکہ کلیسیا نے بائبل
کو بہت کم استعمال کیا۔ جیسا کہ کلیسیا کی چند شاخیں جو اپنے کام

کے لئے بائبل کے علاوہ دوسرے ہتھیاروں کو کام میں لاتی تھیں لیکن
اس سے زیادہ اور کوئی ہتھیار ایسا نہیں ہے جو کلیسیا کی ہر شاخ نے
ہر زمانے میں استعمال کیا ہو۔ مختصر یہ کہ اپنی تمام تواریخ میں جب
کبھی کلیسیا نے باہر کے اور غیر مسیحی لوگوں کو جیتنے کی کوشش کی۔
اس نے بائبل کو اپنے اہم ترین آلۂ کار کے طور پر استعمال کیا۔ اور
اس سے بھی اہم بات یہ ہے۔ کہ جب کبھی کلیسیا اپنے بشارتی کام کے
لئے اپنے ہاتھ میں کھلی ہوئی بائبل کو لے کر نکلی۔ تو وہی ایسا وقت
تھا جب اس نے سب سے زیادہ فتوحات حاصل کیں۔ دراصل
بائبل ہمیشہ ہی کلیسیا کی ترقی کے لئے راستہ صاف کرنے میں
تیز دھار ہتھیار کا کام دیتی رہی ہے ؞

۳۔ ان مساعی کا ثمرہ

ایک بہت ہی مشہور بائبل سوسائٹی اپنے نشان کے طور پر ایک
تصویر کو استعمال کرتی ہے جس میں بیج بونے والا اپنا کام کر رہا ہے۔
اس کا کچھ بیج راہ کے کنارے گرتا ہے۔ کچھ پتھریلی زمین پر۔ کچھ
جھاڑیوں میں۔ اور کچھ اچھی زمین میں۔ وہ کبھی یقینی طور پر یہ نہیں کہہ
سکتا۔ کہ اس کے بیج کا کیا حال ہوگا۔ اسی طرح وہ آدمی بھی جو بائبلوں
کو تقسیم کرتا ہے نہیں جانتا کہ اس کی کتابوں کا کیا نتیجہ نکلیگا۔ کچھ کتابیں
بعض دروازے پر ایک ضدی آدمی سے چھٹکارا پانے کے لئے
خریدی گئی تھیں کسی جگہ رکھ دی جاتی ہیں۔ اور خریدنے والا ان کو بالکل

ہی بھول جاتا ہے۔ کچھ کتابیں جنہیں خریدنے والا کسی فرصت کے وقت پڑھنے کا ارادہ کرتا ہے کسی الماری میں رکھ دی جاتی ہیں۔ اور وہیں دھری رہ جاتی ہیں۔ کچھ کتابوں کو خریدنے والا اپنے کمرے کی میز پر تعظیم سے رکھ دیتا ہے۔ ہر روز اُن پر سے گرد پونچھ ڈالی جاتی ہے۔ لیکن اُنہیں پڑھا نہیں جاتا۔ کئی کتابوں کو گنڈے تعویذ کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ کچھ کتابوں میں نوٹ وغیرہ رکھ دیئے جاتے ہیں۔ کئی کتابوں کو پھاڑ کر آگ جلانے یا پائپ سُلگانے کے کام میں لایا جاتا ہے۔ کئی کتابیں کہیں ردّی میں پھینک دی جاتی ہیں۔ لیکن کچھ کتابوں کو بار بار پڑھا جاتا ہے۔ اور یہ اُس بیج کی مانند ہیں۔ جو اچھی زمین میں پڑا۔ اور جو تیس گُنا۔ ساٹھ گُنا اور سَو گُنا پھل لاتا ہے۔ ہمارے موجودہ باب کا تعلق اِسی فصل سے ہے۔ یعنی از سرِ نو تعمیر شدہ زندگیوں اور اُن کلیسیاؤں کی فصل جو بار بار خُدا کے کلام کے بیج کو بونے سے قائم ہوئی۔ یہاں پر جو مثالیں دی جائینگی اُن کا تعلق اُس کام سے نہ ہوگا جو بائیبل نے کسی جماعت کے کفّارے کے لئے یا کسی ایسے شخص کی تربیت کے لئے کیا جو تبدیل ہو ہی نہیں سکتا تھا۔ ایسا کرنا تحقیق کی حدود سے باہر نکل جانا ہوگا۔ اور نہ ہی اِن سب مثالوں کا ذکر اِس کتاب کے تھوڑے سے اوراق میں ہو سکیگا؛

(الف) تبدیل شُدہ زندگیوں کی فصل:-

موجودہ زمانے میں بائیبل کے مطالعہ سے زندگی کی تبدیلی کی ایک عظیم مثال توکیچی اِشی (Tokichi Ishii) ہے۔ یہ کہانی بڑے پُرزور

الفاظ میں ایک چھوٹی سی کتاب بنام "اے جنٹلمین اِن پریزن" (A Gentleman in Prison) میں دی گئی ہے۔ اِشی کا پچھلا ریکارڈ ایسا تھا جس کی مثال نہیں ملتی تھی۔ وہ چیتے کی مانند بے رحم اور ظالم تھا۔ اور اپنی حیوانیت کے عالم میں اُس نے کئی مردوں۔ عورتوں اور یہاں تک کہ بچّوں کو بھی جو اُس کی راہ میں حائل ہوئے قتل کر دیا۔ آخر کار وہ پکڑا گیا اور قید خانے میں اپنی موت کا انتظار کرنے لگا۔ جب وہ قید خانے میں تھا۔ تو اُس کی مُلاقات کے لئے کینیڈا کی رہنے والی دو خواتین آئیں اور قید خانہ کی سلاخوں کے بیچ میں سے اُس سے گفتگو کرنے کی کوشش کرنے لگیں۔ لیکن وہ اُن کی طرف محض گھورتا رہا۔ اور اُس نے اُن کی باتوں کی کوئی پروا نہ کی۔ آخر کار انہوں نے اِس اُمید کی بنا پر اُسے ایک بائیبل دے دی۔ کہ جہاں وہ ناکام رہی تھیں یہ کامیاب ہوگی۔ اور اس کا نتیجہ اُن کی اُمید سے کہیں بڑھ کر نکلا۔ اُس نے اِسے پڑھنا شروع کر دیا۔ اور ایک دفعہ شروع کرنے کے بعد وہ اسے بالکل نہ چھوڑ سکا۔ وہ پڑھتا چلا گیا اور آخر کار تصلیب کے بیان پر آ پہنچا۔ اور جب اِن الفاظ پر پہنچا۔ کہ "اَے باپ اِنہیں معاف کر۔ کیونکہ وہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں" تو اُس کے دل کو سخت ٹھیس لگی۔ اور وہ گناہ کی دیوار جو اُس کے اردگرد کھڑی ہو گئی تھی گر پڑی۔ اُس کا کہنا ہے۔ کہ "یہاں پہنچ کر میں رُک گیا۔ میرا دل چھِد گیا۔ گویا اُس میں پانچ انچ لمبی کیل ٹھونک دی گئی ہو۔ کیا میں اسے مسیح کی محبت کہوں؟ کیا میں اِسے اُس کا رحم کہوں؟ میں نہیں جانتا کہ اسے کیا نام دُوں۔ میں صرف یہ جانتا ہوں۔ کہ میں

اُس پر ایمان لایا۔ اور میرے دِل کی سختی جاتی رہی" بالآخر جیلر جب اِس کو
پھانسی کی سزا دینے کے واسطے تختۂ دار پر لٹکانے کے لئے قیدخانہ سے
نکالنے کو آیا۔ تو اُس نے خلافِ اُمید اُس میں وحشت اور درندگی کے آثار
قطعی نہ پائے۔ بلکہ اُس کی جگہ اُس نے ایک ایسا انسان پایا جو مُسکرا رہا
تھا۔ اور جس کے چہرے سے خوشی اور مسرّت مترشح تھی۔ اِس لئے کہ یہ
خُونی اور قاتل رُوح کی پیدائش حاصل کرچکا تھا۔

صرف ایک ہی دِلچسپ بیان ایسی حیرت انگیز تبدیلی کا نہیں۔
کیونکہ بائیبل سوسائیٹیوں کی الماریاں ایسی مثالوں سے بھری پڑی ہیں۔
جو شاید اتنی حیرت انگیز تو نہ ہوں۔ تاہم اِس واقعہ سے مِلتی جُلتی ضرور
ہیں۔ کہ بائیبل اکثر مردوں اور عورتوں کی زندگی کو تبدیل کرنے میں کتنا
حِصّہ لیتی ہے۔ وُہ مثالیں جن کا بیان اب ہوگا۔ وُہ اِتنے ممالک سے لی
گئی ہیں۔ اور اِتنے قسم کے لوگوں سے متعلق ہیں۔ کہ صاف پتہ چلتا ہے۔
کہ پاک صحائف کا اثر کسی ایک مُلک یا کسی خاص قسم کے لوگوں تک ہی
محدُود نہیں ہے۔ مثال کے طور پر ٹامر (Tommet) کا بیان لیں۔
جو ایک تعلیم یافتہ منگول تھا۔ اور جس نے اپنے آپ کو اُنہیں الفاظ کے
اثر سے محصُور پایا جنہوں نے اِس کو ایک نیا انسان بنا دیا تھا۔ ٹامر
ایک سخت اور اپنی مرضی پر چلنے والا انسان تھا۔ اور جب ۱۹۴۳ء
میں اُس نے دو مشنریوں کی مدد کرنا قبول کرلی جو منگولین زبان کے نئے عہدنامے
کی نظرثانی کر رہے تھے۔ اُس نے بالکل ہی لاپروائی سے یہ کام کیا۔ ایسے
لفظوں پر جنہیں وُہ خیال کرتا تھا کہ بدلنا چاہئیے۔ نشان لگا دیتا۔ اور
جنہیں بالکل حذف کرنا ہوتا اُن کو کاٹ دیتا۔ لیکن جب اُس کے سامنے

بائیبل کی کسی حقیقت کو بیان کرنے کی کوشش کی جاتی۔ تو اُس کے چہرے
ایک قسم کی تندی پیدا ہوجاتی اور وُہ لوہے کی مانند سخت دِل اور
بائیبل کی طرف سے سرد مہر ہوجاتا۔ اِسی عالم میں متی۔ مرقس اور لُوقا
کی اناجیل پر نظرثانی کی گئی یہاں تک کہ لُوقا کی انجیل کے تئیسویں باب کی
چونتیسویں آیت پر پہنچ گئے۔ جو یُوں ہے۔ کہ "اے باپ اِنہیں
معاف کر کیونکہ وُہ نہیں جانتے کہ کیا کرتے ہیں"۔ اچانک ہی ایسا
معلوم ہُوا کہ ٹامر اُن دو مشنریوں کی موجُودگی کو بالکل ہی بھُول گیا ہے۔ اِس
آیت کو بار بار پڑھنے کے بعد ایک دم رونے لگا اور دو زانو ہو کر بول اُٹھا
"اے خداوند میں اب جان گیا۔ یہ سب کچھ میرے لئے ہُوا۔ اُس دِن سے
وُہ ایک تبدیل شُدہ انسان اور بائیبل کا شیدائی ہوگیا۔ اُس کی گواہی
[illegible] سے لوگوں کے دِل تبدیل ہوجاتے تھے۔ مسٹر مارشل بروم ہال
(Marshall Broomhall) نے اِس بات کا پتہ لگانے کے
لئے کہ چین میں تبشیری کام میں بائیبل کا کیا حِصّہ ہے۔ چائنا اِنلینڈ
مشن (China Inland Mission) کی خط و کتابت
کے فائل چھان ڈالے۔ ایک کہانی جو اُس نے ان فائلوں میں سے ڈھُونڈ
نکالی وُہ ایک ایسے آدمی کی تھی جس نے بازار میں ایک پھیری لگانے
والے سے دو انجیلیں خریدیں۔ وُہ اُنہیں گھر لے گیا اور الماری میں رکھ
کر بھُول گیا۔ تقریباً ایک برس کے بعد اُس نے اُنہیں اچانک اپنی
الماری میں دیکھا۔ اور اُنہیں پڑھنا شروع کر دیا۔ وُہ ان میں اِتنا
کھو گیا۔ کہ اُس نے اپنا فُرصت کا تمام وقت اُن کو بار بار پڑھنے
میں صرف کر دیا۔ اور اِس کے بعد اُس نے اِعلان کر دیا کہ وُہ اپنے

تمام بتوں کو برباد کر دیگا۔ اور حقیقی خُدا کی پرستش کریگا۔ حالانکہ وُہ یہ نہ جانتا تھا۔ کہ کس طرح ایسا کرے۔ لیکن یہ جانتے ہُوئے کہ خُدا آسمان پر رہتا ہے۔ وُہ ہر روز ناشتہ کرنے سے پہلے باہر جاتا اور اپنی دہلیز پر گھٹنے ٹیک کر تین بار زمین پر جُھکتا اور سجدہ کرتا اور کہتا کہ "اَے خُداوند میں فی الحقیقت تیری پرستش کرتا ہُوں۔ اَے خُداوند میں سچے دل سے تیری پرستش کرتا ہُوں" اور وُہ کئی مہینے ایسا ہی کرتا رہا یہاں تک کہ ایک اور شہر سے چند مسیحی لوگ اُس کے متعلق سُن کر وہاں آئے۔ اور اُنہوں نے اُس کو باقاعدہ تعلیم دی ۔

بائبل کو پڑھنے کے بعد حالات تبدیل ہو جانے کی ایک مشہور مثال قدیم طرز کے ایک کنفوشی عالم کی ہے۔ جسے خُداوند نے وسطی چین میں ایک منتظر ہونے کے لئے چُن لیا۔ اور دُنیا اُسے پاسٹر ہسی (Hsi) کے نام سے جانتی ہے۔ ایک مہذّب اور تعلیم یافتہ انسان ہونے کی حیثیت سے ہسی عام لوگوں سے علیحدہ ہی رہا کرتا تھا۔ منادی کا اُس پر کچھ اثر نہ ہوا۔ یہاں تک کہ دیندار اور خُدا ترس ڈیوڈ ہل کی دوستی بھی اُسے کسی فیصلہ تک پہنچانے کے لئے کافی ثابت نہ ہُوئی۔ لیکن چینی زبان میں لکھے ہُوئے نئے عہدنامے کی ایک جلد نے جو جان بُوجھ کر اُس کی میز پر چھوڑ دی گئی تھی وُہ کام کیا۔ جو کسی اور طریقہ سے نہ ہو سکا تھا۔ اُس نے اِسے اُٹھا لیا۔ اور تھوڑی دیر کی ہچکچاہٹ کے بعد اُسے کھول کر پڑھنا شروع کر دیا۔ وُہ پڑھتا چلا جا رہا تھا۔ اور خاص کر جب وُہ انجیل کے بیان کے خاتمہ کے قریب آیا۔ تو اُسے ایسا معلوم ہُوا گویا ایک پردہ اُٹھ گیا ہے ایسا

معلوم ہوتا تھا۔ کہ وُہ خُدا کو دیکھ رہا ہے۔ اور اُس نے خُداوند کا کلام سُنا ہے۔ اِس سے وُہ ایک فیصلہ پر پہنچ گیا۔ وُہ اُسی وقت وہاں پر ہی جُھک گیا۔ اور اُس نے مسیح کو اپنا خُداوند اور منجی تسلیم کر لیا۔ اور جب وُہ پھر اپنے پیروں پر کھڑا ہو گیا۔ تو اُس نے اُس راہ پر چلنے کا فیصلہ کر لیا جس سے وُہ کبھی نہ پھرا۔

چین میں کتابوں کی ہمیشہ عزّت اور تعظیم کی جاتی ہے۔ برعکس اس کے لاطینی امریکہ میں کوئی ایسی روایت نہیں ہے۔ اور وہاں پر بائیبل کو اکثر "پروٹسٹنٹوں کی کتاب" کہہ کر بدنام کیا گیا اور اسے لوگوں کی نظروں کے سامنے شہر کے چوک میں جلا دیا گیا۔ تاہم لاطینی امریکہ میں بھی اُس نے اپنی چند ایک بڑی فتوحات حاصل کیں۔ ایک بولیویا کے کاروباری آدمی نے اُس پھیری والے سے جو دروازے پر کھڑا انجیل بیچنا چاہتا تھا غُصّے میں کہا۔ "اِسے یہاں سے لے جاؤ۔ مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے۔ یہ ایک بہت بُری کتاب ہے"۔ کسی وجہ سے اُس پھیری والے نے ہسپانوی بولی کے بجائے کوئیچوا (Quechua) زبان میں جو اس کاروباری آدمی کی مادری زبان تھی جواب دیا۔ اِس زبان میں اُن دونوں کے درمیان گفتگو ہُوئی اور آخرکار اُس نے ایک بائیبل خرید لی۔ یہ جانتے ہُوئے کہ جو کچھ کیا گیا تھا۔ اُس کی بیوی کو پسند نہ آئیگا۔ اُس نے فیصلہ کیا کہ وُہ بائیبل کو تنہائی میں پڑھا کریگا۔ لہٰذا ہر روز وُہ صبح سویرے سب لوگوں کے بیدار ہونے سے پہلے اُٹھ بیٹھتا۔ اور ایک چھوٹے سے کمرے میں جا کر جو گھر کے آخری حصّے میں تھا اسے پڑھتا

ایک صبح جب وُہ ابھی اُٹھ ہی رہا تھا۔ تو اُس نے ایک سرسراہٹ
سُنی۔ اور اندھیرے میں اپنا ہاتھ بڑھانے پر اپنی بیوی کو پایا۔
جو پُورے طور پر کپڑے پہن کر تیار ہو چُکی تھی۔ اُس نے پُوچھا۔
"تم اتنی صبح اُٹھ کر کیا کر رہی ہو۔ اُس نے جواب دیا "میں بھی آ رہی
ہُوں"۔ اور وُہ دونوں ساتھ مِل کر اُس چھوٹے کمرے میں بائیبل
پڑھنے اور دُعا کرنے کو گئے۔ جلد ہی اُنہوں نے اِسے اپنا دستورالعمل
بنا لیا۔ اور زیادہ عرصہ نہ گُزرا تھا۔ کہ اُن دونو نے یہ محسُوس کیا۔ کہ اُن کے
لئے سب باتیں نئی بن چُکی ہیں ؎

پاس ہی برازیل کے مُلک سے مسٹر اینٹونیو آف میناس کے بارے
میں اِس سے مِلتی جُلتی ایک کہانی ہمارے پاس آئی ہے۔ کچھ عرصے
سے ایک آدمی اُسے مجبُور کر رہا تھا۔ کہ وُہ مسیح کے دعوے پر غور کرے۔
اور انجام کار اُس نے اُسے ایک بائیبل دی اور اُس سے درخواست
کی کہ وُہ اِسے پڑھے۔ اُس نے یہ کتاب لے لی۔ لیکن اُسی وقت اُس
کے دِل میں کوئی شیطانی خیال آیا۔ اور اُس نے قسم کھائی کہ گھر
پہنچتے ہی وُہ اُسے نذرِ آتش کر دیگا۔ گھر پہنچ کر اُسے معلوم ہُوا کہ آگ
بُجھ چُکی تھی۔ اُس نے آگ پھر سے روشن کی اور کتاب کو کھولا تاکہ زیادہ
اچھی طرح سے آگ پکڑ سکے۔ اچانک یہ کتاب یسُوع کے پہاڑی وعظ کی
جگہ سے کھُلی۔ اور وُہ اُس پر سرسری نظر ڈالنے کے لئے رُک گیا۔ اِن الفاظ
میں کچھ ایسی کشش تھی۔ کہ وُہ اُن کی طرف راغب ہو گیا۔ وُہ وقت کی
طرف سے بالکل بے خبر ہو کر اُسے پڑھنے لگا۔ یہاں تک کہ پڑھتے پڑھتے
سفیدۂ صبح نمودار ہُوا۔ اور وُہ یہ کہہ کر اُٹھ کھڑا ہُوا۔ کہ میں اعتقاد

رکھتا ہوں" ؎
چلی کے باشندہ وِنسنٹ کیوروگا کو بھی ایسا ہی تبدیل کرنے والا
تجربہ ہُوا۔ اُس کی تبدیلی اُس وقت ہُوئی جب اُسے ایک زلزلے کے
بعد سمندر کے کنارے ایک کتاب کے کچھ اوراق مِل گئے جو اُس ملبے
میں پڑے تھے جو لہروں سے بہ کر یہاں آ گیا تھا۔ اُس نے یہ اوراق
اُٹھا کر اُنہیں دھوپ میں پھیلا کر سُکھا لیا۔ پھر اُس نے بیٹھ کر اِن کے
پڑھنے کی کوشش کی۔ اور اُس کو معلوم ہُوا۔ کہ جو عجیب پیغام اُسے
اِن صفحوں میں مِلا۔ اُسے پہلے کبھی نہ مِلا تھا۔ وُہ اُنہیں بار بار پڑھتا
رہا۔ اور جتنا زیادہ پڑھتا تھا۔ اُتنا ہی زیادہ یہ کتاب اُسے اپنی طرف
کھینچتی تھی۔ یہاں تک کہ وُہ بالکل ہی حیران ہو گیا۔ وُہ اِن صفحوں کو
اُٹھا کر لے گیا اور ایک دوست کو دکھائے جس نے خیال ظاہر کیا
کہ غالباً یہ اُس کتاب کے صفحے ہونگے جسے "بائیبل" کہا جاتا ہے۔
کیونکہ کچھ عرصہ پہلے اُس نے ایک مشنری کو اِس کتاب کے بارے میں
[illegible] سینٹیاگو میں سُنا تھا۔ کیوروگا نے اِس مشنری کا سُراغ لگا
لیا۔ اور اُسے یہ اوراق دِکھائے۔ اور وہاں سے واپس آتے ہُوئے
اُس کی بغل میں دبی ہُوئی ایک پُوری بائیبل تھی۔ کتاب نے جلد ہی اپنا
کام کیا۔ اور کیوروگا نہ صرف مسیحی ہو گیا۔ بلکہ اُس نے شمالی چلی کے ایسے
دیہاتوں میں یہاں اب تک خُداوند کا پیغام نہ پہنچا تھا۔ بائیبل کے تقسیم کرنے
کے [illegible] اپنے آپ کو وقف کر دیا ؎

چلی اور کولمبیا گو ایک دُوسرے سے بہت دُور ہیں تاہم دونو
ممالک میں بائیبل اپنی وہی بشارتی قوت دِکھا رہی ہے۔ چلی میں جس

ہیں وہ کبھی کسی مشنری یا ہندوستانی پادری سے نہیں ملے تھے۔ نہ کبھی
انہوں نے کسی مسیحی کی تقریر سُنی تھی اور نہ ہی کسی پادری کا وعظ۔ لیکن اُنہوں
نے ایک انجیل ضرور پڑھی تھی لیکن صرف ایک۔ اور وہ کہتے ہیں۔ کہ یہی
کافی تھی۔ اس نے مجھے قائل کر دیا۔ اور میں نے مسیحی ہونے کا فیصلہ کر
لیا۔ [illegible] ہے کہ اُن کے مسیحی ہونے کے لئے انجیل کے سوا اور کسی وسیلہ
نے کام نہ کیا تھا۔ اور یہی سادہ حقیقت اِن تمام لوگوں کی تبدیلی کے
[illegible] کام کرتی نظر آتی ہے ۔

علیم اور فردوس جان سبحان کے ساتھ ہی ساتھ نیو یارک کے ایک شخص
[illegible] ڈاکہ اور ظلم و تشدد کے الزام میں قید میں ڈالا گیا تھا ۔ اِن
دونوں شخصوں میں جتنا اختلاف اور تضاد پایا جاتا ہے ۔ شاید ہی کسی
اور میں ہو ۔ ان میں سے ایک خاموش طبع سنجیدہ مزاج اور مذہبی خیالات
کا انسان ہے ۔ اور دُوسرا باغی اور ظالم ۔ لیکن اِس اختلاف کے باوجود
بائبل نے ان دونو کے دِلوں میں گھر کر لیا ۔ اِن دونو حالتوں میں بائبل
کے سوا اور کسی وسیلے نے کام نہ کیا ۔ یہ سزا یافتہ شخص اپنے گروہ میں
[illegible] کے لئے جا رہا تھا ۔ جو ایک اور ڈاکہ ڈالنے کے لئے تیار تھا
[illegible] ایونیو (Fifth Avenue) کے راستے میں اس نے
ایک شخص کی جیب کتر لی ۔ اور جب وُہ اپنے اس فعل کا نتیجہ دیکھنے کے
لئے سنٹرل پارک کے ایک کونے میں گیا ۔ تو اُس نے دیکھا کہ اس کترے
ہوئے جیب میں نئے عہد نامے کی ایک جلد تھی ۔ اپنے ساتھیوں سے ملنے
[illegible] ابھی کچھ وقت تھا ۔ اُس نے ایک جگہ بیٹھ کر اسے
پڑھنا شروع کیا ۔ جلد ہی وُہ اِس کتاب میں کھو گیا ۔ اور اتنا متاثر

آدمی کا ذکر کیا گیا ہے ۔ وہ ایک نوجوان کاروباری انسان تھا ۔ لیکن
کولمبیا میں ایک ایسے آدمی پر اِس کا اثر ہُوا ۔ جو پہلے ایک بُدھ
پُجاری تھا ۔ اور اب وُہ مشنریوں کو وہاں کی زبان سکھانے کا کام کر
رہا تھا ۔ نصاب میں صوتی طرزِ تحریر (Phonetic Script)
میں انجیل کو پڑھنا بھی شامل تھا ۔ جسے مشنری تو نہیں لیکن یہ پُجاری
سمجھ سکتا تھا ۔ وُہ اپنے اِس کام سے سخت نفرت رکھتا تھا ۔ کیونکہ وُہ
ہر قسم کے مذہب کو حقارت کی نظر سے دیکھتا تھا ۔ اور اُس کا خیال تھا
کہ یہ تمام مشنری ایک بے فائدہ کام کے پیچھے پڑے ہُوئے ہیں ۔ تاہم وُہ
اُنہیں سکھاتا رہا ۔ ابھی زیادہ وقت نہ گزرا تھا کہ مسیح کے بیان نے اُس
کو متاثر کرنا شروع کر دیا ۔ اور وُہ مشنریوں سے سوال کرنے لگا ۔ اور
اُس نے بائبل کو مشنریوں کی خاطر نہیں بلکہ اپنی خاطر پڑھنا شروع
کر دیا ۔ اور اَب اُس کا یہ حال تھا ۔ کہ وُہ اِس کتاب کو چھوڑ نہ سکتا تھا ۔
پانچ مہینے تک وُہ اِسے پڑھتا رہا ۔ اور اِس تمام عرصے میں وہ اِس کے
دعوے کا مقابلہ کرتا رہا ۔ آخرکار اُس نے ہار مان لی ۔ اور اُس نے ہدایت
حاصل کرنا چاہی ۔ اور بپتسمہ پا کر مسیحی جماعت میں شامل ہو گیا ۔

جیان سُبحان کا بیان جو اَب شمالی ہندوستان میں بشپ ہیں ۔ اور
بھی عجیب ہے ۔ نہ صرف اِس لئے کہ وُہ ایک کٹر مُسلمان تھے ۔ بلکہ
اِس لئے بھی کہ وُہ مُسلمانوں کے صُوفی فرقہ سے تعلق رکھتے تھے ۔ اپنے
لڑکپن میں وُہ ایک مسلم سکول میں تعلیم پاتے تھے اور ایک مولوی اُن کو قرآن
بھی پڑھاتا تھا ۔ وُہ بالکل ہی اسلامی ماحول میں تربیت پاتے رہے ۔ کسی
مسیحی شخص یا مسیحی سکول سے اُن کا بالکل واسطہ نہ تھا ۔ اور اپنے خیال

ہُوا کہ وُہ اپنے دوستوں کے پاس گیا ۔ اور اُن سے صاف یہ کہہ کر چلا آیا ۔ کہ اُس کا اُن کے ساتھ اَب آیندہ سے کوئی تعلق نہیں اور اُنہیں بتایا کہ وُہ اِس تمام وقت میں کیا کرتا رہا ۔ یہ ایک اور مثال ہے ۔ جہاں بائبل ہی ایک شخص کی زندگی کے بالکل ہی تبدیل ہونے کے کام میں تنہا ہتھیار بن گئی ۔

بالکل اِسی طرح کی کہانی الّلپو کے ایک نوجوان اور تُند مزاج عرب کی ہے ۔ جس کا اپنے ساتھی کے ساتھ بہت سخت جھگڑا ہو گیا ۔ حال ہی میں اُس نے بائبل سوسائٹی کے ایک کُتب فروش کو بتایا ۔ کہ "مَیں نے مصمم اِرادہ اُس کے قتل کرنے کا کر لیا تھا ۔ مَیں اُس سے اِس قدر نفرت رکھتا تھا ۔ کہ مَیں نے اُسے قتل کر کے اپنا بدلہ لینے کی ٹھانی ۔ پھر ایک دِن تم مجھے مِل گئے ۔ اور تم نے مجھے متی کی انجیل کو خریدنے کے لئے اُبھارا ۔ مَیں نے اِسے صرف تمہیں خُوش کرنے کے لئے خرید لیا ۔ اِسے پڑھنے کا اِرادہ ہرگز نہ رکھتا تھا ۔ لیکن جب مَیں اُس رات کو سونے لگا ۔ تو یہ کتاب میری جیب سے گر پڑی ۔ اور مَیں نے اِسے اُٹھا کر پڑھنا شروع کر دیا ۔ جب مَیں اِس جگہ پہنچا جہاں لکھا ہُوا تھا ۔ کہ "تم سُن چکے ہو کہ اگلوں سے کہا گیا تھا ۔ کہ خُون نہ کرنا .... لیکن مَیں تم سے کہتا ہُوں ۔ کہ جو کوئی اپنے بھائی پر غُصّے ہو گا ۔ وُہ عدالت کی سزا کے لائق ہو گا ۔" تو مجھے وُہ نفرت کا جذبہ یاد آیا ۔ جسے مَیں اپنے دِل میں اپنے دُشمن کے خلاف پال رہا تھا ۔ اور جیسے جیسے مَیں اِسے پڑھتا گیا ۔ میری بے چینی بڑھتی گئی ۔ یہاں تک کہ مَیں اِن الفاظ پر پہنچ گیا کہ "اے تھکے اور بوجھ سے دبے ہُوئے لوگو ۔ میرے پاس آؤ ۔ مَیں تمہیں

آرام دُونگا ۔ کیونکہ مَیں حلیم اور دِل کا نرم ہُوں ۔ تمہاری جانیں آرام پائیں گی ۔" اور مَیں بے بس ہو کر چِلّا اُٹھا ۔ "اے خُداوند مجھ گنہگار پر رحم کر ۔" اُسی وقت ایک ناقابلِ بیان خُوشی اور اطمینان سے میرا دل لبریز ہو گیا ۔ اور میری نفرت جاتی رہی ۔ اُس وقت سے مَیں ازسرِنو اِنسان بن گیا ۔ اور اب میری سب سے بڑی خُوشی خُداوند کے کلام پڑھنے میں ہے ۔"
الّلپو میں اِس شخص کی اور نیویارک میں اُس عادی سزا یافتہ انسان کی زندگی کا تبدیل ہونے کا واحد وسیلہ خُداوند کا کلام تھا ۔ اور جہاں تک معلوم ہوتا ہے ۔ صرف یہی ایک بات تھی جس نے اِن کو لا کر خُداوند کے قدموں میں ڈال دیا ۔ اور ان کو جُرم اور تشدد کی راہ سے ہٹا کر بائبل ایک نئے راستے پر لے آئی ۔

جاپان میں ایک چھوٹی لڑکی نے جو سکول میں پڑھتی تھی ایک عورت کو جو اپنے دروازے پر کھڑی ہوئی تھی ایک چھوٹی سی کتاب دیتے ہوئے کہا "اِسے لو ۔ اور پڑھو ۔ یہ کتاب مجھے بازار میں پڑی ہوئی مِلی تھی ۔ ضرور کسی شخص کی جیب سے گر پڑی ہو گی" ۔ لڑکی جانتی تھی ۔ کہ اُس عورت کا خاوند کچھ ہی دن پہلے تین بچے چھوڑ مرا تھا ۔ اور کہ وُہ عورت تسلی حاصل کرنے کے لئے شنٹو کے مقبرے پر گئی تھی ۔ بُدھ مت کے پجاریوں کے پاس بھی جاتی رہی ۔ اُس نے اسی لئے ایک طویل یاترا بھی کی تھی تا کہ اُس کے دل کو کچھ تسلی ہو ۔ لیکن یہ سب کوششیں بے سُود ثابت ہوئیں ۔ اور اُس کا غم کسی طرح بھی کم نہ ہُوا تھا ۔ لڑکی نے پھر کہا ۔ "اِس کتاب کو پڑھیے ۔ اِس میں ایک ایسے عجیب آدمی کا ذکر ہے جو دُکھیوں اور بیچاروں کی مدد کرتا ہے ۔ مجھے آپ کا خیال آ گیا ۔

اور میں نے سوچا۔ کہ شاید اس کے پڑھنے سے آپ کو کوئی فائدہ ہو"۔
عورت نے یہ چھوٹی سی کتاب لے لی۔ یہ جاپانی زبان میں لوقا رسول کی
انجیل تھی۔ اُس نے کہیں رُکے بغیر یہ کتاب شروع سے آخر تک پڑھ
ڈالی۔ اور پھر اُسے یہ معلوم ہُوا۔ کہ وہ اپنی باقی زندگی پھر اُسی راہ پر
چلنے کو تیار ہے۔ جو اِس چھوٹی کتاب میں دکھائی گئی تھی۔ اُس نے پہلا
کام یہ کیا۔ کہ پتہ لگانا شروع کر دیا۔ کہ آیا وہاں کوئی اور مسیحی ہے یا
نہیں۔ لیکن اُس کے ہر جگہ تلاش کرنے کے باوجود اُسے کوئی مسیحی نہیں
ملا۔ تاہم ایک دن ایک نزدیک کی منڈی میں اُس نے ایک مشنری کو
عیسیٰ کرسیتو کے متعلق منادی کرتے سُنا۔ وہ اُس کے پاس گئی اور اُس سے
درخواست کی کہ آپ میرے گاؤں میں جو پہاڑ پر ہے میرے گھر میں آئیں۔
چند ماہ کے بعد اُس کا بپتسمہ ہُوا۔ اور پھر کچھ عرصے کے بعد اُس کے
گاؤں میں ایسے لوگوں کا ایک گروہ بن گیا۔ جو "اُس کتاب" کے وسیلے
مسیح پر ایمان لے آیا تھا۔ اِس جگہ بھی صرف یہ کتاب ہی وہ وسیلہ بن
گئی جس نے اِس عورت کی دُنیا ہی بدل ڈالی۔ مشنری سے اُس کی ملاقات
مسیحی عقیدہ میں اُس کی ہدایت کا کام اور اُس کا بپتسمہ اِس تبدیلی کے
بعد عمل میں آیا۔ کیونکہ اُس کی زندگی میں اِس گہری تبدیلی کا باعث صرف
وہ چھوٹی سی کتاب تھی۔

بائیبل کی اِس بشارتی قوّت اور طاقت کی ایک آخری مثال جہاں
ایک شخص تبدیل ہُوا گواہوں کے گروہوں کو مکمل کر دینے کے لئے کافی ہو گی
یہ مثال ایک ایسی عورت کی ہے۔ جو انگلستان میں بچوں کے ہسپتال کی ایک
وارڈ سسٹر تھی۔ جیسا کہ اُس نے خود کہا "میں اپنی زندگی کو بالکل بے سُود

اور لا حاصل خیال کرتی تھی"۔ میں اِس تمام پہیلی کو بوجھنے کی بہت ہی
زیادہ کوشش کرتی تھی۔ اور قریباً ایک سال تک میری یہ تلاش جاری
رہی۔ میں نے بے شمار کتابیں فلسفے پر پڑھ ڈالیں۔ لیکن میری ایک سہیلی
نے مجھے یہ کہہ کر بائیبل کے مطالعہ سے باز رکھا۔ کہ وہ کتاب سچی نہیں ہو
سکتی۔ اور ایک دن کوئی خدا پرست انسان ہسپتال میں مریضوں کے
استعمال کے لئے کچھ انجیلیں دے گیا۔ میں نے کوشش کر کے یوحنا کی
انجیل اپنے لئے لے لی۔ اور اسے شروع سے لے کر آخر تک پڑھ لیا۔
میں نے اسے بہت غور سے پڑھا۔ اور جب پڑھ چکی تو میری تمام دلیلیں
ایک ایک کر کے کٹ گئیں۔ اور مجھے اُس میں سچائی کی حدت اور روشنی نظر
آنے لگی۔ اور یہ میرے تمام وجود میں سما گئی۔ اور اس نے مجھے پورے
طور پر اپنا لیا۔ ان الفاظ کو پڑھ کر میں نے اپنے لئے آخری اور حتمی
فیصلہ کیا۔ وہ یوں تھے۔ "میں اِس لئے پیدا ہُوا۔ اور اِس واسطے دُنیا
میں آیا ہوں۔ کہ حق پر گواہی دُوں۔ جو کوئی حقانی ہے میری آواز سُنتا
ہے"۔ (یوحنا ۱۸: ۳۷) چنانچہ میں نے اُس کی آواز کو سُنا۔ اور حق پر
کان لگائے۔ اور اپنے نجات دہندہ کو پا لیا۔

یہ بارہ مثالیں اُن بے شمار گواہیوں میں سے منتخب کی گئی ہیں۔
جو ہمارے پاس اور دُنیا کے ہر گوشے میں مِل سکتی ہیں۔ اور یہ ایک
علاقے سے نہیں بلکہ بارہ مختلف ممالک سے لی گئی ہیں۔ اور ایسے لوگوں
کی ہیں۔ جو زندگی کی مختلف راہوں پر چل رہے تھے۔ اُس میں جاپانی
کوڑھی سے لے کر ایک انگریز نرس تک کنفوشی عالم سے لے کر نیویارک
کے ڈاکو تک۔ ایک غم زدہ جاپانی بیوہ سے لے کر ایک مسلم نوجوان تک

جس کی پرورش بڑی خبرداری سے ہُوئی۔ ایک منگولیئن زبان دان سے لے
کر جنگل کے رہنے والے تک۔ اور ایک جنگجو عرب سے لے کر ایک خاموش
طبع چینی نوجوان تک سبھی شامل ہیں۔ یہ سب مثالیں ایسی مختلف
اِقسام کی ہیں۔ کہ ان کو یہ کہہ کر ٹال دینا ناممکن ہے۔ کہ یہ کہیں کہیں
اور خاص اشخاص سے ہی متعلّق ہیں۔ اور یہ کوئی اہمیت نہیں
رکھتیں۔ حقیقت یہ ہے۔ کہ ان تمام مثالوں میں دو باتیں ایسی ہیں
جو ہر ایک میں یکساں نظر آتی ہیں۔ یعنی پاک صحائف کا اثر اور انسانی
زندگیوں کی تبدیلی۔ یہ خوبیاں ہر مثال میں ایسے نمایاں طور پر نظر
آتی ہیں۔ کہ ان کو محض واقعات کی مطابقت یا نوادرات کہہ کر
نظر انداز نہیں کیا جا سکتا۔ جب سے بائیبل معرضِ وجُود میں آئی
ہے۔ اُس وقت سے لے کر اب تک اِس کو پڑھنے سے انسانی زندگیاں
تبدیل ہوتی رہی ہیں۔ یعنی ٹےشیئن (Tatian) اور
شہید جسٹن کے زمانے سے لے کر اب تک بائیبل کی طاقت اپنا کام
کر رہی ہے۔ اور قریباً ہر ایسے مُلک میں جہاں بائیبل کا ترجمہ
اُس مُلک کی اپنی زبان میں کیا گیا ہے بہت سی زندگیاں تبدیل
ہو رہی ہیں۔ لیکن صرف یہی ایک وسیلہ نہیں جس کے ذریعے
نو مریدوں کو جیت لیا گیا ہے۔ تاہم اُن تمام طریقوں میں جن سے
خداوند اپنا کام کرتا ہے۔ یہ طریقہ سب سے زیادہ مفید اور بار ثمر
ثابت ہُوا ہے ۔

اکثر اوقات یُوں بھی ہُوا ہے۔ کہ بائیبل کے الفاظ کو ہی سُن
کر جو خداوند کے کلام میں سے بلند آواز میں پڑھے گئے خداوند

سلسلے لوگوں کے دلوں کو اپنی طرف پھیرنے اور اُن کی زندگیوں میں ایک
انقلاب پیدا کرنے کے لئے استعمال کیا ہے۔ اِس کی سب سے
شاندار اور حیران کُن مثال ایک بائیبل فروخت کرنے والے کی ہے
جسے آدھی رات کو ریوالور کی زد میں لے کر مجبور کیا گیا۔ کہ آگ جلا کر تمام
بائیبلوں کو جلا دے۔ آگ جلانے کے بعد اُس نے یہ اجازت مانگی کہ
اُس کو ہر ایک کتاب کو جلانے سے پہلے اُس کا تھوڑا تھوڑا حصّہ
بلند آواز سے پڑھنے دیا جائے۔ ایک کتاب میں سے اُس نے تیئیسواں
زبور پڑھا۔ دُوسری میں سے نیک سامری کی تمثیل۔ ایک اور
کتاب میں سے پہاڑی وعظ"۔ اور چوتھی میں سے پولُس رسُول کا گیت
جو اُس نے محبت کے متعلق لکھا تھا۔ اور وہ اِسی طرح پڑھتا گیا۔ ہر
ایک حصّہ پڑھنے کے بعد وہ ڈاکو کہتا کہ یہ اچھی کتاب ہے ہم اسے نہیں
جلائیں گے۔ یہ رکھ دو"۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ ایک کتاب بھی آگ میں نہ
ڈالی جا سکی۔ وہ سب ایک ایک کر کے اِس ڈاکو کے ہاتھ میں آ گئیں جو
انجام کار اُن کو اُٹھا کر تاریکی میں غائب ہو گیا۔ بہت برسوں کے بعد وہ
پھر اُس کے پاس آیا۔ لیکن اِس مرتبہ وہ ایک مسیحی خادم الدین کی صُورت
میں تھا۔ بائیبل فروش کو اپنا بیان سُناتے ہُوئے وہ کہنے لگا۔ کہ آپ
کی کتابوں کے پڑھنے سے یہ تبدیلی مجھ میں آ گئی"۔

بے شمار واقعات ایسے ہیں کہ جہاں محض بائیبل کے پڑھے جانے
ہی سے لوگ اس میں کھو کر رہ گئے۔ ایسے لوگ بھی جن کے بارے میں بالکل
امکان ہی نہ ہوتا کہ ان پر کچھ اثر بھی ہوگا۔ جان وسلی اپنے رسالے میں
بیان کرتا ہے۔ کہ انگلینڈ کے اکھڑ اور وحشی کان کن بھی پاک صحائف کے

پڑھے جانے کے وقت اپنی چیخ پکار بند کر دیتے تھے۔ ڈاکٹر ٹرنر جو
بیونس ایریز کے رہنے والے ہیں اپنی کتاب لا بیبلیا این امریکا لاطینہ
(La Biblia en America Latina) میں
لکھتے ہیں۔ کہ کئی مواقع پر جب کہ طرفین پر گالیوں کی بوچھاڑ ہو رہی تھی
بائیبل کے پڑھے جانے سے یہی الفاظ خیر خواہی اور دوستی کے جذبات میں
تبدیل ہو گئے تھے ...... اکثر ایسا ہی واقعہ مسلم ممالک کے درمیان
ظہور میں آیا ہے۔ بائیبل سوسائٹی کے ایک نمایندے نے مجھے بتایا
ہے۔ کہ اکثر وہ کسی ریسٹوران یا کیفے میں چلا جاتا ہے۔ اور بلند آواز
سے بائیبل کو عربی زبان میں پڑھنا شروع کر دیتا ہے۔ اس سے سب
لوگ اس کی طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ اس نے اپنے تجربے سے یہ معلوم
کر لیا ہے۔ کہ مصرف بیٹے کا بیان عام طور پر سب لوگ بہت اچھی
طرح سے سنتے ہیں۔ اس کے علاوہ لوگ بیج بونے والے کی اور کھوئی ہوئی
بھیڑ کی تمثیل کو بھی بخوشی سنتے ہیں۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے۔ کہ
"لوگ بار بار ہاتھ بڑھا بڑھا کر قیمت دیتے اور انجیل
خریدتے تھے"۔

جیسا کہ ہم نے ابھی کہا ہے بائیبل فروخت کرنے والوں کے لئے یہ
کہنا بہت مشکل ہے کہ جو کتابیں وہ بیچتے ہیں۔ ان کا نتیجہ کیا ہوتا ہے
اس لئے بائیبل اور اس سے تبدیلی کے بارے میں کچھ بات وثوق سے
نہیں کہی جا سکتی۔ بائیبل فروشوں کا کام تو صرف اتنا ہے۔ کہ اپنی
روٹی پانی میں ڈال دیں۔ اور امید رکھیں کہ یہ کچھ عرصے کے بعد ان کے
پاس لوٹ آئیگی۔ ان کے لئے یہ کس طرح ممکن ہے۔ کہ ایسی ملاقات کا

[illegible] جو کسی مشرقی بازار میں ہوئی تھی۔ یا اس نئے عہد نامہ کی جلد کا
سراغ لگائیں جو انہوں نے کسی یاترا کی جگہ یا کسی تہوار پر بیچی تھی۔ یا اس
انجیل کے کام کو پہچان سکیں۔ جو ریل میں سفر کرتے ہوئے ایک ہاتھ سے
دوسرے ہاتھ میں گئی تھی۔ یہ انجیل فروش اپنے نزدیک کی کلیسیا کے
لوگوں کے متعلق اطلاعات سے خواہ کتنے ہی خبردار کیوں نہ ہوں۔ تو بھی
وہ ہزاروں ایسی ملاقاتیں کرتے ہیں۔ جن کے متعلق انہیں پھر کبھی ایک
لفظ بھی سنائی نہیں دیتا۔ بائیبل فروش سے کم سفر کرنے والا بھی پاک
صحائف کی ان جلدوں کے متعلق کچھ نہیں جان سکتا جو اس نے
سفر کے دوران میں تقسیم کی ہیں۔ خریدنے والا ایک بڑی بھیڑ میں
صرف ایک ہی ہوتا ہے۔ اور ممکن ہے۔ کہ وہ کسی دوسری جگہ سے
[illegible] آیا ہو۔ وہ یہ کتاب خرید کر اپنی راہ لیتا ہے۔ اور یہ جاننا
بالکل ناممکن ہے۔ کہ وہ اس کتاب کو کیا کرتا ہے۔ یا یہ کتاب انجام کار
کن کن کے ہاتھوں میں پہنچتی ہے۔ مثال کے طور پر کوئی بھی یہ نہ جانتا
تھا۔ کہ مغربی افریقہ کے آیوری کوسٹ (Ivory Coast) کے
[illegible] والے واڈے ہیریس (Wade Harris) کے پاس
بائیبل کہاں سے آئی۔ لیکن خواہ کچھ بھی ہو۔ اور بیچنے والا خواہ کوئی
بھی ہو حقیقت یہ ہے۔ کہ ایک افریقی لیمین کے ہاتھوں میں بائیبل کی
اس ایک جلد نے اس صدی کی سب سے عجیب و غریب تبشیری تحریک
[illegible] تمام افریقہ کو اپنی لپیٹ میں لے لیا۔
[illegible] ایک ہاتھ میں صلیب اور دوسرے میں بائیبل لے کر
[illegible] جیسا کہ عام لوگ اس کو کہا کرتے تھے۔ تمام دیہاتوں میں

گھومتا اور اپنا سادہ پیغام لوگوں کو سناتا رہا۔ وہ کسی گاؤں میں داخل
ہو کر اپنی بائیبل کو بلند کرتا اور کہتا "خداوند کا کلام کہتا ہے۔ جاؤ
اور تمام قوموں کو تعلیم دو۔" لیکن اُس کی کتاب کے نگہبان کے طور پر کتنا
ہی ہم تیار ہوں ہم تیار ہوں۔ اُس نے کبھی کسی مشن یا مشنری سے
اپنا تعلق ظاہر نہیں کیا۔ اُس نے ہمیشہ صرف اسی کتاب کا حوالہ دیا۔
اور یہی وہ کتاب تھی جس نے اُسے یہ کام کرنے کے لئے اُبھارا۔ اُسے اپنا
پیغام دیا۔ اور اس طور سے ہزاروں لوگوں کو مسیح کے پاس لانے کے قابل
بنا دیا۔

اگر بائیبل کو تقسیم کرنے والے ہمیشہ یہ جان سکتے کہ اُن کی کتابوں کا
کیا انجام ہوتا ہے۔ یا وہ کہاں جاتی ہیں۔ تو یہ بیان کتنا عجیب و غریب
ہوتا اور اس بیان سے یقیناً یہ ظاہر ہو جاتا کہ بائیبل نے لوگوں کو مسیح
کے لئے اپنا بنا لیے۔ اور اُس کی کلیسیائیں قائم کرنے کے لئے اِتنا
کام کیا ہے۔ کہ ہم اس کو اپنے خیال میں بھی نہیں لا سکتے۔ تاہم جو ذخیرہ
ہمارے پاس ہے۔ وہ مسیحی کلیسیا کی ترقی سے متعلق ایک نہایت
ہی موثر بیان ہے۔ ڈاکٹر کرسٹی ولسن اسلامی ممالک میں اپنے گہرے
تجربے کی بنا پر کہتے ہیں۔ کہ "میں یہ معلوم کر کے حیران رہ گیا۔ کہ مسلمان
طبقے تعلیمی اور منادی کے ذرائع سے اتنے زیادہ مسیحی نہیں ہوئے جتنے
کہ بائیبل کے پڑھنے سے ہوئے ہیں۔" ایسے مسیحیوں سے جو پہلے مسلم
تھے یہ دریافت کرنے پر کہ کس چیز نے انہیں پہلے پہل مسیح کی طرف کھینچا
اور کس بات سے وہ تبدیل ہو گئے۔ میں نے دیکھا کہ زیادہ حالتوں میں
بائیبل ہی اس کی ذمہ دار تھی۔ یہاں تک کہ جب بائیبل کو بدنام کیا

گیا۔ اور جب لوگوں کو اس کے مطالعہ کے خلاف اُبھارا گیا۔ تو اُس
وقت بھی اُس میں ایک ایسی عجیب اور حیرت انگیز قوت نظر آتی تھی جو
دلوں کو تبدیل کر دیتی ہے۔ برازیل کے رہنے والے ایک نوجوان شخص
نے اپنے ایک دوست کو جس نے . . . .
بائیبل خریدی یہ کہا کہ "اگر تم وہ کتاب پڑھو گے۔ تو اپنا مذہب
بدل کر اپنے باپ دادا کے دھرم کو چھوڑ دو گے۔" جب وہ چند
ہفتے گزرنے پر ایک دوسرے سے پھر ملے تو نوجوان نے کہا "میں
نے وہ کتاب پڑھی اور پھر اپنے باپ کو بھی دی اور اُس نے بھی
پڑھی اور اب ہم دو تو اس کی تعلیم کو تسلیم کرتے ہیں۔ اور یسوع
پر ایمان رکھتے ہیں۔ اور ہمیں اپنی زندگیوں کے سوا اور کسی بات کو بدلنے
کی ضرورت نہیں۔"

ایک بہت بڑی اور موثر حقیقت جو بائیبل اور بشارت کے
باہمی تعلق کے بارے میں ہے۔ وہ یہ ہے۔ کہ اس کا اثر شاذ و نادر
ہی کبھی ایک شخص تک محدود رہتا ہے۔ جب کوئی انسان بائیبل کے
وسیلے سے نئی زندگی کو حاصل کر لیتا ہے۔ تو وہ ضرور ہی اپنی اس نئی
زندگی کی دریافت کے متعلق اوروں سے ذکر کرتا ہے۔ مسٹر [illegible]
([illegible]) نے ایک رومی جیل میں یہی واقع ہوتے دیکھا۔ ایک
قیدی نے اپنے جیل سے رہا ہوتے وقت ایک ساتھی قیدی کو جو بیس
سال کی قید کاٹ رہا تھا اور جس سے سب لوگ تنگ آ گئے تھے۔
بائیبل دی۔ اس نے اسے پڑھا۔ اور اُس کے بیان کے مطابق
اس کی زندگی اس کے پڑھنے سے تبدیل ہو گئی۔ اُس نے بعد میں بتلایا۔

کہ میں بڑی گالیاں دیا کرتا تھا۔ میں ایک سخت دل دہریہ اور ایک
بہت بُرا انسان تھا۔ لیکن اب سب کچھ بدل گیا تھا۔ دُنیا کی نظروں
میں میں ابھی تک ایک بہت بُرا آدمی ہوں لیکن خداوند کی نظر میں ایک
نئی مخلوق ہوں"۔ اپنی اس نئی حاصل کردہ خوشی اور مسرت کو وہ
اپنے آپ تک محدود نہ رکھ سکا۔ اس لئے اُس نے ایسے طریقے ایجاد
کئے جن سے وہ اپنے تجربوں میں اپنے ساتھ کے قیدیوں کو بھی شامل
کر سکتا تھا۔ اُس نے اُن کے لئے بائبلیں حاصل کیں اور اس کے
مطالعہ میں اپنی مقدور بھر کوشش کرتے ہوئے جہاں تک ہو سکا
اُس کے معنی اُن کو سمجھانے لگا۔ وہ قید خانے میں ایک طرح کا رسول بن
گیا۔ جس کا نتیجہ یہ ہے کہ آج قید خانے کے آہنی دروازوں کی دوسری
طرف ایک چھوٹی سی مسیحی جماعت قائم ہو چکی ہے۔

اسی کی مانند ایک اور حیرت انگیز بیان ہے جو برٹش اینڈ فارن
بائبل سوسائٹی کے جانسن رو (Johnson Roe) بتاتا ہے۔
سپین میں خانہ جنگی سے کچھ دیر پیشتر ہی سفر کے دوران میں وہ ایک
عورت سے مِلا۔ جس نے اُسے بتایا۔ کہ وہ ابھی جوان ہی تھی کہ ایک دفعہ
ایک کھیت میں کام کرتے ہوئے اُس نے ایک بائبل فروش کو دیکھا
کہ اُس نے ایک انجیل اُن کاشت کاروں میں سے ایک کو دی جو اُس
کھیت میں کام کر رہے تھے۔ لیکن اس کے جواب میں اُس کاشت کار
نے اسے گالیاں دیں۔ اور انجیل کو لے کر ایک گڑھے میں پھینک دیا۔
یہ انجیل فروش تو وہاں سے آگے چلا گیا۔ لیکن انجیل پانی کی سطح پر تیرتی
ہوئی اُس جگہ پہنچ گئی جہاں یہ لڑکی کام کر رہی تھی۔ اُس نے اس کو

[illegible] میں سے بغیر کسی خیال کے نکال لیا۔ اور اسے سکھا کر گھر لے گئی۔
اور اُس نے پڑھنا شروع کیا۔ یہ یوحنا رسول کی انجیل تھی۔ ختم کرنے کے بعد
اُس نے اسے دُوسری بار پڑھا۔ اس کے بعد اپنے خاندان کے سامنے
اُسے پڑھا۔ پھر اپنے ہمسایوں کو پڑھ کر سُنانے لگی۔ رفتہ رفتہ یہاں
ایک جماعت بن گئی۔ جو ہر اتوار کو اکٹھی ہو کر انجیل کی باتیں سنا کرتی
تھی۔ کچھ عرصہ گزرنے پر اُنہوں نے اپنے جمع ہونے کے لئے ایک عمارت
بنا لی۔ اور ایک بشارتی کلیسیا میں اپنے آپ کو منظم کر لیا۔ دوسروں
تک پہنچانے کے لئے جذبے کی ایک مثال میکسیکو کے جزیرہ نما یوکاتن
کے متعلق اس کہانی میں بھی نظر آتی ہے۔ جو حسب ذیل ہے کئی سال
گذرے کہ ڈان جیراڈو (Don Gerardo) نامی ایک شخص
کو مریدا (Merida) کی گلیوں میں پھرتے ہوئے ایک پھٹی پرانی
کتاب ملی۔ جو کوڑے کرکٹ کے ایک ڈھیر پر پڑی ہوئی تھی۔ اس
کی جلد بھی نہ تھی۔ اور کافی صفحے ضائع ہو چکے تھے لیکن اس
نے اسے اٹھا لیا۔ اور یہ معلوم کرنے کے لئے کہ اس میں کیا لکھا ہے
اس کو پڑھنا شروع کر دیا۔ اور اُس نے جلد ہی معلوم کر لیا کہ یہ
ان کتابوں میں سے جو اس نے پڑھی تھیں ایک نرالی کتاب تھی۔
جتنا زیادہ وہ اس کتاب کو پڑھتا تھا۔ اُتنا ہی زیادہ دلچسپ
ہوتا جاتا تھا۔ اور جب اس کے پیغام نے اُس کے دل پر زیادہ گہرا اثر
کرنا شروع کیا تو اس نے فیصلہ کیا۔ کہ اسے اپنے گھر لے جا کر
جو وہاں سے پچاس میل دُور تھا۔ وہاں پہنچ کر اُس نے اور
لوگوں سے اس کتاب اور اس پیغام کے متعلق گفتگو کرنا شروع

کر دی ۔ اُس کی خوش نصیبی سے چند دنوں کے بعد ایک انجیل فروش اُس گاؤں میں پہنچا اور اُس نے ڈان جیرارڈو کو بتایا کہ جو کتاب اُس نے پائی تھی وہ بائبل ہے جس میں خداوند لوگوں سے ہمکلام ہوتا ہے ۔ ڈان جیرارڈو نے اُن سب باتوں کو جو انجیل فروش نے اُس کو بتائی تھیں اِس طرح پی لیا جس طرح پیاسا پانی کو پیتا ہے اور بعد میں اُس نے یہی باتیں اپنے دوستوں کو بتائیں ۔ انجیل فروش کے چلے جانے کے بعد اُن میں سے چند ایک اکٹھے ہو کر اس کتاب کو پڑھنے لگے ۔ اور اس کے معنوں پر آپس میں گفتگو کرنے لگے ۔ یہ سلسلہ ۱۹۵۲ء کے آخر تک جاری رہا جس کے بعد دو مشنری اُس راہ سے آئے اور انہوں نے اُن کو عبادت کروائی ۔ اِس عبادت کے بعد تقریباً ساٹھ آدمی جن میں اُس جگہ کا حاکم بھی شامل تھا سامنے آئے ۔ اور مسیح کے پیچھے چلنے کی خواہش ظاہر کی ۔

ان بیانات کے ساتھ ساتھ اور بھی ہزاروں ایسے مستند تذکرے ہیں ۔ جو دُنیا کے تقریباً ہر مُلک سے حاصل کئے گئے ہیں ۔ جو واقعات اِن مثالوں میں نظر آئے ۔ وہ بہت حیران کُن ہیں ۔ تاہم صرف اِتنی ہی داستانیں نہیں ہیں ۔ یہ واقعات کوئی غیر معمولی بھی نہ تھے ۔ جبکہ اتنی کثرت سے اور اتنے مختلف حالات اور ممالک میں رُونما ہُوئے ہیں ۔ یہ قول بن گیا ہے کہ پہلے بائبل کام کرتی ہے جس کے وسیلے سے ایک انسان تبدیل ہو جاتا ہے ۔ اور پھر وہاں ہی ایک کلیسیا بن جاتی ہے ۔ آگے چل کر بتایا جائیگا ۔ کہ یہ کتنی زیادہ مثالوں میں بالکل حقیقی بن جاتا ہے ۔

(ب) نئی قائم شدہ کلیسیائیں :-

اگرچہ فرداً فرداً لوگوں کی زندگیوں کے تبدیل ہونے میں جو کام بائبل نے کیا ہے ۔ گو وہ بہت ہی مؤثر ہے ۔ تاہم جس طریقے سے بائبل کو جماعتوں اور کلیسیاؤں کے معرضِ وجود میں لائے جانے کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔ وہ اور بھی زیادہ مؤثر ہے ۔ ممکن ہے کہ شخصی تبدیلیوں کی وجہ بائبل کے اثر کی بجائے ایسی باتیں بتائی جائیں مثلاً بچپن کے دنوں ہی سے دِل پر کسی چیز کا اثر ۔ دوستوں کے الفاظ جو بے علمی میں کہہ دیئے گئے ہوں ۔ اور سفارشی دُعا کی بے مثل طاقت ۔ لیکن کسی جگہ میں ایک عبادت کرنے والے گروہ یا مسیحی منظم جماعت کی وجہ ایسی سرسری باتیں نہیں ہو سکتیں ۔ ان جماعتوں کو معرضِ وجود میں آنے کے لئے کوئی ٹھوس تاریخی اور ایسی وجہ ہوتی ہے جن کا احساسات سے کوئی تعلق نہیں ہوتا کہ انہیں پہلے کی دماغی حالت یا ان کو احساسات کا ثمرہ کہا جا سکے جو پہلے سے کسی کے ذہن میں [illegible] ہو چکے ہوں ۔ اور اس سے زیادہ اہم بات یہ ہے کہ ایسی جماعتیں جو دعوے کرتی ہیں کہ بائبل کے وسیلے سے ہی قائم ہوئیں دُنیا کے ہر حصہ میں ملتی ہیں ۔ یہ ایسے مقامی واقعات نہیں ہیں جو کسی خاص علاقے یا خاص جماعت کے تاثرات کے کام کرنے سے رُونما ہُوئے ہوں ۔ بلکہ یہ دُنیا کے ہر قسم کے لوگوں میں نظر آتے ہیں ۔

کلیسیاؤں کے قائم کئے جانے میں جو کام بائبل نے کیا ہے اُس کی مثالیں اِس کثرت سے ہیں کہ ہمیں بہت محنت سے اِنہیں منتخب کرنا ہوگا ۔ غالباً بہترین بات یہ ہوگی ۔ کہ پہلے چند ایک

مثالیں اُن کلیسیاؤں کی پیش کریں جو بڑے پیمانے پر قائم ہوئی ہیں۔ اور اُن میں سے چند کو دیکھیں جو زیادہ چھوٹے پیمانے پر قائم ہیں۔ اُن کلیسیاؤں کے بہت زیادہ زور پکڑنے کی اچھی مثالیں جہاں بائبل نے سب سے بڑا کام کیا ہے۔ لاطینی امریکہ، مڈغاسکر، کوریا اور فارموسا میں ملتی ہیں۔ یہ علاقے آپس میں ایک دُوسرے سے اِتنے مختلف ہیں۔ کہ ان میں کسی ایسے عنصر کو معلوم کرنا جو سب میں نظر آتا ہو بہت ہی مشکل ہے۔ جن قوموں سے ہمارا تعلق ہے وُہ مختلف نسلوں سے تعلق رکھتی ہیں۔ اُن کے معاشرتی اور سماجی نظام بھی ایک دُوسرے سے مختلف ہیں۔ اور اُن کی تواریخ بھی ایک دُوسری سے مختلف ہے۔ تاہم ان تمام اختلافات کے باوجود وُہ سب ایک بات میں ایک ہی ہیں۔ یعنی ان سب قوموں میں بڑی وسیع اور طاقتور مسیحی جماعتیں ہیں۔ جن کے جنم اور ترقی کا بائبل کے ساتھ بہت گہرا تعلق ہے۔ اور یہ مندرجہ ذیل سطور میں نظر آئیگا۔

لاطینی امریکہ میں بائبل سوسائیٹیاں بہت جلد کام کرنے لگیں۔ اور سینکڑوں مقامات پر لوگ بیشتر اس کے کہ اُن کے دِل میں باقاعدہ جماعت بننے اور اپنے لئے ایک پادری رکھنے کا خیال پیدا ہو۔ بائبل پڑھنے کے لئے جمع ہوتے تھے۔ اور دراصل جو کام بائبل نے اُس براعظم میں کلیسیاؤں کے قائم کرنے اور اُن کی تربیت میں کیا ہے۔ وُہ بہت ہی زیادہ ہے۔ بیونس ایریز کے رہنے والے ڈاکٹر ٹرز لکھتے ہیں۔ کہ "یہ محض روایت ہی نہیں بلکہ ایک حقیقت ہے کہ موجودہ زمانے کی بیسیوں مضبوط بشارتی کلیسیائیں جو لاطینی امریکہ میں

[illegible] ہوئی ہیں۔ خدا کے کلام کی ایک جلد ہی کے ذریعہ قائم ہوئی ہیں۔ یہاں کہیں کسی دیہاتی یا شہری کو بائبل کی ایک جلد ملی۔ اُس نے اُسے پڑھا اور بعد میں اپنے کسی دوست کو بُلا کر اُس کے ساتھ اس کا مطالعہ کیا۔ اسی طرح دُوسرے پڑوسی بھی آکر سُننے لگے اور اس سے [illegible] ظاہر کرنے لگے۔ یہاں تک کہ یہ ایک بہت بڑی جماعت بن گئی۔ اور سب لوگ آکر خداوند کا کلام سُننے کو جمع ہونے لگے۔ اور اس طرح ایک ایسی مسیحی بُنیاد رکھی گئی جس میں کسی خارجی مذہبی تحریک کا [illegible] تھا۔

لاطینی امریکہ میں سفر کرتے ہوئے جگہ جگہ ایسی کلیسیائیں نظر آتی ہیں جو ایک چھوٹی سی جماعت سے جو پہلے پہل بائبل کے مطالعہ کے لئے جمع ہوئی تھی، ترقی کر کے اب کافی بڑی بن گئی ہیں۔ برازیل میں [illegible] کا شہر اس کی ایک اعلےٰ مثال ہے۔ پچاس برس پہلے شہر کے ایک کاروباری آدمی نے ایک شخص سے جو اُس کے دروازے پر آیا [illegible] بائبلیں خرید لیں۔ لیکن اُس نے اُنہیں فروخت نہ کیا۔ کیونکہ اس سے اس کی مخالفت ہونے کا خطرہ تھا۔ اُس نے یہ بائبلیں اُن لوگوں کو عاریتاً دینی شروع کیں جو اُس کے پڑھنے کے خواہشمند تھے [illegible] تک اُن کتابوں کے سوا اُس شہر میں کوئی مسیحی گواہی دینے والا نہ تھا۔ اور نہ وہاں کبھی کوئی مشنری ہی آیا تھا۔ اس کے بعد بائبل پڑھنے والے سب لوگ اکٹھے ہو کر بائبل پڑھنے لگے۔ چنانچہ آج [illegible] اتنی بڑی بڑی کلیسیائیں قائم ہیں۔ جو اپنا خرچ خود برداشت کرتی ہیں۔ اور جن کا اپنا اپنا برازیلی پاسبان ہے۔

بہت تھوڑے لوگ اِس موضوع پر برازیل میں ایک تجربہ کار انجیل فروش ایف۔ سی۔ گلاس کی مانند اختیار کے ساتھ گفتگو کر سکتے ہیں۔ وہ لکھتا ہے۔ کہ "درجنوں اُن مقامات پر جہاں مَیں نے سب سے پہلے پاک صحائف کی جلدیں فروخت کیں آج مضبوط اور طاقتور بشارتی کلیسیائیں موجود ہیں۔" حال ہی میں جب اُس سے ذاتی طور پر ملاقات ہُوئی تو اُس نے کہا۔ کہ "ہمیشہ یہی ہوتا رہا۔ کہ پہلے بائیبل منظرِ عام پر آئی ہے پھر مناد۔ اور اِس معمول میں تبدیلی صرف اُسی حالت میں ہُوئی جبکہ انجیل فروش خود بھی مناد تھا۔ اِس طرح بائیبل اور مناد ایک ساتھ سامنے آئے مجھے ایک بھی ایسا واقع یاد نہیں جہاں بائیبل بعد میں آئی ہو۔ اپنے ذاتی تجربے کی بنا پر مَیں یہ کہہ سکتا ہُوں۔ کہ اگر کسی کو کہیں پر کوئی نیا دائرہ بنانا ہے۔ تو وہ وہاں پہلے کسی کو بائیبل دے کر بھیج دے"۔

برازیل میں جس علاقہ کو کافی ماؤنٹین (Coffee Mountain) کہا جاتا ہے۔ آج وہاں ایک بڑی زبردست سرگرم اور منظم کلیسیا قائم ہے۔ اِس کلیسیا کا دعوے ہے۔ کہ اِس کی ابتداء اُن چند ایک بائیبلوں سے ہُوئی۔ جن کو اَب سے تیس برس پہلے ایک اَن پڑھ حبشی نے جو اِس راہ سے گزر رہا تھا فروخت کیا تھا۔ گو اگر وہ خود تو نہ پڑھ سکتا تھا۔ لیکن اُس کا دِل بائیبل کے پیغام کی مشعلوں سے بھڑک اُٹھا تھا۔ اور اُس نے اِس کی گواہی دینے اور فروخت کرنے کے لئے ہر ایسے شخص کے ہاتھ جو اُسے خریدنا چاہے اپنے آپ کو وقف کر دیا۔ اُس کی گواہی اتنی مؤثر تھی۔ کہ کئی کسانوں نے بائیبل

کی جلدیں خرید لیں۔ اور کچھ وقت گزرنے پر اپنی پڑھی ہُوئی باتوں کا [illegible] کرنے لگے۔ اِس کے بعد وہ بائیبل کو پڑھنے اور اُس پر گفتگو کرنے کے لئے وقتاً فوقتاً جمع ہونے لگے جس کا نتیجہ اتوار کی عبادتوں کی صورت میں نمودار ہُوا۔ یہ سب کچھ باہر کی کسی جماعت یا کسی اور شخص کی مدد کے بغیر ہی ہُوا۔ بہت برسوں کے بعد قریباً ایک سو [illegible] کی اِس چھوٹی سی جماعت نے آپس میں متحد ہو کر برازیل [illegible] پریسبٹیرین (Independent Pres-byterian) کلیسیا کی صورت اختیار کر لی۔

اِس طرح کا ایک عجیب بیان ہمیں پیرو سے حاصل ہُوا ہے۔ [illegible] کے آخر میں لائیما (Lima) کے پروٹسٹنٹ لوگوں [illegible] پھیل گئی کہ شمالی مُلک میں لوگوں کے چار گروہ باقاعدہ بائیبل [illegible] کے لئے جمع ہوتے ہیں۔ لیکن اُن کے پاس ایک ہی بائیبل ہے [illegible] ملاقات کا انتظام کیا گیا۔ اور یہ معلوم ہُوا کہ یہ چاروں گروہ [illegible] ایک ہی جلد کے پڑھنے کے وسیلے قائم ہُوئے تھے۔ جو ایک [illegible] پائی گئی۔ یہ اِس صندوق میں کہاں سے یا کیسے آئی۔ اِس [illegible] نہ تھا۔ صرف یہ معلوم تھا۔ کہ جیسے ہی یہ ہُوا سب لوگوں [illegible] پڑھنا شروع کیا۔ اور کچھ عرصے کے بعد گروہ باری [illegible] پڑھنے کے لئے جمع ہونے لگے۔ بعد میں یہی چاروں گروہ [illegible] کلیسیائیں بن گئے۔ اور پھر یہی کلیسیائیں ایک باضابطہ [illegible] بنیاد کا کام دینے لگیں۔ پیرو کی بہت سی کلیسیائیں پہلے [illegible] کی طرح چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے طور پر قائم تھیں

جہاں بائیبل کا مطالعہ کیا جاتا تھا۔ اور چونکہ ان کی بنیاد بائیبل ہی
تھی۔ اور چند موقعوں کے سوا جب کوئی ان کی ملاقات کو آنکلا تو کوئی
پاسبان بھی نہ ہونے کی وجہ سے اُنہوں نے بائیبل پر اپنے فضل کے وسیلے
کی حیثیت سے بھروسا رکھنا سیکھ لیا۔ ایک جگہ ایک ایسے شخص کے
وسیلے مسیحیوں کی ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہو گئی۔ جس نے بائیبل کے
وسیلے سے پڑھنا سیکھا۔ اور جو بعد میں اوروں کو بھی بائیبل پڑھ کر
سُناتا تھا۔ اِس مثال میں لفظی طور پر بائیبل اُس رہنما کا قاعدہ بن گئی۔
اور باقی لوگوں کے لئے رُوحانی طور پر نجات کے حروفِ ابجد کا کام دیتی
رہی۔ اِس کتاب کے وسیلے ان کے ہادی نے پڑھنا سیکھ لیا۔ اور اسی
کتاب کے وسیلے مسیح پر ایمان لانے سے وُہ نجات کے وارث بھی بن گئے۔
اِس کتاب نے انہیں متحد کر کے ایک کر دیا اور اُنہیں ایک ہی بند
سے باندھ دیا۔" اسی طرح کی اور بے شمار مثالیں بھی پیش کی جا سکتی ہیں
لیکن اِن سب کا نتیجہ وُہی ہوگا۔ جس کا ذکر ڈاکٹر جان میکے
(John Mackay) نے مختصر طور پر اپنی کتاب "دی
اَدر سپینش کرائیسٹ (The other Spanish Christ)
میں کیا ہے۔ کہ "لاطینی امریکہ میں سب سے پہلے کام بائیبل ہی کے
وسیلہ سے ہُوا"۔

مسیحی کلیسیا کی ترقی اور اُس کے پھیلنے میں جو کام بائیبل نے کیا
ہے۔ اُس کی ایک عظیم مثال مڈغاسکر نے پیش کی ہے۔ مسیحی کوشش کے
شروع ہونے کے بعد اس نے میلیگسی (Malagasy) کی
سرزمین میں جڑ پکڑ کر پھیلنا شروع کر دیا۔ اور یہ اتنی جلد ترقی کر لے

[illegible] اس کی مخالفت پر آمادہ ہو گئے۔ اور وُہ ملکہ جو اُن دنوں میں حاکم تھی۔ ایک ایسی تحریک
[illegible] کا پورا اور پکا ارادہ تھا۔ کہ مسیحی تحریک کو مٹا کر رکھ دے۔ سب سے پہلے
[illegible] کیا گیا۔ اور جب اُن کو راستے سے ہٹا دیا گیا تو میلیگسی کے مسیحیوں
[illegible] شروع ہوئی۔ حالانکہ مشنریوں کو یہاں سے نکال دیا گیا تھا۔ تاہم بائیبل وہاں ہی
[illegible] ایذارسانی کی رفتار بڑھتی گئی۔ بائیبل کی قدر و قیمت میں بھی
[illegible] گیا۔ اور گو اس کو اپنے پاس رکھنا موت کو دعوت دینا تھا۔
[illegible] انہوں نے اسے چھوڑنے سے انکار کر دیا۔ اُنہوں نے بائیبل کی
[illegible] کو چاول صاف کرنے کے گڑھوں کے نیچے۔ درختوں کی کھوکھ
[illegible] اور پہاڑوں کی غاروں میں چھپا دیا۔ یہاں تک بھی کیا۔ کہ بائیبل کو
[illegible] انہوں نے اُس کے مختلف اوراق کو اپنے کپڑوں کے استر میں
[illegible] اکثر اوقات اندھیری راتوں میں اُن میں سے کچھ لوگ جنگلوں میں
[illegible] اور وہاں غاروں میں گُھس کر مشعل کی روشنی میں سب مل کر
[illegible] کتاب کو پڑھتے۔ اگر وُہ اُس وقت پکڑے جاتے تو اُن کو موت
[illegible] جاتی۔ لیکن اس سے اُن کی ہمت پست نہیں ہُوئی۔ پچیس
[illegible] انہوں نے اِن مصائب کو بائیبل کی مدد سے برداشت کیا۔
[illegible] جلا دیا جاتا تھا۔ اُنہیں بلند چٹانوں سے نیچے گرا دیا جاتا تھا۔
[illegible] ہلاک کر دیا جاتا تھا۔ لیکن کلیسیا نہ صرف قائم ہی
[illegible] پھیلتی گئی۔ اور جب اِس ایذارسانی کا خاتمہ ہُوا۔ تو اِس
[illegible] ایذارسانی کے شروع ہونے کے وقت کی نسبت اب ہزاروں
[illegible] کا اضافہ ہو چکا تھا۔ غالباً یہ ایک مثالی کلیسیا ہے۔ جس
[illegible] کا انحصار بائیبل پر ہے۔

ایک اور عظیم مثال کوریا کی کلیسیا کی ہے۔ جو تمبارم رپورٹ (Tambaram Report) کے الفاظ میں "ایک زندہ اور جدید معجزہ ہے۔ یہاں ۱۸۸۵ء میں ایک بھی مسیحی نہ تھا لیکن ۱۹۳۸ء میں یہاں کی کلیسیاؤں کے شرکاء کی تعداد ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۔ ۳۰۰،۰۰۰ تک پہنچ چکی ہے"۔ اس عظیم الشان ترقی کا انحصار بائیبل کے باقاعدہ مطالعہ پر ہے۔ تمبارم رپورٹ یوں ہے کہ "کوریا کی تین ہزار کلیسیاؤں میں سے ہر ایک سال میں ایک یا دو بار بائیبل کلاسز کا انتظام کیا جاتا ہے"۔ یہ سکول یا کلاسز عام طور پر ایک ہفتہ تک جاری رہتی ہیں۔ ہر صبح اپنے اپنے گروہ میں جا کر تین تین چار چار گھنٹے بائیبل کے مطالعہ میں صرف کئے جاتے ہیں۔ پھر دوپہر کو اتنے ہی گھنٹے وہ شخصی بشارت اور ملاقات کے کام میں صرف کرتے ہیں۔ اور ہر شام کو بشارتی اجلاس منعقد ہوتے ہیں۔ ان جماعتوں میں ہر سال کلیسیا کے آدھے لوگوں سے زیادہ شامل ہوتے ہیں۔ اس کے علاوہ کوریا کی کلیسیاؤں میں بائیبل انسٹی ٹیوٹ ہوتے ہیں جو چھ چھ یا آٹھ آٹھ ہفتوں کے ہوتے ہیں۔ اور اُن لوگوں کے لئے جو اپنے گھر رہ کر بائیبل کا مطالعہ کرنا چاہتے ہیں بخط و کتابت کے وسیلے بائیبل سٹڈی کے کورسوں کا انتظام کیا جاتا ہے"۔ پس اگر تمبارم رپورٹ میں یہ بتایا گیا ہے۔ کہ "کوریا کی کلیسیا میں ہر ایک چیز بائیبل کے گرد ہوتی ہے"۔ تو اس میں کوئی تعجب کی بات نہیں۔ دُنیا کے بہت تھوڑے حصوں میں کلیسیا اپنے بشارتی کام کی طرف سے کافی بیدار ہے۔ اس صدی کے آغاز سے چار بڑی بشارتی تحریکوں نے زور پکڑا ہے۔ اور ہر دفعہ ان ہی تحریکوں نے بائیبل سٹڈی

[illegible] جلسوں سے جنم لیا ہے۔ اُن میں سے ایک اُس وقت شروع [illegible] (Wansan) میں مشنریوں کی ایک [illegible] اور بائیبل سٹڈی کے لئے جمع ہوئی۔ اس کے بعد ہی ایک [illegible] اُس وقت زور پکڑا جب پینسیانگ ([illegible]) [illegible] میں "ایک دس روزہ سالانہ بائیبل کلاس ہو رہی تھی۔ [illegible] تین برس تک جاری رہی اور اس میں مسیحیوں کا شمار [illegible]۔ اور دوسری تحریک کے دوران میں یہ ٹھہر گئیں [illegible] ۱۹۱۰ء میں کوریا کے ایک مشنری ڈاکٹر مافٹ (Dr. [illegible]) نے ایڈنبرگ کانفرنس میں ان بشارتی یا بیداری [illegible] کے متعلق گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ "مجھے اس بات کا [illegible]۔ کہ جس چیز نے کوریا کے لوگوں کی روحانی تبدیلی میں [illegible] کام کیا ہے۔ اور جس چیز نے کوریا کی کلیسیا کو ایک [illegible] بنا دیا ہے وہ بائیبل سٹڈی کی منظم جماعتیں ہیں۔ [illegible] بائیبل ہوتی ہیں"۔ ڈاکٹر واسن (Wasson) [illegible] روحانی بیداریاں نہ صرف بائیبل سٹڈی اور [illegible] ہی ہوئیں۔ بلکہ اُن کے بارآور اور مفید ہونے کا [illegible] بائیبل سٹڈی اور دعا پر ہے۔ وہ کہتے ہیں کہ بیداری [illegible] میں سے ایک کا نتیجہ نہایت مایوس کن تھا۔ اور ان [illegible] اس لئے ہوا کہ بائیبل سٹڈی اور دعائیہ اجلاسوں کی [illegible] ی گئی۔ اپنی اُس کتاب "کلیسیا کا بڑھتا ہوا سرا" (The growing Edge of The Church) میں

دِل میں ایک نئی رُوح پھُونک دیتی ہے۔ ڈاکٹر ریمنڈ ڈڈلے (Raymond Duddley) خود بھی مشن فیلڈ کے متعلق اسی نتیجے پر پہنچے ہیں۔ اپنی تحقیقات کے نتیجے کے طور پر وُہ کہتے ہیں۔ کہ اِن زبردست بیداریوں کے جاری رہنے کا اِنحصار زیادہ تر ایک [illegible] بائیبل سٹڈی کے قائم کرنے اور اُسے چلاتے رہنے پر ہے ۔

اَب فارموسا کو لیجئے۔ اُس میں رُونما ہونے والے واقعات کو "جدید مشن میں ایک بہترین اور عظیم ترین تحریک" کے طور پر بیان کیا گیا ہے۔ مصنّف ان تحریکوں کی کہانی بیان کرتا ہُوا لکھتا ہے۔ کہ "زمانۂ حال کی جنگِ عظیم کے دِنوں میں اِس کو دبانے کے لئے جاپانی پولیس کی تمام کوششوں کے باوجود فارموسا کے پہاڑی قبیلوں کے درمیان ایک مسیحی تحریک جڑ پکڑ کر پھُوٹ نکلی ہے۔ جنگ کے خاتمہ پر مشنری اِس جزیرے میں واپس آئے تو وُہ یہ دیکھ کر حیران ہو گئے کہ یہاں کے اصلی باشندوں میں سے جن کے آباؤ اجداد دُوسرے انسانوں کا شکار کرتے تھے۔ سات ہزار کے قریب مسیحی ہو گئے تھے" ۔

اِس تحریک کے زور پکڑنے کی پہلی علامت اُس وقت ظاہر ہُوئی جب جاپانی حکام کو معلوم ہُوا۔ کہ بائیبلیں بھاری تعداد میں مُلک کے شمالی اور پہاڑی حِصّہ میں بھیجی جا رہی ہیں۔ اِس کے لئے حُکم جاری ہُوا کہ اُن کو روک لیا جائے اور بائیبل کی جو جلدیں ملیں اُنہیں ضبط کر لیا جائے۔ اِس حُکم کا نتیجہ یہ ہُوا۔ کہ ایک ایسا نظام بنا لیا گیا جس کے ذریعے بائیبلوں کو جاپانی فوج کی نظر سے بچا کر چوری چھپے پہاڑی علاقہ میں پہنچایا جائے۔ کئی دفعہ اِن سمگلروں کو گرفتار کر

[illegible] - اور اُنہیں سخت سزا دی جاتی تھی۔ لیکن اُنہوں نے ہمّت [illegible]ی - اُن میں سے ایک نے کہا کہ "تُم ہمارا یہ قانون اگر ہمارے ہاتھ پاؤں بھی کاٹ ڈالے۔ تو بھی ہمارے دِل مسیحی ہی رہینگے" ۔

اِس تحریک کے دو رہبر اور ہادی تھے۔ ایک بوڑھی عورت اور [illegible] ایک نوجوان آدمی۔ اِن دونو نے ایک بائیبل ٹریننگ سکول [illegible] پائی تھی۔ اور اپنے لوگوں ہی میں بشارت کا کام کرتے [illegible] اُنہوں نے اپنے بشارتی کام کا اِختیار کیا تھا۔ وُہ یہ [illegible] سے لوگوں کو اکٹھا کر لیتے تھے اور اُنہیں بائیبل کی [illegible] ۔ اس طریقے نے زور پکڑ لیا۔ اور اِس طرح بائیبل [illegible] تحریک پھیل گئی۔ جاپانیوں نے اِس بات سے [illegible] کہیں یہ کوئی سیاسی صورت اختیار نہ کر لے۔ اِس [illegible] کوشش کی۔ لیکن اُنہیں صرف اِتنی کامیابی ہُوئی کہ لوگ [illegible] جا کر عبادتیں کرنے اور بائیبل کی تعلیم پانے لگے۔ جب [illegible] ہونے لگی تو بائیبل کی یہ مجلسیں اور زیادہ پوشیدہ [illegible] گئیں۔ اِن چھوٹی چھوٹی جماعتوں کے ہادی ایسے ایسے [illegible] تھے۔ کہ یہ تحریک بھی کام کرتی رہے۔ اور وُہ [illegible] سے بھی بچے رہیں۔ وقتاً فوقتاً چھوٹے چھوٹے [illegible] کی تاریکی میں پہاڑوں پر سے اُتر کر نیچے میدان میں چلے [illegible] جاپانیوں کی چوکیوں کے پاس سے آہستہ آہستہ گزر کر [illegible] میں داخل ہو جاتے جہاں کوئی مسیحی اُستاد سکونت [illegible] اور اُس سے یہ درخواست کر کے نیند سے بیدار کرتے

کہ "اے اُستاد مہربانی سے ہمیں بائیبل کا سبق دیجئے۔ ہمارے پاس صرف آدھا گھنٹہ ہے۔ کیونکہ ہمیں دن کی روشنی ہونے سے پہلے گھر واپس چلے جانا چاہئے"۔ آدھ گھنٹے تک وہ بائیبل کا سبق حاصل کرتے۔ اور سبق ختم کرنے کے بعد وہ پھر پہاڑوں پر اپنے اپنے گھروں کو چلے جاتے۔ اور اپنے ساتھ انجیل کی خوشخبری کے کچھ اور ٹکڑے لے جاتے تاکہ یہ رُوحانی خوراک اپنے گھر کے لوگوں کو بھی پہنچاویں۔ اِس زمانے میں مشنریوں کی مدد تو بالکل خیال میں بھی نہ آتی تھی۔ کیونکہ جاپانیوں کے آنے سے مشنریوں کو وہاں سے چلا جانا پڑا تھا۔ یہ شروع ہی سے ایک خالص دیسی تحریک تھی جس میں وہاں کے اصلی باشندے ہی حصّہ لے رہے تھے۔ یہ دونوں رہنما کئی مرتبہ بہت مشکل سے جاپانیوں کے ہاتھوں سے بچے۔ اور آخرکار نوجوان آدمی کو پکڑ کر گرفتار کر لیا گیا۔ لیکن یہ عورت اُس وقت تک کام کرتی رہی جب تک کہ جاپانیوں کو زوال نہ ہُوا۔ اِس تحریک کا نتیجہ جنگ کے اختتام سے پہلے نظر نہ آسکا۔ کیونکہ جب مشنری واپس آئے تو اُنہوں نے دیکھا۔ کہ ہزاروں آدمی مسیحی ہو چکے تھے۔ اور اب کلیسیا میں شریک کئے جانے کے مُنتظر تھے۔ یہ تھا دو حلیم اور فروتن کارندوں کی محنت کا پھل جنہوں نے باوجود کم تعلیم ہونے کے صرف ایک بائیبل کو ہاتھ میں لے کر خُداوند کی خدمت کی۔

جو کام بائیبل نے کلیسیاؤں کے قائم کرنے اور اُن کی ترقی کے لئے کیا ہے۔ یا اُس کی عظیم ترین مثالیں لاطینی امریکہ۔ مدغاسکر۔ کوریا اور فارموسا میں ملتی ہیں۔ یہ ایسی مثالیں ہیں جو بہت بڑے

[illegible] پر کام کر رہی ہیں۔ اور جن کا تعلّق بہت سے لوگوں سے ہے۔ اس کے علاوہ ہمارے پاس بہت سی ایسی مثالیں بھی ہیں جہاں لوگوں کے [illegible] چھوٹے گروہ کام کرتے نظر آتے ہیں۔ جیسا کہ اگلے چند صفحوں [illegible] لکھا جائیگا۔

[illegible] مغربی چین کے ایک دُور اُفتادہ گاؤں میں مس کیبل اور اُس کے ساتھ کام کرنے والی مسز فرینچ نے ایک شخص بنام ہانگ کے ہاتھ ایک انجیل فروخت کی۔ وہ اسے پڑھ تو نہ سکتا تھا۔ تاہم وہ اِس کتاب کو اپنے گھر لے گیا۔ اور اِسے ایک طرف رکھ دیا۔ بعد میں اُس کا بھائی چند [illegible] کی ملاقات کے لئے اُس کے گھر آیا۔ یہاں اُسے وہ انجیل ملی اور اُس نے [illegible] پڑھا۔ اس میں اُسے اِتنی دِلچسپی محسوس ہُوئی کہ اُس نے [illegible] کر لیا۔ کہ مسیحی مذہب کے متعلق اور زیادہ جاننے کی کوشش کریگا [illegible] ہو گیا۔ اور اپنے بھائی اور اُس کے خاندان کی تبدیلی [illegible] بن گیا۔ اب اُن کی بہت سخت مخالفت شروع ہو گئی لیکن [illegible] اپنے مذہب پر قائم رہے۔ اور اُنہوں نے اپنے ہمسایوں [illegible] جیت لیا۔ گو یہ لوگ بے حد غریب تھے اور اکثر [illegible] کی نوبت پہنچ جاتی تھی۔ تاہم اُنہوں نے کسی نہ کسی طرح [illegible] ایک عبادت کی جگہ بنا لی۔ تاکہ وہ چالیس پچاس لوگ جو [illegible] گاہ کے نزدیک کے گھروں میں رہتے تھے۔ وہاں آکر اپنی عبادت [illegible]۔ [illegible] میں یہ کام انجیل کی ایک جلد نے شروع کیا۔

[illegible] میں مشرقی افریقہ میں ایک مسافر سفر کرتا کرتا ایک [illegible] گھر کے پاس پہنچا۔ جو یانگ کے تعمیر کردہ مٹی کے بنائے ہُوئے

گرجا گھر سے بھی سادہ تھا۔ سڑک کے قریب ہی درختوں کے ایک جھنڈ میں اُسے چند ایک درختوں کے تنے گرے ہُوئے نظر آئے۔ جو بینچوں کا کام دیتے تھے۔ اور انہیں ایک نہایت ہی سادہ سی پلیٹ کے سامنے رکھا ہُوا تھا۔ تھوڑی دیر کے بعد مُٹھی بھر دیہاتی وہاں پہنچ گئے۔ اور بینچوں پر بیٹھ گئے۔ اُن ہی میں سے ایک اِس پلیٹ پر آکر کھڑا ہو گیا اور عبادت شروع ہو گئی۔ یہ لیڈر نہ تو کوئی منّاد تھا۔ نہ کوئی اُستاد۔ اور نہ اُسے اِس کام کے لئے مقرّر ہی کیا گیا تھا۔ اور نہ اُسے اس کے لئے کوئی تنخواہ ملتی تھی۔ وہ ایک سادہ سا دیہاتی مسیحی تھا۔ اُس کے بھائی نے اُسے ایک نیا عہد نامہ دیا تھا۔ جو زردی زبان میں لکھا ہُوا تھا۔ اور اُس نے اِسے نہ صرف خود پڑھا۔ بلکہ اپنے ہمسایوں کو بھی پڑھ کر سُنایا۔ اور ابھی زیادہ عرصہ نہ گزرا تھا۔ کہ وہ سب ہر روز وہاں اکٹھے ہو کر بائیبل پڑھنے لگے۔ یا اِس کو سُننے لگے۔ اُن کا اگلا قدم یہ تھا۔ کہ اُنہوں نے اپنے لئے ایک میٹنگ کی جگہ بنالی۔ اور اپنی کوشش سے یہ سادہ سے بینچ لگا لئے۔ اور ایک پلیٹ بھی رکھ لیا۔ اور یہاں وہ ہر اتوار کو جمع ہو کر اپنے لیڈر کی زبانی خداوند کا کلام سُننے کے لئے اکٹھے ہوتے تھے۔ جہاں اُن کا لیڈر نئے عہد نامہ میں سے پڑھ کر اپنے مقدور بھر اُس کی تفسیر کرتا تھا۔

اِس جگہ خُداوند اپنے کام کے لئے ایک نوجوان انسان کو مقرّر کرتا ہے۔ جو اپنے ہاتھ میں نئے عہد نامہ کی ایک جلد لے کر اُس کی خدمت کرتا تھا۔ اگلے بیان میں ایک لونڈی کو مقرّر کیا گیا۔ جس کا نتیجہ اِسی طرح بہت شاندار تھا۔

لہٰذا آج پچاس برس گزرے ہیں۔ کہ ایک نوجوان ملیگیسی عورت اُن کے گھر میں بہت سے غلام تھے شمالی مدغاسکر میں مندروت سارا ([illegible] Maogoly) کی غلام منڈی میں بردہ فروشی کا کاروبار [illegible] تھی۔ جب وہ اُن غلاموں کی ٹولی کو جو بیچنے کے لئے یہاں لائی گئی [illegible] دیکھ رہی تھی۔ تو اُس کی نظر اُن میں سے ایک چھوٹی سی لڑکی [illegible] جو جنوبی ملک کی رہنے والی تھی۔ اور نہ جانے کیوں اُس سے [illegible] رہی تھی۔ کہ "مجھے خرید لو۔ مہربانی کر کے مجھے خرید لو۔" [illegible] ہو گیا۔ اور مالکہ اُس چھوٹی سی لونڈی کو لے کر گھر واپس آئی۔ یہ [illegible] اُس کے پیچھے پیچھے خاموشی سے چلی آرہی تھی۔ اِن ایام میں جو اِس [illegible] کے بعد گزرے یہ چھوٹی سی لڑکی اپنے آپ کو اِس اجنبی ملک [illegible] تھی۔ اِس تنہائی میں وہ ایک کتاب پڑھ کر تسلّی حاصل [illegible] وہ ملیگسی کا نیا عہد نامہ کہا کرتی تھی۔ جب اُس [illegible] اُسے یہ کتاب پڑھتے دیکھا تو حیران ہو کر پوچھنے لگی کہ کیا [illegible] ہو۔ لڑکی نے جواب دیا۔ "جی ہاں۔ کیا آپ پڑھ سکتی ہیں"۔ [illegible] جواب دیا۔ "نہیں۔ پر کیا تم مجھے سکھا سکتی ہو؟" اور [illegible] مالکہ وہیں بیٹھ گئی اور پڑھائی کا پہلا سبق لیا۔ [illegible] جلد ہی سیکھ لیا اور ایک دم ہی یہ کتاب [illegible] اُس کے دل پر اثر کرنے لگی۔ اب مالکہ نے اوروں کو [illegible] پڑھائی میں شامل ہونے کے لئے دعوت دی۔ اور [illegible] نہ گزرا تھا۔ کہ متلاشیوں ایک چھوٹی سی [illegible] اُس لونڈی کے گرد آکر جمع ہو گئی۔ اور ایک

کلیسیا کا قیام یقینی ہو گیا۔ اور کچھ عرصہ گزرنے کے بعد
ایک کلیسیا قائم ہو گئی۔ اور آج مندرت سارا میں ایک طاقتور اور
بڑھتی ہوئی کلیسیا موجود ہے۔ اور اسی کلیسیا کے
گردونواح میں اور بہت سی چھوٹی چھوٹی کلیسیائیں قائم ہو گئی ہیں۔

یہی معجزہ یا اسی قسم کی کوئی چیز بہت سے اور ممالک میں بھی
رونما ہوئی ہے۔ اور یہ اُن مقامات میں بھی کام کرتی ہوئی نظر آتی ہے
جہاں ابھی کوئی خاص کلیسیا قائم نہیں ہوئی۔ بلکہ جہاں جماعتیں
ابھی منظم ہونے کے بالکل قریب ہیں۔ ترکستان میں یہی مذہبی کام ایک
بالکل ہی سیاسی حکومت کے ماتحت ہو رہا ہے۔ تیس برس کا عرصہ
ہو گیا ہے۔ کہ کھلم کھلا منادی بالکل ہی ناممکن ہے۔ اور بہت سے
مقامات پر جو تھوڑی بہت مذہبی زندگی تھی۔ اُس کا بھی آہستہ آہستہ
خاتمہ ہوتا چلا جا رہا ہے۔ اور اب ایک ایسی نسل معرضِ وجود میں آ گئی
ہے۔ جو کسی قسم کے مذہب کو نہیں جانتی۔

چند برس گزرے ہیں۔ کہ ایک جوشیلے نوجوان انجیل فروش نے
ترکستان کے جنوب مغربی علاقہ کے ایک گاؤں میں جو آرامی حد سے
بہت دور نہیں ہے اور جہاں بہت برسوں سے کوئی مبشر نہیں گیا تھا
جانے کا ارادہ کیا۔ اور جب اُس نے اپنے اس ارادے کے بارے میں
اطلاع دی اور اُن سے پوچھا کہ اُس کا وہاں جانا مفید ہو گا یا نہیں۔
تو انہوں نے جواب دیا۔ کہ "آپ بڑے شوق سے آئیے لیکن یہ خیال
نہ کیجئے کہ آپ کی کوئی انجیل یہاں پر بک سکتی ہے۔ کیونکہ ہم میں سے کوئی
بھی پڑھنا نہیں جانتا۔" جب وہ وہاں پہنچا تو اُسے تھوڑے سے

[illegible] تک اپنے آپ کو مسیحی کہتے تھے۔ انہیں اپنی وہ مسیحی تعلیم
[illegible] تھی۔ جو انہوں نے پہلے پائی تھی۔ تاہم بہت دیر سے انہوں
[illegible] کے لئے اکٹھے ہونا چھوڑ دیا تھا۔ وہ ان کے گھروں میں
[illegible] کہیں ممکن تھا۔ اُس نے بائبل پڑھی اور اُن کے ساتھ دعا کی
[illegible] کتابیں بھی بیچیں اور انہیں چند ایک گیت بھی سکھائے
[illegible] انجیل فروش نے لکھا۔ "اب ان بھائیوں میں ایک تحریک
[illegible] ہے۔ جس کے ماتحت وہ اپنے لئے ایک عبادت کی جگہ
[illegible] ہیں"۔ اس مثال میں بھی بائبل ہی وہ ہتھیار بن گیا۔ جس کے
[illegible] وہ دروازہ ایک بار پھر کھل گیا۔ جو مدت سے بند ہو گیا تھا۔
[illegible] ملک میں جس کی حکومت بالکل ہی غیر مذہبی ہے صرف
[illegible] ایک ایسا ہتھیار ہے جو استعمال ہو سکتا ہے۔ وہاں پر کھلے
[illegible] میں منادی کرنا یا کسی اور طریقہ سے مسیحیت کا پرچار ناممکن ہے۔
[illegible] صرف اتنی مذہبی آزادی ہے۔ کہ اگر کوئی کسی مذہب کو مانتا
[illegible] اپنے گھر میں پوشیدہ طور پر اس پر چل سکتا ہے۔ اس قسم کے
[illegible] بائبل ہی وہ مددگار ہے۔ جس کو کوئی مبشر اپنے کام میں لا سکتا ہے

اب یہ آخری مثال مشرقی افریقہ کے ایک حصہ کینیا سے لی گئی
[illegible] نظام کے ماتحت مسیحیوں پر کافی دباؤ ڈالا جا رہا ہے
[illegible] نے کلیسیا سے اپنا تعلق توڑ لیا ہے۔ لیکن جو ابھی تک
[illegible] اپنے ایمان پر قائم ہیں۔ ان میں سے اکثر بیدار شدہ
[illegible] سے ہیں۔ اور یہ اپنی جان تک دے دینے سے نہیں گھبراتے
[illegible] کا نتیجہ ہیں۔ جو قریباً تیس برس ہوئے شروع

ہُوئی تھی۔ جس میں چند افریقیوں نے فیصلہ کیا کہ وہ دل کی صفائی سے اپنی بائبلیں پڑھیں گے۔ اور خُدا کے کلام پر اُس کی مرضی کے مطابق عمل کرنے پر رضامند ہونگے۔ یہ تحریک وسطی اور مشرقی افریقہ کے بہت سے حصّوں میں پھیل گئی۔ اور جہاں جہاں یہ گئی لوگ اس سے ایک نئی طاقت پانے کی خوشی میں گانے لگے۔ ان چند مہینوں میں کیکو یولینڈ میں اب اس ایمان کا امتحان شروع ہو گیا ہے۔ ماؤ ماؤ حکومت کے حلف اُٹھانے سے انکار کرنا اپنی موت کے حکمنامے پر خود دستخط کرنا ہیں۔ کلیسیا اور اپنے ایمان سے وفادار رہنا ایذا رسانی کو دعوت دینا ہے مسیحی ہونا سخت خطرے کی بات بن گئی ہے۔ ان بیدار شدہ مسیحیوں کے لئے اس کا مطلب صرف حکومت کا وفادار رہنا نہیں۔ بلکہ زندہ خُدا کی فرمانبرداری کرنے کا سوال بن گیا ہے۔

یہ تمام مثالیں جو دُنیا کے ایک بہت بڑے حصّے میں سے لی گئی ہیں یہ ثابت کرنے کے لئے کافی ہونگی کہ کلیسیاؤں کے قیام اور اُن کی دیکھ بھال اور تربیت کے کام میں اور شخصی طور پر لوگوں کی تبدیلی کے لئے بائبل نے ایک نہایت اہم اور ناقابلِ فراموش کام کیا ہے۔ اور وثوق سے یہ بالکل نہیں کہا جا سکتا کہ جب سے بائبل سوسائٹیاں قائم ہوئی ہیں مسیحی کلیسیا کی نشو و نما میں کسی اور بات کا اتنا بڑا اور اہم حصّہ ہو جتنا بائبل کا ہے۔

حصّہ دوم

زمانۂ حال کے بشارتی کام میں بائبل کا استعمال

کتاب کے اس حصّے میں یہ دکھانے کی کوشش کی جائیگی کہ کس طرح زمانۂ حال کی بشارتی سرگرمیوں میں بائبل کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اس میں ایسی مثالیں جو دُنیا کے ہر حصّے سے لی گئی ہیں پیش کی جائینگی جن میں خاص اور صحیح طریقہ بتایا جائیگا جس سے بائبل کو استعمال کیا جاتا ہے۔ اور یہ بھی کہ کس طرح یہ مختلف قسم کے کاموں میں مدد دیتی ہے۔ اور کلیسیا اس کی تفہیم کرنے کا طریق عمل ہی بشارتی نتائج کا حامل ہے۔ اس میں یہ کوشش بھی کی جائے گی کہ جن طریقوں میں بائبل کو استعمال کیا گیا ہے۔ اُن کا بغور مطالعہ کیا جائے۔ تاکہ یہ معلوم کیا جا سکے کہ عملی تجربہ میں کون کون سے طریقے زیادہ مفید اور کارآمد ثابت ہوئے ہیں۔ اس کے لئے اگلے دو باب مخصوص کئے گئے ہیں۔ پہلے کا تعلق

اُس طریقہ سے ہوگا جیسے مختلف کارندے مثلاً انجیل فروش یا وُہ لوگ جو شخصی بشارت کے کام میں لگے ہُوئے ہیں بائیبل کے استعمال کے لئے کام میں لاتے ہیں۔ دُوسرے کا تعلق بڑی بڑی باتوں میں مثلاً بشارتی مہمات بائیبل کے ہفتوں، نمائشوں اور ہوم مشن کی مہموں میں بائیبل کے استعمال سے ہے۔

۵۔ انفرادی کام میں بائیبل کا استعمال

"یہ ہے وُہ چیز جس کی آپ سب کو ضرورت ہے"۔ یہ الفاظ ایک صاف اور زوردار آواز میں کہے گئے جن کے سُننے سے ریل گاڑی کے ڈبے میں بیٹھے ہُوئے سب لوگوں کی نظریں بولنے والے کی طرف اُٹھ گئیں اور وُہ اُس کی بات سننے کو تیار ہو گئے۔ مسافروں میں سے اکثر لوگ اُسے ایکدم پہچان گئے۔ کیونکہ وُہ اکثر ریل میں سفر کیا کرتا تھا۔ یہ ایک انجیل فروش تھا جس کا نام جان آف دی کراس (John of The Cross) تھا۔ اور اُس نے رائیوڈی جنیرہ کی گردونواح کی ریل گاڑیوں میں سفر کر کے پاک صحائف کو فروخت کرنا اپنا دستورالعمل بنا لیا تھا۔ اُس نے بائیبل کو فروخت کرنے کا ایک ایسا طریقہ بنا لیا تھا۔ جس کے وسیلے سے اِس دیہاتی سفر میں وُہ کچھ نہ کچھ وقت ہر ایک ڈبے میں گزار سکے۔ مثلاً اگر ٹرین میں آٹھ ڈبے ہوتے اور یہ تمام سفر جو اُسے کرنا تھا چالیس منٹ کا ہوتا۔ تو اُسے معلوم ہو جاتا کہ وُہ ہر ڈبے میں قریباً پانچ منٹ ٹھہر سکتا ہے۔

[illegible] ذکر کر رہے ہیں۔ اُس دن وُہ پہلے سٹیشن پر گاڑی کے ٹھہرنے کا [illegible] جب گاڑی کے پہیوں کا شور اور گڑگڑاہٹ کچھ دیر کے لئے بند [illegible] اور کچھ سکون حاصل ہُوا۔ تو وُہ ڈبے کے آخری سرے [illegible] ہُوا اور بلند آواز سے گفتگو کرنے لگا۔ تاکہ ہر ایک اُس [illegible] سکے۔ اُس نے کہنا شروع کیا۔ "یہی وُہ چیز ہے جس [illegible] آپ سب کو ضرورت ہے"۔ اور اُس نے ایک چیز جو کوئی [illegible] رسالہ معلوم ہوتی تھی۔ اُوپر کو اُٹھائی۔ "اب کارنوال [illegible] اور ایسٹر نزدیک ہے۔ اور یہی وُہ وقت ہے جس [illegible] اپنے دل و دماغ کو تیار کر سکتے ہیں۔ اور بہترین طور پر [illegible] ہیں اِس کتاب کے سوا اور کوئی چیز آپ کی مدد نہیں کر [illegible] یہ کتاب بتاتی ہے کہ خُدا نے ہم سب کے لئے کتنا [illegible] کام کیا ہے۔ اِس میں مقدس اور مُبارک کنواری [illegible] فرشتے کے آنے اور یسُوعؔ کی پیدائش کی خبر دینے کا [illegible] ہے۔ اس میں یسُوعؔ کی پیدائش۔ اُس کے بچپن [illegible] میں اُس کے گھر کے حالات لکھے ہُوئے ہیں۔ یہی [illegible] اور تعلیم اُس کی موت اور مُردوں میں سے جی اُٹھنے [illegible] سب کچھ بتاتی ہے۔ یہ سب بیانات اِس کتاب میں درج [illegible] اس میں تصویریں بھی ہیں۔ یعنی اُن مقامات کی تصویریں [illegible] پیدا ہُوا اور جہاں اُس نے تربیت پائی۔ جہاں اُس [illegible] صلیب کا دُکھ سہا اور جہاں وُہ مُردوں میں سے جی [illegible] اس کتاب کی قطعی ضرورت ہے۔ اس کو خرید کر تم

ایک برکت کو خرید سکو گے اس کی پُشت پر میرا نام اور میرا پتہ بھی درج ہے۔ تاکہ اگر آپ مجھے چھٹی لکھنا چاہیں تو لکھ سکیں اور اگر آپ میرے پاس آکر گفتگو کرنا چاہتے ہیں تو مَیں سنیچر کے دن گھر پر ہی رہتا ہُوں۔"

اس کے بعد اُس نے پُورے ڈبہ میں پھر کر کتابوں کو بیچنا شروع کر دیا۔ انجیل کی ہر ایک جلد کی قیمت دُہی تھی جو دو اخباروں کی قیمت ہوتی ہے۔ چونکہ یہ کافی سستی تھی اِس لئے تمام مردوں اور عورتوں نے اس کو خریدنا شروع کیا اور آٹھ یا نَو جلدوں میں سے سب کی سب بِک گئیں کئی لوگوں نے اس سے سوال بھی کئے اور وُہ ایک یا دو مہینہ تک ان کا جواب دینے کو رُک جاتا اور انجیل کے بیانات کی اور زیادہ وضاحت کرتا۔

جب ریل گاڑی اگلے سٹیشن کے لئے آہستہ ہو رہی تھی تو وُہ دُوسرے ڈبّے میں داخل ہو گیا اور گاڑی کے رُکتے ہی اُسی طرح لوگوں کو مخاطب کرنے لگا اِس میں اُسے صرف دو منٹ لگے یہاں بھی اُس کا پیغام پہلے ڈبّے کے پیغام کی مانند مختصر تھا۔ یہاں بھی اُس نے انجیل کی کچھ جلدیں فروخت کیں اور پیشتر اس کے کہ گاڑی اگلے سٹیشن پر ٹھہرے اور وُہ تیسرے ڈبہ میں داخل ہو اُس نے ایک دو آدمیوں سے شخصی گفتگو بھی کی اسی طرح گفتگو کرتا اور انجیلیں فروخت کرتا ہُوا ریل گاڑی کے ہر ایک ڈبے میں پھرا۔ اُس نے وقت کا اِتنا صحیح اندازہ لگایا تھا کہ جب وُہ گاڑی کے آخری ڈبّے میں اپنا پیغام دے کر انجیلیں فروخت کر چکا تو اُس وقت گاڑی آخری سٹیشن پر پہنچ رہی تھی۔ اس سفر میں چالیس منٹ لگے اور اس عرصے میں

اس نے دو دو منٹ کی آٹھ مختصر تقریریں کیں اور اُنتالیس انجیلیں بیچیں یہ چالیس منٹ خُداوند کی گواہی دینے اور پاک صحائف کی فروخت میں بہت اچھی طرح گذارے گئے۔ آٹھ ڈبوں میں اُس نے انجیل کا پیغام دے کر لوگوں کا شوق اُبھارا اور انجیلیں فروخت کیں۔

اِس قسم کا کام جسمانی طور پر تھکا دینے والا اور گلے پر سخت بوجھ ڈالنے والا ہے۔ لیکن وُہ شخص ہفتہ میں ایک بار ہی ایسا کرتا ہے سوائے ایسٹر اور بڑے دن کے وُہ پُورے چھ دن اِس کام پر لگاتا ہے یہاں تک کہ ہفتہ کے آخری دن اُس کا گلا بالکل ہی بیٹھ جاتا ہے لیکن وُہ پُوچھنے پر مُسکرا کر جواب دیتا ہے کہ "اس میں کوئی مضائقہ نہیں کیونکہ مَیں اس عرصہ میں بہت سی انجیلیں بیچ کر بہت سے لوگوں سے ذاتی طور پر گفتگو بھی کر لیتا ہُوں۔ گذرے سال مُبارک جمعہ کے دن مَیں نے ایک دن میں ۵۳۷ انجیلیں بیچی تھیں۔ اور اُس تمام ہفتے میں ایک ہزار سے زیادہ بِک گئی تھیں" باقی دِنوں میں وُہ گھر گھر پھرتا ہے۔ اور انجیلیں فروخت کرتا ہے۔ یا پھر وُہ سینما کی قطاروں میں چلا جاتا ہے وُہ عیسوی سال کے بڑے بڑے تہواروں کے موسم میں بہت محنت کرتا ہے۔ اور اپنی گفتگو میں عام فہم رومن کیتھولک کلیسیا کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ مثلاً "مُبارک کنواری مریم"۔ ایسا وُہ جان بُوجھ کر کرتا ہے۔ کیونکہ گو برازیل میں اِتنے زیادہ لوگ مسیحی نہیں ہیں۔ اور اِن سے بھی زیادہ تعداد اُن لوگوں کی ہے۔ جو کبھی کسی گرجا گھر میں داخل نہیں ہُوئے۔ تاہم برازیلی تمدّن میں اتنا زیادہ رومن کیتھولک عنصر نظر آتا ہے۔ کہ تقریباً سب اِن الفاظ کو اچھی طرح سے جانتے

ہیں۔ جب اُس سے پُوچھا گیا۔ کہ کیا آپ کی دعوت پر کبھی کسی نے آپ کو خط لکھا ہے۔ یا آپ کے گھر آپ کی ملاقات کو آیا۔ تو اُس نے بہت صفائی سے کہا۔ کہ وہاں وُہ لوگ خط تو کبھی کبھی لکھتے ہیں۔ لیکن زیادہ تر وُہ آکر مجھ سے گھر پر ہی ملتے ہیں۔ کوئی سنیچر ایسا نہیں ہوتا کہ کوئی میری ملاقات کو نہ آتا ہو۔ ہر سنیچر کے دِن میرے گھر آٹھ یا دس آدمی آتے ہیں۔ اور اُن میں سے ہر ایک حقیقت کا متلاشی ہوتا ہے۔ اس بات سے مجھے ایک قیمتی موقع ہاتھ آجاتا ہے۔ اور اُن میں سے بہت سے واقعی تبدیل بھی ہو جاتے ہیں۔ پھر میں اُن سے دریافت کر لیتا ہُوں کہ وُہ کہاں رہتے ہیں۔ اور اُنہیں نزدیک ترین پروٹسٹنٹ کلیسیا کا پتہ دے دیتا ہوں۔ اور میں جانتا ہُوں۔ کہ اُن میں سے کم از کم کچھ تو اِن کلیسیاؤں میں ضرور شامل ہو جاتے ہیں"۔

یہ ہے وُہ طریقہ جسے وُہ انجیل فروش استعمال کرتا ہے۔ جو برازیل کے ایک شہر میں کام کرتا ہے۔ جہاں سے ریل گاڑیاں اُس کے گرد و نواح کے علاقوں میں جاتی ہیں۔ اور جہاں لوگ سنیما کے لئے قطار بنا کر کھڑے ہوتے ہیں۔ لیکن سائپرس میں ایک انجیل فروش کو ایک علیحدہ ہی طریق کار اختیار کرنا پڑتا ہے۔ کیونکہ وہاں یہ باتیں نہیں ملتیں۔ وُہ لوگوں کے دِلوں تک پہنچنے کے لئے اِس شخص سے زیادہ وقت لے سکتا ہے۔ جس کے لئے ضروری ہے کہ اسٹیشنوں کے درمیانی وقفے میں اپنا پیغام پُورے طور پر پہنچا دے۔ اُسے لوگوں کے ساتھ وقت صرف کرنا ضروری ہے۔ اور لازمی ہے۔ کہ وُہ اُن گھروں میں بھی باری باری جائے جو تمام مُلک میں دُور دُور واقع ہیں۔

اُسے کافی فروشوں کی دُکانوں پر بھی جانا پڑتا ہے۔ جہاں لوگ اپنی فُرصت کا وقت کاٹنے کے لئے جمع ہو جاتے ہیں۔ خاص کر شام کو جب وُہ آپس میں گفتگو کرتے وقت ایک ساتھ کافی پیتے اور ایک دُوسرے کے ساتھ تاش کھیلتے ہیں۔ انجیل فروش اِس وقت اِس بات سے فائدہ اُٹھاتا ہے۔ کہ ایسی جگہوں پر لوگ آرام سے مِل سکتے ہیں۔ اور نہ صرف اُن کے پاس گفتگو ہی کرنے کے لئے وقت ہوتا ہے۔ بلکہ سُننے اور خاموشی سے دیکھنے کے بھی مواقع ہیں۔ اِس لئے وُہ اُن کے ساتھ بیٹھ جاتا ہے۔ اور اُن کے ساتھ گفتگو کرنے لگتا ہے۔ اگر یہ کوئی اسلامی گاؤں ہے جس میں تُرک نسل کے لوگ آباد ہیں۔ تو وُہ اُن کے مطابق اپنی گفتگو کو ڈھال لیتا ہے۔ کچھ دیر کے بعد وُہ اپنا تھیلا کھول کر کہتا ہے۔ کہ میرے پاس چند ایک دلچسپ کتابیں ہیں۔ اُن میں دُنیا کی پیدائش۔ درختوں۔ پرندوں اور تمام حیوانات اور انسان کی تخلیق کا حال بتایا گیا ہے۔ یہ لیجئے خود ہی اُن کو دیکھئے۔ اور یہ کہہ کر وُہ قریباً آدھی درجن انجیل کی جلدیں نکال لیتا ہے۔ جو بڑی خوبصورت چھپائی گئی ہیں۔ اور جن کے اُوپر دِلکش رنگ کی طرز کی تصاویر بنی ہُوئی ہوتی ہیں۔ اور چُونکہ یہ ایک مُسلم گاؤں ہے۔ وُہ مرقس کی انجیل نہیں نکالتا۔ کیونکہ اُس کے شروع ہی الفاظ خُدا کے بیٹے یسُوع مسیح کے متعلّق ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ مسلمان اس سے ناراض ہو جائیں کیونکہ وُہ اِس بات پر زور دیتے ہیں۔ کہ خُدا کا کوئی بیٹا نہیں ہے۔ وُہ یہ جلدیں لوگوں میں تقسیم کرتا ہے۔ اور اُنہیں اِن کے پڑھنے کے لئے اُبھارتا ہے بعض بہت شوق سے اِن کے صفحوں کو اُلٹ کر دیکھتے ہیں۔ اور اکثر اِس طرح

آہستہ آہستہ ٹٹولتے ہیں جیسے اُنھوں نے کبھی کوئی کتاب نہیں پڑھی۔
ایک آدمی ایک کتاب کو کھولتا اور اُسے اُوپر اُٹھا کر کہتا ہے۔ کہ "یہ تو
مسیحیوں کی کتابیں ہیں یہاں ہم سب مسلمان ہیں۔ ہمیں ان کی کیا ضرورت
ہے" اِس کے جواب میں انجیل فروش کہتا ہے۔ کہ قرآن شریف میں حضرت
ابراہیم حضرت موسٰے حضرت داؤد اور حضرت عیسٰے کے متعلق لکھا ہُوا
ہے۔ یہ کتابیں اِن ہی بڑے بڑے پیغمبروں کا حال بتاتی ہیں۔ اس کے
ثبوت میں وُہ پیدائش کی کتاب کھولتا ہے اور اُس میں سے ایک دو
جگہ سے ابراہام اور اضحاق کا بیان پڑھ کر سُناتا ہے۔ اُس کے بعد
وُہ ایک انجیل کھول کر اُس میں سے ایک ایک دو دو تمثیلیں پڑھ کر
سُناتا ہے۔ ایک اور دیہاتی بول اُٹھتا ہے۔ کہ ہمیں اِن کتابوں سے
کوئی فائدہ نہیں۔ کیونکہ مَیں بالکل اَن پڑھ ہُوں۔ یہ بات سُن کر
انجیل فروش کہتا ہے۔ کہ شاید کوئی بچّہ پڑھنا جانتا ہو۔ اور آپ
اُس سے کہیں کہ وُہ آپ کو کتاب پڑھ کر سُنائے۔ یا اُن لوگوں میں سے
کوئی آپ کو پڑھ کر سُنا سکتا ہے۔ کوئی اور کہتا ہے۔ کہ اِس کی قیمت بہت
زیادہ ہے اور وُہ اُسے خرید نہیں سکتا۔ اِس پر انجیل فروش جواب دیتا
ہے۔ کہ کوئی مضائقہ نہیں مَیں اُسے آدھی یا اِس سے بھی کم قیمت پر دے
سکتا ہُوں۔ بشرطیکہ آپ اُسے پڑھنے کا وعدہ کریں۔ اِس طرح گفتگو
ہوتی رہتی ہے۔ اور اِس دَوران میں دیہاتی لوگ اپنی اپنی طبیعت کی
جولانیاں بھی دکھانے جاتے ہیں۔ لیکن انجیل فروش اِس کو پسند کرتا ہے
کیونکہ وُہ جانتا ہے۔ کہ اُس کے کام کی کامیابی کا بھید اسی میں ہے۔
کہ اُن سے دوستی اور میل جول بڑھے۔ اکثر لوگ اُسے دیکھ کر ناک بھوں

سکیڑتے اور اُس کی باتیں سُننے سے اِنکار کر دیتے ہیں۔ تو انجیل فروش
جان لیتا ہے۔ کہ اِس وقت مجھے اپنی کتابیں فروخت کرنے کی زیادہ
کوشش نہیں کرنی چاہیے۔ تاہم اپنی خُوش مزاجی اور استقلال سے
وُہ کچھ جلدیں فروخت کر لیتا ہے۔ اور ایک دو آدمیوں سے تعلّقات بھی
پیدا کر لیتا ہے۔ اور فیصلہ کرتا ہے۔ کہ ان تعلّقات کو وُہ آیندہ اور زیادہ
بڑھانے کی کوشش کریگا۔ اسلامی حلقوں میں ہمیشہ خبرداری اور بہت
سوچ سمجھ کر کام کرنا چاہیئے۔ کیونکہ کوئی ایسا لفظ جس کے متعلق سوچا نہ
گیا ہو۔ کسی نہ کسی وقت تعصّب کو اَور بھی بھڑکا سکتا ہے انجیل فروش
جانتا ہے۔ کہ مسلم ممالک میں ایسی باتوں کا نتیجہ بہت آہستہ آہستہ
اور دیر میں نکلتا ہے۔ اِس لئے اُس کا معمول ہونا چاہیئے کہ چند
ایک انجیل کے حِصّے بیچ لے اور خریداروں سے دوستانہ تعلّقات
بھی پیدا کر لے۔ اِس طرح جب کبھی وُہ وہاں پر آئیگا۔ اُن کے گھر
جا کر ضرور اُن لوگوں سے ملاقات کریگا۔ اور اس دَوران میں وُہ اُن میں سے
کسی سے پُوچھیگا۔ کہ آیا آپ انجیل کو پڑھ رہے ہیں یا نہیں۔ وُہ اُس
شخص کو اِس کا مطالعہ جاری رکھنے کے لئے اُبھارے گا۔ لہٰذا ہر تو
اِس سلسلے میں اِسے زیادہ کامیابی نہ ہوگی۔ لیکن کچھ عرصے کے لئے اِس
کو اُسی پر قناعت کرنا چاہیئے۔ اُسے اِس معاملے میں صبر کی بہت
زیادہ ضرورت ہے۔ اور یہ بھروسہ رکھنا چاہیئے۔ کہ کتاب خود بخود
اُس پر نظر انداز ہوگی۔ اور یہ بھی کہ شاید کبھی نہ کبھی وُہ خریدار خود بخود
اُس سے اور سوالات کریگا۔ اور ممکن ہے اُس سے تعلیم حاصل کرنے کا بھی
خواہشمند ہو جائے۔ گو کسی مسلمان کو اِس طرح تبدیل کرنا ایک نہایت

ہی مُشکل کام ہے۔ تو بھی یہ دیکھا گیا ہے۔ کہ اس تمام معاملے میں اِس مقصد کے لئے بائیبل سے بڑھ کر اور کوئی چیز نہیں۔ اِس بات کو ڈاکٹر سیموایل زویمر جس نے اپنی تمام زندگی مسلمانوں میں کام کرنے میں صرف کر دی، بہت اچھی طرح سے جانتا تھا۔ اور جس کا یہ مقولہ تھا۔ کہ اُس کے لئے بائیبل سے بڑھ کر اور کوئی ہتھیار مفید اور کار آمد نہیں ہوتا۔ اور ڈاکٹر کرسٹی ولسن کو اس بات پر ایک مستند ہستی تسلیم کیا گیا ہے اپنی کتاب "دی مسلم ورلڈ" (The Moslem world) میں لکھتے ہیں۔ کہ مَیں یہ معلوم کر کے بہت حیران ہُوا۔ کہ "بکثرت لوگ جو مسلمانوں میں سے مسیحی ہُوئے ہیں۔ پُرانے عہد نامے کے اکثر حصّوں کو اپنی تبدیلی کا باعث تسلیم کرتے ہیں"۔

بائیبل کو بشارتی مقاصد کے لئے استعمال کرنے کا ایک اور طریقہ ہے۔ جو عام طور پر جاپان میں استعمال کیا جاتا ہے۔ کسی کلیسیا کا پادری کسی نزدیک کے گاؤں یا کسی نئی آبادی کے ایک ایک گھر میں جانے کے لئے جو اُس شہر کے باہر قائم ہو رہی ہے جہاں وُہ رہتا ہے۔ ایک نقشہ تیار کرتا ہے۔ وُہ اپنی کلیسیا کے دس یا بارہ نوجوانوں سے یہ اقرار کروا لیتا ہے۔ کہ وُہ ہفتے میں کم از کم آدھا دِن اُس کے ساتھ پاک صحائف کی تقسیم میں مدد کرنے کے لئے صرف کرینگے۔ وُہ لوگ انجیل کی بہت سی جلدوں کے بڑے بڑے بنڈل بنا کر اپنی سائیکلوں کے پیچھے باندھ کر نکل کھڑے ہوتے ہیں۔ اور پادری اپنے ساتھ ایک پروجیکٹر۔ ایک سکرین اور چند فلمیں لے لیتا ہے اپنی منزلِ مقصود پر پہنچ کر وُہ اُس حلقے کے ہر ایک گھر میں جاتے ہیں۔ اور کتابیں بیچنے

میں اپنے پُرانے تجربے سے فائدہ اُٹھاتے ہُوئے تھوڑی دیر میں اپنی تمام کتابیں اور پرچے بیچ ڈالتے ہیں۔ دُنیا میں تھوڑے ہی مُلک ایسے ہیں۔ جن میں اتنی زیادہ تعداد پڑھے لکھے لوگوں کی ہو۔ جتنی جاپان میں ہے۔ اور وہاں کے لوگ ہمیشہ کتابوں کو خوشی سے خرید لیتے ہیں۔ لیکن پاسبان صرف بائیبل کے حصّے ہی بیچ کر خوش نہیں ہوتا۔ اُس کی خواہش یہ ہوتی ہے۔ کہ لوگوں کے سامنے مسیح کے دعوے کو بھی پیش کرے۔ سو وُہ اپنی ٹیم کے لوگوں کو جو اُس کی مدد کرتے ہیں۔ یہ ہدایت کرتا ہے کہ جو جو لوگ اُن سے انجیلیں خریدیں اُن کو دو باتیں ضرور بتائیں۔ پہلی بات ہے۔ کہ وُہ اُن لوگوں کو بتائیں۔ کہ جو کتاب اُنہوں نے خریدی ہے وُہ دُنیا میں سب سے بیش قیمت کتاب ہے۔ اور دُوسری یہ کہ اگر وُہ اپنے انجیل کے حِصّے ساتھ لائینگے تو اُنہیں بالکل مفت ایک فلم کے دیکھنے کی اجازت دے دی جائے گی۔ جو اندھیرا پڑتے ہی وہاں دکھائی جائیگی۔ اِس دعوت سے نہ صرف تمام ہال بھر جاتا ہے۔ بلکہ اُن کے دل و دماغ بھی اِس فلم کو دیکھنے کے لئے پہلے سے تیار ہو جاتے ہیں۔ اِن فلموں کا انتخاب خاص طور پر کیا جاتا ہے۔ اور ایسی ہوتی ہیں۔ جو مسیح کی زندگی سے علاقہ رکھتی ہیں۔ اور جن میں بشارت پر خاص زور دیا جاتا ہے۔

اِن سب حالتوں میں بائیبل کو بشارتی مقاصد کے لئے استعمال کیا جاتا ہے۔ برازیل کا انجیل فروش ایک دیہاتی ریل گاڑی میں انجیلیں فروخت کرتا ہے۔ اور انجیل کا پیغام دے کر اُن لوگوں سے جو اُس کے گھر اِس سے ملنے کے لئے جاتے ہیں۔ اُن سے ذاتی طور پر گفتگو کر کے اُن کو

اور زیادہ متاثر کرتا ہے۔ سائپرس کا انجیل فروش تُرکی قہوہ خانوں میں جاتا ہے اور ہر سال اُن لوگوں سے جو اس کی کتابیں خریدتے ہیں اِس اُمید کو سامنے رکھ کر دوستی بڑھاتا ہے۔ کہ کسی نہ کسی دن وُہ مسیح کے دعوے کو تسلیم کر لینگے۔ جاپان کا پاسبان اپنے مددگاروں کے ساتھ گھر گھر جاکر کتابیں بیچتا اور اپنے پیغام کو مسیح کی زندگی کی تصاویر پیش کر کے اور زیادہ مؤثر بنا دیتا ہے۔ ہر حالت میں جو کچھ کیا گیا۔ اُس کا مقصد بشارت ہے۔ اور ہر حالت میں جو لوگ اِس بشارت کے کام کو کرنے میں لگے ہُوئے ہیں۔ وُہ بائبل فروش ہیں۔ یعنی وُہ سب کسی نہ کِسی طریقے سے انجیل فروخت کرنے والے ہیں ؞

انجیل فروشوں کے وسیلے پاک صحائف کی تقسیم کوئی نیا طریقہ نہیں ہے۔ جو حال ہی میں ایجاد کیا گیا ہو۔ دراصل جتنی دیر سے بائبل سوسائٹیاں کام کر رہی ہیں۔ یہ طریقہ بھی اُتنی ہی دیر سے استعمال کیا جا رہا ہے۔ انجیل فروش ایک ایسا شخص ہے۔ جو بائبل کو ہاتھ میں لے کر ایسے آدمی کے سامنے جاتا ہے۔ جس کے ہاتھ میں کچھ نہیں ہے۔ وُہ کوشش کرتا ہے۔ کہ یا تو اُسے اُس کے خریدنے پر راضی کر لے یا پھر ہدیہ ہی کے طور پر دیدے۔ اور وُہ یہ سب کچھ محض ایک کتاب بیچنے کی خاطر نہیں کرتا۔ بلکہ اِس لئے کہ وُہ یقین رکھتا ہے۔ کہ اس کتاب میں خُداوند کا پیغام ہے۔ جو اُس نے اِنسانوں کو دیا ہے۔ اُس کا مقصد اصل میں بشارت کا کام کرنا ہے۔ اور وُہ اپنی بشارت کے کام کے لئے کتابیں بیچنے کا طریقہ استعمال کرتا ہے۔ کیونکہ پاک صحائف کی ہر ایک جلد کے فروخت کرتے وقت وُہ دُوسرے شخص سے گفتگو کرتا۔ اور خالص مسیحی

گواہی دیتا ہے۔ اسلئے وُہ عام کُتب فروشوں سے زیادہ حیثیت رکھتا ہے۔ وُہ مبشّر بھی ہوتا ہے۔ اور اگر وُہ اپنا کام اچھّی طرح سے کرنا جانتا ہو۔ تو وُہ اِس بات کا خیال رکھیگا کہ کتابیں فروخت کرتے وقت اُس کا شوق تو کہیں اُس کے بشارتی جذبے کو نہیں چھپا رہا ہے۔ کتاب کے اس حصّے کا مقصد یہ ہے۔ کہ انجیل فروش ہونا بھی بشارت دینے کا ایک طریقہ ہے۔ اِس لئے انجیل فروش سب سے آگے کی صف میں لڑنے والا آدمی ہوتا ہے۔ اور بائبل اُس کا بہترین بشارتی ہتھیار ہے ؞

اب اگلے صفحوں میں جو کچھ لکھا جائیگا۔ اُس کے پڑھتے وقت یہ خیال ضرور رکھا جائے کہ ضروری نہیں کہ انجیل فروش ایک پُورا وقت کام کرنے والا اور تنخواہ دار نمایندہ ہو۔ وُہ ان کا تھوڑا سا وقت اس کام میں صَرف کر سکتا ہے۔ ممکن ہے کہ وُہ بالکل رضا کارانہ طور پر کام کر رہا ہو۔ اور یہ بھی ہو سکتا ہے۔ کہ وُہ ایک پاسبان ہو۔ جو اپنے تمام علاقے میں بائبل کی تقسیم کو اور ترقی دینا چاہتا ہو۔ اور شاید وُہ ایک امین ہو۔ جو اپنی جیب میں ہر وقت انجیل کے حِصّے رکھتا ہو کہ اگر موقع ملے تو لوگوں کو دے سکے۔ ایک بات یہ ہے کہ وُہ شخصی طور پر کام کرنے والا ہوتا ہے۔ خواہ وُہ اکیلا ہی کسی طویل دَورے کے لئے کسی دُور دراز کے دیہاتی علاقے میں چلا جائے خواہ کسی مشرقی ملک کے کسی بازار میں اپنی دُکان کے پاس کھڑا ہو۔ یا وُہ کسی ہوٹل میں اپنے ساتھ میز پر بیٹھے ہُوئے سے گفتگو کرے۔ اُس کی یہ مُلاقات ہمیشہ شخصی اور انفرادی ہوتی ہے ؞

ایک اچھّے انجیل فروش یا بائیبلوں کو تقسیم کرنے والے کی خواہ وُہ

پُورے وقت کام کرنے والا ہو یا تھوڑے وقت ۔ خواہ تنخواہ دار ہو یا رضاکار پہلی علامت یہ ہے کہ وُہ لوگوں کو اپنا وقت دینے کے لئے تیار ہو۔ وُہ صرف کتاب فروخت کر کے آگے نہیں چلا جاتا۔ وُہ بیٹھ کر گفتگو بھی کرتا ہے اور رفتہ رفتہ اِس گفتگو کو کتاب اور اُس کے پیغام کی طرف لے آتا ہے۔ وُہ اپنی کتابوں کو اکٹھا بیچنے کی کوشش بالکل نہیں کرتا۔ بلکہ ایک ایک کر کے اُنہیں فروخت کرتا ہے۔ اُس کا کتابوں کے بیچنے کا یہ مطلب ہے کہ اُس نے اُتنے ہی لوگوں سے اِس کے پیغام کے متعلق گفتگو کی ہے۔ اور مسیحی ملاقات کو بھی شروع کیا ہے۔ وُہ کتابیں تو ضرور فروخت کرتا ہے لیکن اُس کی حیثیت ایک کُتب فروش سے زیادہ ہے۔ وہ ایک خاص قسم کا غیر سرکاری مبشر ہے۔ جس کے ہاتھ میں ہر وقت کوئی نہ کوئی کتاب ہوتی ہے۔ وُہ اِس کتاب کو شروع سے آخر تک جانتا ہے۔ اور یہ کتاب وُہ اِتنی ذہن نشین کر لے کہ جب چاہے اُس میں سے کوئی حِصّہ زبانی دُہرا سکے یا بغیر کسی ہچکچاہٹ کے کوئی سی جگہ نکال سکے۔ وُہ جگہ جہاں وُہ کام کرتا ہے۔ بازار۔ سڑک کا کنارہ۔ گلی کا پھاٹک اور گاؤں کی سرائے ہے۔ وُہ لوگوں سے مُلاقات کرنے کے لئے مخصوص کیا ہُوا رسُول ہے۔ وُہ بس کے سفر اور ریلوے سٹیشن پر ٹرین کے اُس وقت کو مفید بنا سکتا ہے۔ جو گاڑی کے انتظار میں کٹتا ہے۔ چین سے لے کر بیرونک کے سب دیہاتی اور شہری لوگ اُس کو اچھی طرح سے جانتے ہیں۔ وُہ جاپانی قہوہ خانوں میں آتا جاتا ہے۔ وُہ میکسیکو کے چوراہے پر کھڑے ہو کر گفتگو کرتا ہے۔ وُہ فن لینڈ یا کینیڈا کے سُنسان اور دُور دراز رہنے والے کِسان کے گھر جاتا ہے۔ اُسے

ہندوستان کے دیہات اور سکاٹ لینڈ کے پہاڑی علاقے میں ہر ایک اچھی طرح سے جانتا ہے۔ وُہ جہاں کہیں جاتا ہے۔ انجیلوں کو فروخت کرتا اور خوشخبری کا پیغام ہر ایک کو پہنچاتا ہے۔ ایک انجیل فروش ایران سے جو بشارتی کام کے لئے ایک سنگلاخ قطعہ ہے لکھتا ہے۔ کہ "اِس مہینے میں دو آدمی مسیح کے پاس آئے ہیں۔ مَیں اُنہیں بازار میں مِلا تھا۔ اور اُن کے ہاتھ انجیلیں فروخت کی تھیں۔ اُنہوں نے ایک دم اُنہیں پڑھنا شروع کیا۔ اور بعد میں وُہ ایک دن میرے پاس آئے اور مسیح پر اپنے ایمان کا اقرار کیا۔ اُس وقت سے اُن کا تعلق ایک کلیسیا سے قائم کر دیا گیا ہے"۔ اِس قسم کا تجربہ کوئی نئی اور غیر معمولی بات نہیں۔ ہر بار انجیل فروش اپنے آپ کو آگے کی صفوں میں کام کرنے والا ثابت کرتا ہے۔ برما سے ایک انجیل فروش لکھتا ہے کہ "وہ جو حِصّے مَیں بیچتا ہُوں۔ اُنہیں وُہ لوگ خرید کر پڑھتے ہیں۔ جو مسیح کے متعلق کچُھ بھی نہیں جانتے۔ تاہم وُہ خود پڑھ کر معلوم کر لینا چاہتے ہیں۔ چند دن ہُوئے کہ دو آدمیوں نے مُجھ سے بائبلیں خریدیں اور ان کو پڑھ کر مسیح پر ایمان لے آئے۔ اور اَب اُن کو بپتسمہ دے دِیا گیا ہے"۔ ایک اور انجیل فروش پیرو سے چند ایک اَیسے خاندانوں کے بارے میں لکھتا ہے "جنہیں مَیں نے آٹھ مختلف دیہاتوں میں جا کر انجیل کے حِصّے دیئے تھے وُہ اِس کلام کو پڑھنے کے وسیلے سے خُداوند کی کلیسیا میں شامِل ہو گئے"۔ ایسی اور ہزاروں مثالیں ہمارے سامنے ہیں جہاں پر انجیل فروش کتابیں بیچنے کے ساتھ ساتھ مبشّر بھی ہوتے ہیں +

اچھے انجیل فروش کی ایک اور علامت یہ بھی ہے۔ کہ وُہ سب
سے پہلا راہ دکھانے والا اور حدُود پر رہنے والا اِنسان ہوتا ہے۔
وُہ ایک ایسی جگہ پر ہوتا ہے۔ جہاں مسیحی اور غیر مسیحی دُنیا کی حدّیں
آپس میں مِل جاتی ہیں۔ بہت دفعہ مسیحی پیغام کو پیش کرنے میں
وُہی پہل کرتا ہے۔ اور اِس حالت میں وُہ حقیقی طَور پر سب سے
پہلا مبشّر ہوتا ہے۔ سائپرس میں اِس کتاب کے مصنّف نے ایک
انجیل فروش کے ساتھ سفر کیا تھا۔ جو چند ماہ پہلے ایک طوفان سے
بچنے کے لئے ایک مسلمان گھر میں پناہ کے لئے داخل ہُوا تھا۔ اُس وقت
اُس کے میزبان نے اُس سے درخواست کی کہ دُوسرے مہمانوں کو
بتائے کہ اُس کی کتابوں میں کیا لکھا تھا۔ "مَیں نے اُسے بتایا۔ کہ وُہ مسیحی
کتابیں تھیں۔ اور مَیں نے اُن کے سامنے ایّوب کی کتاب اور پہاڑی وعظ
میں سے چند حصّے پڑھ کر سُنائے۔ اُنہوں نے سُن کر کہا۔ "لیکن یہ
تو بہت اچھی کتاب ہے۔ اور اس کے الفاظ میں بھی شیرینی ہے ہمیں
کیوں کہتے ہیں۔ کہ مسیحی کتابوں میں بہت سے خُداؤں کی تعلیم دی جاتی ہے؟"
میں نے جواب دیا۔ کہ "ہم مسیحی اِس بات کو مانتے ہیں۔ کہ خُدا ایک ہے اور
عظمت اور جلال میں اُس کا کوئی ثانی نہیں"۔ اِس کے بعد اور بہت سے
سوال کئے گئے اور مَیں نے اُن سب کا جواب دیا۔ آخر میں میزبان نے
ایک بائبل خریدی اور باقی مہمانوں نے انجیلیں۔ اُن میں سے کسی نے بھی
پہلے کبھی نہ تو بائبل کو دیکھا ہی تھا۔ اور نہ اس کی بابت کسی سے سُنا
تھا۔ ایسے بے شمار واقعات ہیں۔ جہاں انجیل فروش ہی سب سے
پہلے بائبل کا پیغام دینے والا بن جاتا ہے۔ برازیل میں انجیل فروشوں

کی جماعت کا لیڈر لکھتا ہے۔ کہ "ہم دکٹو سے ابھی ابھی ایک نئی جگہ
آئے ہیں۔ ہم یہاں پر ایک ایک گھر ہیں۔ ایک ایک جھونپڑی اور
کھجور کے پتّوں کے بنے ہُوئے ایک ایک تمبو میں گئے ہیں۔ یہاں ہمیں
بہت سے ایسے لوگ ملے۔ جن کے لئے انجیل کا پیغام بالکل ہی نیا تھا۔
اور اس سے پہلے اُن سے کسی نے بھی اِس کے متعلق گفتگو نہ
کی تھی"۔

کبھی ایسا بھی ہوتا ہے۔ کہ اِن کوششوں کا نتیجہ مندرجہ بالا
دو بیانات کے نتیجہ سے کہیں زیادہ شاندار ہوتا ہے۔ جب نَومرید ایک
ایک دو دو کر کے نہیں بلکہ بیسیوں اور اکثر حالات میں سینکڑوں کی
تعداد میں اکٹھے آجاتے ہیں۔ چند سال گذرے کہ فرانس میں ہوٹے وینے
(Haute Vienne) کے علاقہ میں یہ پُورا ضلع چند انجیل
فروشوں کے وہاں پہنچ جانے سے ایسا جوش میں بھر گیا۔ کہ اِس کو کلیسیا
میں جمع کرنے کے لئے منادوں اور پاسبانوں کو بُلانا پڑا۔ بلجیئم میں
حالات اور بھی زیادہ حیرت انگیز ہیں۔ کیونکہ کہا جاتا ہے کہ یہاں پشلاتی
مسیحیّت نے صرف اِسی لئے جڑ پکڑی کہ بائبل سوسائٹی کے چند ایک
انجیل فروش وہاں پہنچ گئے تھے۔ یہی بات مشن فیلڈز کے متعلق بھی کہی
جا سکتی ہے۔ جہاں بہت سی دیسی کلیسیائیں یا تو کسی انجیل فروش
کے وہاں آنے کا نتیجہ ہیں۔ یا اُن کے قیام کی وجہ نئے عہد نامے یا انجیل
کی کوئی جلد ہے۔ جسے کوئی راہرو کئی برس پہلے وہاں چھوڑ گیا تھا۔ چند
برس گذرے کہ برازیل میں دیہات میں کام کرنے والے ایک انجیل فروش
نے اسی قسم کی ایک کلیسیا پائی۔ وُہ اِس جگہ پہلے بھی ایک دفعہ یہاں

آیا تھا۔ اور ایک بائیبل ایک کسان کے ہاتھ فروخت کر گیا تھا۔ کسان اِسے اپنے گھر لے گیا۔ اور اُس نے اِسے پڑھنا شروع کر دیا۔ لیکن چونکہ اُس کی بیوی نے اُس پر اعتراض کیا اِس لئے اُس نے اِس کا مطالعہ چھوڑ دِیا۔ تاہم کچھ عرصہ بعد اُس کی بیوی نے اِرادہ بدل لیا۔ اور وُہ دونو مِل کر اِسے پڑھنے لگے۔ زیادہ عرصہ نہ گُزرا تھا۔ کہ اِن دونوں کو معلوم ہو گیا کہ وُہ اِسے اپنے ہی تک محدُود نہ رکھ سکینگے۔ چنانچہ اُنہوں نے ایک اَور خاندان کو بھی اپنے ساتھ شامل کر لیا۔ اِن چاروں کو کافی مخالفت اور کچھ تکلیف کا بھی سامنا کرنا پڑا۔ لیکن اُنہوں نے اِس کو جاری رکھا۔ اسی طرح ایک ایک کر کے اَور لوگ بھی اُن میں آملے اور جب یہ انجیل فروش دوبارہ وہاں گیا۔ تو اُس نے ۱۲۰ آدمیوں کو وہاں عبادت کے لئے جمع ہوتے دیکھا۔ کچھ اِسی قسم کی ایک اور کہانی پیرو کے ایک دُور دراز مقام سے ہمارے پاس بھیجی گئی ہے۔ جہاں ۱۸۹۰ء میں ایک کِسان اور اُس کی بیوی نے ایک گُزرتے ہُوئے انجیل فروش سے ایک بائیبل خریدی۔ اور اُسے پڑھنا شروع کیا۔ اور عبادت بھی کرنے لگے۔ دُوسرے بھی اُن کے ساتھ شریک ہو گئے۔ اِن میں وُہ آدمی بھی شامِل تھے۔ جو اُن کے کھیتوں میں کام کرتے تھے۔ یہ خبر ایک مشنری کو بھیجی گئی۔ جو پیرو کے دارالخلافہ میں رہتا تھا۔ وُہ کئی بار اِن لوگوں کے پاس آیا۔ اور آخر کار یہ چھوٹی سی جماعت ایک باقاعدہ کانگریگیشن بن گئی۔ اِس کے بعد اِن کی طرف سے بہت بے پروائی برتی گئی۔ اور قریباً چالیس برس تک اُن سے کوئی بھی ملنے نہ آیا۔ لیکن یہ چھوٹی سی کلیسیا اِس تمام عرصے میں بائیبل کے سہارے مضبُوط

ہوتی گئی۔ ۱۹۳۰ء میں پھر مشنریوں نے یہاں آنا شروع کر دیا۔ اور یہ جماعت خُوب بڑھی۔ اور پھلی پھُولی۔ اور اَب بہت سی روز افزوں ترقی کرتی ہُوئی کلیسیاؤں کا مرکز بن گئی ٭

تیسری خُوبی جو ایک اچھّے انجیل فروش میں ہونی چاہیئے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ وُہ خاندانوں سے اپنا ربط قائم کرتا ہے۔ یہ مثالیں جو ابھی دی گئیں۔ اِسی بات کو پیش کرتی ہیں۔ اُس کا عقیدہ یہ ہوتا ہے۔ کہ کسی علاقہ میں مسیحیّت کو مضبُوطی سے قائم کرنے کے لئے بہترین صُورت یہ ہے۔ کہ بائیبل کو وہاں کے کسی خاندان میں پہنچا دیا جائے۔ سینٹ آگسٹین کی طرح اُس کا مقولہ بھی یہی ہے۔ کہ جب کوئی بائیبل کِسی گھر میں پہنچ جائے۔ تو سمجھو کہ آدھی جنگ جیت لی گئی۔ خاندان کی اِس خاص اہمیّت کی بنا پر وُہ گھر گھر جا کر کتابیں فروخت کرنے کو اپنا دستُورالعمل بنا لیتا ہے۔ سو سال سے زیادہ گُزر گئے کہ انجیل فروش اسی طریقے سے کام کرتے رہے۔ اور اَب بھی کر رہے ہیں۔ یہ مشن فیلڈ اور دُوسرے ممالک میں بھی بہت مفید ثابت ہو رہا ہے۔ ۱۹۴۴ء میں ایک غیر رسمی تحقیقات سے پتہ چلا کہ دُنیا کے بہت سے حصّوں میں ابھی تک پاک صحائف کے تقسیم کرنے کا یہ طریقہ سب سے زیادہ کارگر ثابت ہُوا ہے۔ تاہم آج کل اِس طریقہ پر کچھ نکتہ چینی کی جا رہی ہے۔ اور اِس لئے مغربی ممالک کے قصبوں اور شہروں میں یہ اَب کم استعمال کیا جاتا ہے۔ پھر بھی دیہاتی علاقوں کے لئے اِس میں نقصان کا کوئی پہلو نظر نہیں آتا۔ جہاں جماعتیں چھوٹی چھوٹی اور بکھری ہُوئی ہوتی ہیں وہاں صرف یہی ایک طریقہ ہوتا ہے۔ جس کے وسیلے بائیبل یقینی طور پر ہر ایک گھرانے کی

توجہ کا مرکز بن جاتی ہے۔ بے شک ڈاک کے وسیلے ہر گھر میں بائیبل
بھیجی جا سکتی ہے۔ لیکن اِس صورت میں ذاتی تعلق پیدا نہیں ہو سکتا۔
اور تجربہ سے یہ ثابت ہوا ہے۔ کہ ذاتی تعلق اِس کے لئے بہت زیادہ
اہمیت رکھتا ہے۔ گھر گھر جا کر انجیل فروخت کرنے کے طریقے پر خواہ
کتنی ہی نکتہ چینی کی جائے تاہم دُنیا کے بہت سے حِصّوں میں اب بھی
بائیبل کو فروخت کرنے اور ایمان کو مضبوط بنانے کے لئے یہی بہترین
طریق کار ہے۔ ایف۔ سی۔ گلاس برازیل کے شہروں اور قصبوں میں اپنے
پچّاس سالہ تجربے کی بنا پر اِس بات کی تصدیق کرتے ہیں۔ کہ ابھی تک
گھر گھر جا کر پاک صحائف کو فروخت کرنے کا طریقہ ہی بہترین طریقہ
ہے۔ اُن کا کہنا ہے۔ کہ "یہ طریقہ دُوسرے سب طریقوں سے زیادہ
با اُصول۔ زیادہ کامیاب اور تسلّی بخش ہے۔ بازار میں لوگ آتے جاتے
رہتے ہیں۔ اور ممکن ہے۔ کہ وُہ عین کسی فقرے کے پُورا ہونے سے پہلے
ہی وہاں سے آگے چلے جائیں۔ اور اپنے کام میں مصروف ہو جائیں۔
لیکن کسی گھر کے دروازے پر انجیل فروش اور خریدار دونوں کو گفتگو
کرنے کا زیادہ وقت مِلتا ہے۔ اور اس طرح یہاں ذاتی تعلقات کی
کامیابی کا زیادہ موقع ہوتا ہے۔ اس کے علاوہ ایک اور بات بھی
ہے۔ کہ اگر کوئی چاہے تو وُہ اگلے دن یا کسی اور وقت بھی اِس گھر پر
جا سکتا ہے"۔

ہر انجیل فروش جانتا ہے۔ کہ اگرچہ اِس طریقے کو کام میں لانے کے
لئے ہوشیاری اور مستعدی کی ضرورت ہے۔ تاہم نتیجہ کے طور پر
یہ بہت مفید ثابت ہوتا ہے۔ ایک دِن کینیڈا کا ایک انجیل فروش

ایک یوکرینین (Ukrainian) کے اُس خاندان میں گیا۔
جو کچھ عرصہ پہلے سیسکیچوان (Saskatchewan) کے علاقہ
میں آ کر آباد ہوا تھا۔ وُہ کہتا ہے "جب مَیں پہلی بار یہاں گیا۔ تو خاوند
اُس بائیبل کو لینے سے اِنکار کرتا رہا جو مَیں اُسے دینا چاہتا تھا۔ اُس
نے بہت سے عذر پیش کئے کبھی کہتا۔ کہ پیسہ نہیں۔ کبھی وقت نہیں
اور کبھی کہتا کہ مجھے اِس میں کوئی دلچسپی نہیں ہے۔ لیکن مَیں نے یہ کہہ کر
جواب دیا۔ کہ یہ سب فضول اور بے بنیاد عذر ہیں۔ آخرکار بہت جدّوجہد
کے بعد اُس نے یہ کہتے ہُوئے ایک بائیبل خرید لی۔ کہ "شاید میری بیوی
کچھ جوڑ کے دے کر اِس کی قیمت اپنے آنے پر چُکا دیگی۔ اور اگر اُس نے
ایسا نہ کیا۔ تو مَیں تمہیں بائیبل واپس کر دُوں گا"۔ چند ہفتوں کے بعد مَیں
قیمت وصول کرنے کے لئے وہاں پہنچ گیا۔ والدین تو گھر پر نہ تھے لیکن
بچے وہاں ہی تھے۔ اور اُنہوں نے مجھے بتایا کہ والد اور والدہ دونو
مل کر ہر شام کو بائیبل پڑھتے ہیں۔ اور ایک سترہ سالہ لڑکے نے
کہا۔ "میرا خیال ہے۔ کہ اُنہوں نے پُوری بائیبل ختم کر لی ہوگی"۔
ایک پندرہ برس کی لڑکی بولی۔ "ہاں والد اور والدہ ہمیں بھی بائیبل کی تعلیم
کے بارے میں بتاتے رہتے ہیں۔ اور یہ بھی کہ ہمیں کیا کرنا چاہئے"۔

کوئی ہوشیار انجیل فروش جو اپنے کام کا ابدی اور غیر فانی نتیجہ
دیکھنا چاہتا ہے۔ گھر گھر پاک صحائف کی جلدیں فروخت کرنے پر ہی
قناعت نہیں کرتا۔ بلکہ وُہ اُن لوگوں کو جو بائیبل پڑھنا شروع کر دیتے
ہیں کسی کلیسیا کا ممبر بنانے کی بھی کوشش کرتا ہے۔ اور اگر اتفاق
سے وہاں کوئی کلیسیا نہ ہو۔ تو کم از کم اُن لوگوں سے اُن کا تعلق قائم

کرنے کی کوشش کرتا ہے۔ جو بائیبل کو باقاعدہ پڑھتے ہیں۔ انجیل
فروش یہ جانتا ہے۔ کہ مسیحی زندگی کے لئے آپس کی رفاقت ایک بہت ہی
اہم بات ہے۔ خاص کر اُن لوگوں کے لئے جنہوں نے غیر مسیحی ماحول میں رہتے
ہُوئے بائیبل پڑھنا شروع کی ہے۔ کمیونسٹ راج سے پہلے چین کا
ایک انجیل فروش گھر گھر اور دُکان دُکان پھرنے کا عادی تھا۔ لیکن اُسے
اکثر سخت مایُوسی بھی ہوتی تھی۔ کیونکہ بہت سے نئے لوگوں میں جو
بائیبل کو پڑھنے لگے تھے۔ اِس کا شوق رفتہ رفتہ کم ہوتا جاتا تھا۔
آخرکار اُس نے سوچ کر اُن کی ایک دُوسرے سے مُلاقات
کروانے کی ترکیب نکالی۔ اور اِن سب کو مِلا کر اُس نے ایک عبادت
کرنے والی جماعت بنالی۔ جو رفتہ رفتہ ایک منظم کلیسیا
بن گئی ہے۔

چوتھا نشان جو ایک اچھے انجیل فروش میں مِلتا ہے۔ وُہ یہ
ہے۔ کہ وُہ ایسی جگہ جاتا ہے جہاں لوگ جمع ہوتے ہیں۔ وُہ ایک
بازار سے دُوسرے بازار اور ایک میلے سے دُوسرے میلے میں
پھرتا ہے۔ وُہ ہر وقت سفر کرتا رہتا ہے۔ اور اُس کے سفر کے ذرائع
بھی مختلف ہوتے ہیں کبھی پیدل ہوتا ہے کبھی سائیکل پر۔ کبھی
بیل گاڑی میں تو کبھی بس میں۔ کبھی اُونٹ کے اُوپر تو کبھی موٹر کار پر۔
کبھی ریل گاڑی میں تو کبھی کشتی میں۔ اور کبھی وُہ خچر پر سوار ہوتا ہے۔
تو کبھی ہوائی جہاز پر بھی۔ کبھی اُس کا سامان محض ایک بستہ یا دو بنڈل
ٹوکریاں ہوتی ہیں۔ جو وُہ اپنے ٹٹو پر رکھ لیتا ہے۔ اور کبھی کبھی یہ کوئی
بند ہو جانے والی میز یا پُوری موٹر گاڑی ہوتی ہے۔ جسے وُہ جب

چاہے۔ اپنی ضرورت کے مطابق کتابوں کی دُکان۔ سونے والا کمرہ یا
ٹیلیٹ بنا سکتا ہے۔ عام طور پر اُس کا سامان ایک چھوٹا بکس ہوتا
ہے۔ جس میں وُہ اپنی تمام چیدہ چیدہ کتابیں رکھ سکتا ہے۔ اور
اسے وُہ خود اِدھر اُدھر لے جا سکتا ہے۔ اپنے تھیلے میں کتابیں رکھتے
وقت اُس کی نظر کے سامنے غیر مذاہب ہی ہوتے ہیں۔ کیونکہ وُہ جانتا
ہے۔ کہ اُس کی ٹھیک جگہ وُہی ہوتی ہے جہاں وُہ بشارت کا کام کر
سکتا ہے۔ اِس لئے وُہ اپنی دُکان وہیں پر لگاتا ہے۔ جہاں لوگ زیادہ
ہوتے ہیں یعنی بازاروں اور میلوں میں۔ تیرتھ پرستوں کی مجلس اور
یاترا کے مقامات پر۔ ریلوں۔ سٹیشنوں اور شہر کے چوراہوں پہ یعنی
ہر ایسی جگہ پر جہاں بہت سے لوگ جمع ہوتے ہیں۔ بنارس میں ایک
آدمی اپنی دُکان نہانے کے گھاٹ پر لگاتا ہے۔ جہاں ہر وقت آنے
جانے والے یاتریوں کا تانتا بندھا رہتا ہے۔ اور اُس کا ساتھی جا
کر یاترا کرنے والوں اور بھیڑ کے لوگوں میں مِل جاتا ہے۔ اور وُہ جتنی
کتابیں بیچتے ہیں۔ وُہ سب ہندو گھرانوں میں جاتی ہیں۔ اِس کا
نتیجہ کیا ہوتا ہے۔ اِس کے متعلق کوئی بھی نہیں جانتا۔ سوا اِس کے
کہ کبھی کبھی یہ خبر آجاتی ہے۔ کہ بیج کسی اچھی زمین میں گرا۔ اسی طرح ایک
اور آدمی جو کلکتہ کے ایک کالج میں علم الٰہی کی تعلیم پا رہا ہے۔ دُوسرے
طلباء کے ساتھ اپنی باری پر اُسی کالج کی سیڑھیوں پر اپنی کتابیں لے
کر بیٹھ جاتا ہے۔ اور راہگیروں سے گفتگو کرتا اور کچھ کتابیں بیچتا
ہے۔ ایک اور آدمی اِن سب سے ایک علیحدہ طریقہ استعمال کرتا
ہے۔ وُہ اپنے لئے کسی گاؤں کی منڈی میں کوئی اچھی جگہ تلاش کر لیتا

ہے ۔ اور یہاں وُہ اپنی کتابوں کو سامنے رکھ کر زمین پر بیٹھ جاتا ہے ۔ وُہ
اِن کی طرف لوگوں کا دھیان دلاتا ہے ۔ اور اُنہیں سوال کرنے پر اُبھارتا
ہے ۔ ممکن ہے کہ وہاں پر کھڑے ہُوئے کچھ لوگوں کو پڑھنا نہ آتا ہو ۔
لیکن عام طور پر اُسے کوئی نہ کوئی شخص یا کوئی ایسا لڑکا مِل ہی جاتا ہے
جو کتاب کے کچھ حِصّوں کو بلند آواز سے پڑھ سکتا ہو ۔ دیہاتی کھڑے
ہو کر اسے سُنتے ہیں ۔ اور اتنے میں کوئی شخص اُس کی قیمت دے کر
اُس کو خرید لیتا ہے ۔ پھر دُوسرا خریدتا ہے ۔ پھر تیسرا ۔ اِسی طرح
رفتہ رفتہ کئی آدمی پاک کلام کے اِس حِصّے کو جِس میں سے اُس شام کچھ
حِصّہ پڑھا گیا تھا خرید لیتے ہیں ۔ اور شائد انجیل کا یہ حِصّہ پہلی بار
اُس شام کسی غیر مسیحی کے گھر پہنچا ہو ۔ کوئی اور آدمی اُن کی منڈیوں اور
ہاٹ بازار کے دِنوں میں وہاں جاتا ہے ۔ اور ایسی جگہ جا کر کھڑا ہو
جاتا ہے جہاں پر لوگ عام طور پر جمع ہو کر گپ شپ لگاتے ہیں ۔ وُہ
اپنی دُکان لگا کر کتابوں کو ترتیب سے رکھتا ہے ۔ اور جو آدمی وہاں آتا
ہے اُس سے گفتگو کرتا ہے ۔ اور اُنہیں بتاتا ہے ۔ کہ یہاں میرے
آنے کا کیا مقصد ہے ۔ اور میری کتابوں میں کیا لکھا ہے ۔ وُہ ایک کتاب
اُٹھا کر اُس کا کچھ حِصّہ پڑھتا ہے ۔ اور کبھی کبھار کوئی مختصر سی تقریر
بھی کر لیتا ہے ۔ مگر زیادہ تر وُہ اِن لوگوں سے خود ہی گفتگو کرتا ہے یہاں تک
کہ اپنی گفتگو کو ان کتابوں اور اُن کے پیغام پر لے آتا ہے ۔ اکثر اُس کا
مضحکہ اُڑایا جاتا ہے ۔ اور کبھی کبھی وُہ مار بھی کھاتا ہے ۔ اور اُس کی
کتابیں پھینک دی جاتیں یا برباد کر ڈالی جاتی ہیں ۔ لیکن عام طور پر
اُس کے کام میں کوئی دخل نہیں دیا جاتا خاص کر ایسی حالت میں جب

وُہ خوش مزاجی اور عزت سے پیش آئے ۔ کوئی اور آدمی اپنی سائیکل ٹرالی
پر کتابیں لاد کر پھیرتا رہتا ہے ۔ اور اسی طرح کہیں کہیں کچھ دیر کے لئے
ٹھہر کر اپنا پیغام اُن لوگوں کے سامنے پیش کرتا ہے ۔ جو وہاں اکٹھے ہو
جاتے ہیں ۔ جنگ سے پہلے برما میں ایک آدمی مانڈلے روڈ پر اپنی کار
کے پیچھے کتابوں کی الماری باندھ کر کتابیں بیچتا پھرتا تھا ۔ اور اُن کا
اپنا کہنا ہے کہ " اُس نے بے شمار کتابیں بیچی ہیں " ۔ برازیل میں دو انجیل
فروش ایک بڑے دریا میں ایک موٹر لانچ میں بیٹھ کر پھرتے رہتے ہیں ۔
وُہ دریا ہی دریا ایسے گاؤں اور شہروں میں جاتے ہیں جہاں اور کسی طریقے
سے پہنچا نہیں جا سکتا ۔ قریباً بارہ ممالک میں کتابوں کی گاڑیوں کو
استعمال کیا جاتا ہے ۔ یہ گاڑیاں پاکستان کے دُور دراز دیہاتوں جنوبی
افریقہ کے کرال یا گاؤں یا ٹیونیشیا کے ریگستانی علاقہ کے دُھوپ سے
جلے ہُوئے قصبوں میں پہنچ جاتی ہیں ۔ غرض جتنے آدمی ہیں اُتنے ہی
طریقے ہیں ۔ لیکن طریقے خواہ مختلف ہی کیوں نہ ہوں ۔ ان سب کا
مقصد ایک ہی ہوتا ہے ۔ یعنی بائیبل کی فروخت اور اپنے مذہب کی
اشاعت ۔ اِن طریقوں کی کامیابی کا اظہار پاک صحائف کی فروخت اور
نومریدوں کے اعداد و شمار سے ہو سکتا ہے ۔ اور کچھ اندازہ اُس ملاقات کے بعد مثلاً شیوں
کے آنے اور اُس گواہی سے بھی لگ سکتا ہے ۔ جو کچھ عرصہ پہلے ایک اسلامی
اخبار " مسلم سنیسر " میں شائع ہُوا تھا ۔ جو یُوں ہے ۔ کہ " ان کتابوں
(یعنی مسیحی صحائف) کے کسی خاص حِصّہ سے تو کسی قسم کے نقصان کا کوئی
احتمال نہیں ۔ لیکن مشکل یہ ہے کہ جو کوئی ان کو پڑھتا ہے وُہ مسیحی ضرور
بن جانا چاہتا ہے " ۔

اب ایک اور زیادہ مفصل مثال دی جاتی ہے۔ جو ایل سیلویڈور
(El Salvador) کی وسط امریکہ کی جمہوریت سے لی گئی ہے
اُمید ہے کہ یہاں یہ مثال بے جانہ ہوگی۔ خاص کر اِس لئے بھی کہ
اِس انجیل فروش نے اپنے کام کو کامیاب بنانے کے لئے ایک انوکھی
اور مفید تجویز سوچی تھی۔ اُس نے اپنے تجربے سے یہ معلوم کر لیا ہے
کہ دس یا بارہ انجیلوں کو بیچنے کے لئے بھی وہی دلائل اور اُتنا ہی وقت
درکار ہے جتنا ایک کے لئے۔ پس وہ اسی کے مطابق چھوٹے چھوٹے
بنڈل انجیل کے حصّوں۔ اعمال۔ رُومیوں اور امثال کی جلدیں ڈال
کر بناتا ہے۔ ہر ایک بنڈل میں قریباً تیرہ مختلف جلدیں ہوتی ہیں۔
اِن سب کو اِن کے خوبصورت رنگوں کے لحاظ سے ترتیب دے کر انہیں
سلوفون میں لپیٹ لیتا ہے۔ اپنا تھیلا ان بنڈلوں سے بھر کر اور
ہاتھ میں مقدس لوقا رسول کی باتصویر انجیل لے کر وہ بازار میں ایسی جگہ
جا پہنچتا ہے۔ جہاں بہت سے لوگ جمع ہو کر گفتگو کر رہے ہوتے ہیں
وہ پھر کسی ایسی دُکان پر پہنچتا ہے جہاں دو یا تین آدمی کھڑے
ہوں۔ اور اُنہیں لوقا کی باتصویر انجیل دکھاتا ہے۔ جب وہ صفحوں کو
اُلٹ پلٹ کر اُنہیں تصویریں دکھانے لگتا ہے تو وہ سب اُس کی
طرف متوجہ ہو جاتے ہیں۔ پھر وہ اِن تصویروں کا بیان لوگوں کو سناتا
ہے کبھی کبھی وہ ایسے حصّے بھی پڑھتا جاتا ہے جن کا تعلق اُن تصویروں
سے ہوتا ہے۔ اور اس میں وہ تھوڑا سا اضافہ مسیحی پیغام کا بھی کر دیتا
ہے۔ اور جب وہ یہ سوچتا ہے کہ سننے والے بہت دلچسپی لے رہے
ہیں۔ تو وہ بتاتا ہے۔ کہ جو کچھ اِن تصاویر میں دکھایا گیا ہے۔ اُس کا بیان

اور زیادہ مفصل طور پر اس بنڈل میں بندھی ہوئی کتابوں میں دیا گیا ہے
اور یہ کہ پُورے سیٹ کی قیمت مع اِس باتصویر انجیل کے صرف تھوڑے
سے سینٹ ہیں۔ لوگوں کے ردعمل میں ہمیشہ ہی اختلاف ہوتا ہے۔ بعض
دفعہ ایک دم ہی کوئی شخص ایک پیکیٹ خرید لیتا ہے۔ اسکے بعد دُوسرے
لوگ بھی خرید لیتے ہیں۔ خاص کر اُس وقت جبکہ پہلا خریدار ایسا بااثر
آدمی ہو۔ جس کی تقلید کرنے میں لوگ فخر محسُوس کریں۔ کئی دفعہ کوئی کہتا
ہے۔ کہ مجھے تو ان سے ذرا بھی دلچسپی نہیں ہے۔ اور میں اُنہیں نہیں
خریدنا چاہتا۔ اِس قسم کی باتوں سے اکثر دُوسرے لوگ جو خریدنے
پر راضی ہی ہوتے ہیں۔ اپنا ارادہ بدل لیتے ہیں۔ یہ انجیل فروش اپنی
کوشش سے اِس قسم کے حالات کو پیدا نہیں ہونے دیتا۔ کیونکہ
وہ اپنی توجہ زیادہ تر اُس شخص کی طرف لگاتا ہے۔ جس کے بارے میں
اُس کا خیال ہے۔ کہ اگر وہ دلچسپی لینے لگے۔ تو اپنا ارادہ نہیں بدلیگا
اور جس کی تقلید دُوسرے بھی کرنا چاہینگے۔ اِس طریقہ سے وہ نہ
صرف اپنی بکری کو بڑھاتا ہے۔ بلکہ ایسے مایُوس کُن الفاظ کی پیش
بندی کر کے اُنہیں روک بھی سکتا ہے۔ میں نے اِس انجیل فروش
کو شہر اور دیہات میں کام کرتے دیکھا ہے۔ عوام کے چہرے
اور اُن کے ردِعمل پر بھی خاص نظر کی ہے۔ اُس وقت کا اندازہ
بھی لگایا ہے جو ایک پیکیٹ کو فروخت کرنے میں لگتا ہے۔ اور
اس بات کا خیال بھی کیا ہے۔ کہ شہر یا دیہات میں اِن چیزوں کو
فروخت کرنے میں کتنا عرصہ لگیگا۔ یہ سب کو معلوم ہے۔ کہ شہروں
میں جہاں لوگ جلد فیصلہ کر لینے کے عادی ہوتے ہیں اِن کتابوں کو

فروخت کرنے میں تھوڑا وقت صرف ہوتا ہے۔ لیکن گاؤں میں
جہاں لوگ ہر بات اور ہر کام وقت سے کر کرتے ہیں اس کے لئے
زیادہ وقت درکار ہے۔ شہر میں فروخت کرنے کے لئے اندازہ کے
موافق تین منٹ اور دو سیکنڈ درکار ہیں۔ اور گاؤں میں بھی چیزیں
پانچ منٹ اور تین سیکنڈ میں بک جاتی ہیں۔ اس کے علاوہ ہر ایک
بنڈل کی فروخت کا بظاہر تو یہ مطلب ہے کہ چودہ کتابیں بک گئی
ہیں لیکن تجربہ سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ اس بنڈل کو خریدنے والا
ہر شخص ان کتابوں کو اپنے دوستوں اور رشتہ داروں میں بھی تقسیم
کر دیتا ہے۔ اس طرح ایک بنڈل کی فروخت سے تقریباً ایک
درجن پڑھنے والے مل جاتے ہیں اور اس طرح بشارتی کام کافی بڑے
پیمانے پر مگر تھوڑے وقت میں ہوتا ہے۔

یہ تو کہا جا ہی چکا ہے کہ لفظ انجیل فروش کا استعمال نہ صرف
پورے وقت کام کرنے والے اور تنخواہ دار نمائندہ کے لئے ہی ہوتا
ہے بلکہ اُن لوگوں کے لئے بھی اسے استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جو تھوڑے
وقت کام کریں اور رضاکارانہ طور پر کریں۔ اس طرح یہ لفظ اُن سب
مسیحی مردوں اور عورتوں کے لئے بھی استعمال کیا جا سکتا ہے۔ جو
پاک صحائف کی تقسیم اور فروخت میں حصہ لیتے ہیں۔ ان رضاکاروں
کے کام کی بھی اُتنی ہی تعریف کرنی چاہئے۔ اور اُن میں بھی یہی خوبیاں
اور علامتیں ہونا ضروری ہیں۔ جہاں تک ممکن ہو سکے انہیں بھی انفرادی
طور پر ہر ایک کو وقت دینا چاہئے۔ باہر کے لوگوں تک پہنچنا اور
گھروں میں خاندان کے لوگوں کے ساتھ ویسا ہی تعلق پیدا کرنا ضروری

ہے۔ انہیں بھی ایسی جگہوں پر جانا چاہئے۔ جہاں بہت سے لوگ جمع
ہوں۔ انہیں اپنے طریقِ کار میں شاید کچھ تھوڑی سی تبدیلی کرنا پڑے
لیکن حقیقت میں یہ چاروں علامتیں ہر ایک میں ہونی ضروری ہیں۔
اب زور اس بات پر دینا چاہئے۔ کہ پاک صحائف کی تقسیم اور کلیسیا
[illegible] کلیسیا کے لئے شرکاء کا اپنا کام ہے۔ مسیحی ایمان کو پھیلانے
کے لئے انجیل فروش کا سب سے پہلا درجہ ہے۔ اور اکثر غیر مسیحیوں
سے تعلق پیدا کرنے میں بھی وُہ ہی پہل کرتا ہے۔ بعض جگہوں میں
تو صرف وُہی ایک ایسا شخص ہوتا ہے۔ جو اس کام کو کرتا ہے۔
اور انجیل ہمیشہ کے لئے اس کی رفیق کار بن جاتی ہے۔ میکسیکو کی
ایک سرائے میں ایک انجیل فروش جو کچھ آدمیوں سے گفتگو کر رہا تھا۔
کہہ رہا تھا۔ "میرے پاس چند ایک کتابیں ہیں۔ اور میں جانتا ہوں
کہ چونکہ آپ لوگ پڑھے لکھے ہیں۔ اس لئے آپ کو ان کتابوں سے
دلچسپی ہے۔ ایک کتاب یہ ہے۔ اس میں بلند پایہ نظم آپ کو ملیگی۔
اور اس کتاب میں بہت دلچسپ کہانیاں ہیں۔ میں آپ لوگوں کے
سامنے ایک دو باتیں ان کتابوں میں سے پڑھوں گا اور آپ پھر خود
اپنے لئے فیصلہ کر سکینگے"۔ یہ کہہ کر وُہ کوئی زبور پڑھتا ہے اور
پھر کوئی تمثیل لوگوں کو سناتا ہے۔ جب انجیل فروش کے ہاتھ میں
بائبل ہوتی ہے تو وُہ بہت اچھی طرح مسلح ہوتا ہے۔ وُہ مسیحی
خوشخبری کے بارے میں بہت مؤثر طریقے سے گفتگو کر سکتا ہے۔
اس کے بغیر وُہ اپنے آپ کو ایک گہرے سمندر میں ڈوبتا ہوا پاتا ہے۔
ایک سیامی انجیل فروش مبشر لکھتا ہے کہ "ایک دن میں ریلوے

سٹیشن جانے کے لئے نکل کھڑا ہُوا۔ میرا ارادہ تھا۔ کہ وہاں پر منادی کرونگا۔ لیکن اپنی کتابیں گھر پر ہی بھول گیا۔ جب مَیں اُس جگہ پر پہنچا تو مَیں حیران تھا۔ کہ کیا کروں یا کیا بولوں اور کِس طرح شروع کروں۔ اگلے دِن مَیں انجیل کے کچھ حِصّے فروخت کرنے اور کچھ ٹریکٹ مُفت بانٹنے کے لئے اپنے ساتھ لے گیا۔ اور لگاتار منادی کرتا رہا۔ اُس دِن مجھے یکے بعد دیگرے کچھ پیغامات بھی ملتے رہے"۔

انجیل فروش کے لئے بائیبل ایک ایسا ذریعہ ہے جس سے وُہ اپنی منادی شروع کرتا ہے۔ اِس میں اُسے کوئی آیت اپنی کتابیں بیچنے اور اپنا پیغام دینے کو مِل ہی جاتی ہے۔ یہ اُس کی ہمیشہ کی ساتھی ہے۔ اور چونکہ اُسے اس کی ضرورت پڑتی رہتی ہے۔ لہٰذا وُہ اِسے ایک سرے سے لے کر دُوسرے تک اچھّی طرح جانتا ہے۔ ایک لیمین جس نے شخصی بشارت کے کام کے ساتھ ساتھ پاک صحائف کو بھی تقسیم کرنے کا کافی کام کیا ہے کہتا ہے کہ "مَیں ہمیشہ اپنی جیب میں انجیل کی ایک جلد رکھتا ہُوں۔ جس پر جگہ جگہ نشان لگے ہوتے ہیں۔ مَیں یہ انجیل اُس آدمی کو جو ریل گاڑی میں میرے سامنے بیٹھا ہوتا ہے۔ یا جس سے مَیں کسی ہوٹل میں ملتا ہُوں دے دیتا ہُوں۔ اور اُس سے کہتا ہُوں۔ کہ مَیں نے اِس چھوٹی سی کتاب کو بہت دلچسپی سے پڑھا ہے۔ خاص کر اُن حِصّوں کو جن پر مَیں نے نشان لگائے ہیں۔ اور مَیں چاہتا ہُوں کہ آپ بھی اِس کو پڑھیں"۔

ایک تجربہ کار مبشر لکھتا ہے کہ "مَیں جہاں جاتا ہُوں اپنے ساتھ بائیبل ضرور رکھتا ہُوں۔ خاص کر اُس وقت جبکہ مَیں کسی ایسے

شخص سے ملنے کے لئے جاؤں جس سے میری ملاقات پہلے کبھی نہ ہُوئی ہو کیونکہ بائیبل ایک بہترین دوست کا کام بھی دیتی ہے اور ایک مُلاقاتی کارڈ کا بھی"۔ اِس وقت جن دو شخصوں کے حوالے دیئے گئے ہیں۔ وُہ نہ تو انجیل فروش ہیں نہ ہی بائیبل کا کام کرنے والے۔ لیکن اپنے مسیحی کام میں وُہ یہ جان گئے ہیں۔ کہ جب کبھی وُہ کسی آدمی کے سامنے مسیح کے دعوٰی کو پیش کریں تو یہ لازمی ہے کہ اُن کے پاس بائیبل یا انجیل ضرور ہو۔

کوئی اور کتاب کسی شخص کو کسی خاص فیصلہ پر پہنچنے میں اتنی مدد نہیں دیتی جتنی کہ یہ دیتی ہے۔ متلاشیوں کے کمرے میں کسی دین حق کی تلاش کرنے والے کے سامنے اور کسی کتاب سے اتنے حوالے نہیں دیئے جاتے اور جب کوئی ڈاکو یا شرابی اپنی زندگی کو ازسرِنو شروع کرنا چاہتا ہے تو کسی اور کتاب میں سے اِتنے حوالے نہیں پڑھے جاتے۔ ذاتی طور پر گفتگو کرنے کے علاوہ نصیحت اور دُعا سے بھی انسان کو کوئی بات ماننے کے لئے تیار کیا جا سکتا ہے۔ ایسا کرنے سے یہاں تک ہو سکتا ہے کہ کوئی یہ کہنے پر مجبور ہو جائے کہ "تُو تھوڑی سی نصیحت کر کے مجھے بھی مسیحی کر لینا چاہتا ہے"۔ لیکن اکثر حالات میں اس سے بھی زیادہ کسی اور چیز کی ضرورت ہوتی ہے۔ بنیئن (Bunyan) اِسی چیز کو اپنے مسیحی کے سفر میں اِس طرح بیان کرتا ہے کہ "مَیں نے خواب میں دیکھا کہ ایک آدمی پھٹے پُرانے کپڑے پہنے ہُوئے ایک جگہ پر کھڑا ہے۔ اِس کی پیٹھ اس کے گھر کی طرف ہے اور ایک کتاب اِس کے ہاتھ میں ہے اور اس کی پیٹھ پر ایک بہت بڑا بوجھ لدا ہُوا ہے۔ ... اُس نے اپنی کتاب کھولی اور اس میں سے پڑھنا شروع کیا"۔ دراصل پڑھنا ہی سب کچھ تھا کیونکہ

بائیبل کو پڑھنے کے بعد بنیئن کے کہنے کے مطابق "وہ شخص صلیب تک
گیا اور وہاں اُس کا بوجھ اُس کے کاندھے پر سے کھل کر اُس کی پیٹھ پر سے
گر پڑا"۔

ٹھیک وقت پر پاک صحائف کا استعمال شخصی بشارت میں
بہت کام آتا ہے۔ بہت سی ملاقاتوں کا کوئی نتیجہ نہیں نکلتا صرف اس
لئے کہ یا تو بائیبل کا استعمال ہی نہیں کیا گیا اور اگر کیا بھی گیا ہو تو غلط
طریقہ سے۔ برعکس اِس کے بے شمار ملاقاتیں بہت زیادہ مفید
ثابت ہوئیں۔ کیونکہ بائیبل یا اس کے الفاظ کو صحیح طور پر استعمال
کیا گیا۔ بنیئن کے خواب میں بتایا گیا ہے۔ کہ ایک جگہ پہنچ کر اُس آدمی
نے "کتاب کو کھولا اور اُسے پڑھا" اور یہ بات بہت سے تجربہ کار
کارندے بھی جانتے ہیں۔ کہ ایک ایسا موقع بھی آجاتا ہے جہاں پہنچ
کر متلاشی کو بائیبل کے چند ایک مقامات پڑھنے کے لئے اُبھارا جا
سکتا ہے۔ یا اُس کے سامنے یہ مقامات پڑھ کر سُنائے جا سکتے ہیں۔ جب
گفتگو، دُعا اور دوستی نے اپنی تمام کوشش سے راہ تیار کر لی ہو۔ تو
بائیبل کو موقع دینا نہایت اچھا ہوتا ہے۔ اِس نقطہ پر پہنچ کر بائیبل
کا پڑھنا ہی انسان کو فیصلہ کرنے کے لئے تیار کر دیتا ہے اس کا بالکل
صاف اور واضح ثبوت اکثر ایسی جگہ نظر آتا ہے۔ جہاں اِس کا وہم و
گمان بھی نہیں ہو سکتا تھا۔

بشارت کے کام میں بائیبل کا درجہ جتنی صفائی سے ایک بہت
ہی بدنام ضلع میں زندگیوں کی تبدیلی سے ظاہر ہوا ہے۔ اُس کی مثال
مشکل سے ہی ملتی ہے۔ شکاگو کے "لوپ" علاقہ کے عین مرکز میں سکڈرو

ایک جگہ ہے جو ڈاکوؤں۔ بدمعاشوں۔ شرابیوں۔ رنڈیوں اور منشی
اشیاء کا اڈہ ہے۔ شراب کی دُکانوں۔ قحبہ خانوں۔ قمار خانوں اور گرد
رکھنے والی دُکانوں کی اِس غلیظ اور متعفن دُنیا میں کئی مسیحی انجمنیں کام کر رہی
ہیں۔ اور انہی میں مکتی فوج کی انجمن ہاربر لائیٹ (Harbour Light)
اور دُوسری مسیحی انجمنیں پیسیفک گارڈن بھی (Pacific Garden)
ہیں۔ اُن میں سے ایک وہاں پر پچپن برس سے زیادہ عرصے سے کام کر رہی ہے
دُوسری کو چالیس برس ہو گئے ہیں اور تیسری کو پچھتر سال اُس جگہ پر خدمت
کرتے ہوئے گزر گئے ہیں وہاں اُنہوں نے اتنا تجربہ حاصل کر لیا ہے کہ
اس کی مثال نہیں ملتی اور ابھی تک کہیں کسی اور جگہ بھی کسی انجمن نے اتنا تجربہ
حاصل نہیں کیا۔ اُن سب کا تعلق ایک ہی قسم کے لوگوں سے ہے اور ان
کے طریقے بھی تقریباً ایک سے ہیں۔ یہ سب بائیبل کو اپنے باقاعدہ ہتھیار
کے طور پر استعمال کرتے ہیں اور ان کی کوششوں کا نتیجہ بھی ایک ہی
قسم کا نکلتا ہے۔

سکڈرو کے قریباً پانچ ہزار بدمعاشوں کی تبدیلی اور آبادکاری
میں ہاربر مشن کے ہادی کا ہاتھ ہے جسے پولیس نے ایک وقت خطرناک
علاقہ قرار دیا تھا۔ پیسیفک گارڈن مشن کی رپورٹ میں لکھا ہے کہ
جب سے اِس کا کام شروع ہوا تقریباً پچاس ہزار لوگوں نے مسیح کو
قبول کیا ہے مسیحی دستکاری لیگ رپورٹ پیش کرتی ہے کہ پچھلے بیس
برسوں میں ۷۸ ہزار آدمی مسیح کے جھنڈے کے نیچے آ چکے ہیں۔ جن کی اوسط
قریباً آٹھ ہزار شخص فی سال ہوتی ہے۔ اِس بات کو مانتے ہوئے بھی کہ ان
لوگوں میں سے بہت سے اپنے ایمان پر قائم نہیں رہتے یہ کہا جا سکتا ہے

کہ شکاگو کے سب سے زیادہ گرے ہوئے اور غیر اصلاح پذیر لوگوں نے اپنی بُری زندگی کو چھوڑ کر مسیحی راستہ اختیار کر لیا ہے اور زیادہ سے زیادہ اچھے مسیحی بنتے جا رہے ہیں اور قانون پر چلنے والے شہری بن رہے ہیں۔ اور یہ زمانۂ جدید کا ایک عظیم معجزہ ہے ۔

اَب سوال یہ پیدا ہوتا ہے کہ یہ کامیابی کس طرح حاصل ہوتی ہے اِس کا جواب بالکل سادہ ہے۔ یہ تمام انجمنیں قریباً ایک ہی طریقہ پر کام کر رہی ہیں۔ ان کے پاس بھوکوں کے لئے کھانا غلیظ لوگوں کے لئے حمام اور بستر ہر وقت تیار رہتے ہیں۔ تمام دن گفتگو کا سلسلہ جاری رہتا ہے اور رات کا بھی کچھ حصّہ اِسی کام میں صرف ہوتا ہے۔ اور اِسی گفتگو میں اکثر کارگذار جو خود بھی پہلے شرابی تھے۔ لیکن جن کی زندگی اَب تبدیل ہو گئی ہے شخصی طور پر لوگوں سے دلائل کی جنگ شروع کر دیتے ہیں۔ شروع شروع میں وہ ایک دوسرے کی بات کو نہیں مانتے آخر میں بائبل سے حوالے پیش کرتے ہیں۔ اور شاید ایک یا دو آیتیں بھی بائیبل میں سے پڑھتے ہیں۔ تجربہ نے انہیں سکھا دیا ہے۔ کہ پاک صحائف کے الفاظ سے زیادہ اور کوئی لفظ موثر نہیں ہوتا۔ ایک مشن کی رپورٹ میں سے مندرجہ ذیل حصّہ کی ایک خاص مثال ملاحظہ فرمائیے ایک شخص جو اپنا سب کچھ خرچ کر کے اَب بالکل قلاش ہو گیا تھا اَب ایک کارندے کے ساتھ اکیلا بیٹھا ہُوا ہے۔ کہتا ہے "کہ میں اتنا گر گیا ہُوں۔ کہ مسیح مجھے نہیں بچا سکتا۔ مجھے کوئی نہیں بچا سکتا" اور وہ پھوٹ پھوٹ کر رونے لگتا ہے۔ کارندہ اُس کا بازو پکڑ کر کہتا ہے "سُنو۔ یسوع کیا کہتا ہے۔ وہ کہتا ہے۔ کہ جو میرے پاس آئیگا۔

میں اُسے ہرگز نہیں نکالوں گا"۔ وہ آدمی پوچھتا ہے "ایک بار پھر بتاؤ یہاں کیا لکھا ہے"۔ کارندہ اِسے ایک بار پھر پڑھتا ہے اور کہتا ہے "کیا تم یہ خیال کرتے ہو۔ کہ وہ تم کو نکال دیگا"۔ آدمی جواب دیتا ہے "میرا خیال ہے کہ وہ نہیں نکالیگا"۔ "تمہارا اِس سے کیا مطلب ہے سمجھے ہو۔ کیا یہ صرف خیال ہی ہے۔ تمہیں اِس کا پورا یقین ہونا چاہیئے۔ سُنو"۔ پھر وہ اِس آیت کو ایک بار پھر پڑھتا ہے اور ایک دفعہ پھر اُس سے گفتگو کرنے لگتا ہے۔ اور اس کا ایک ایک لفظ دُہراتا ہے۔ یہاں تک کہ اُس کا پورا مطلب اچھی طرح سے اُس کے ذہن نشین ہو جاتا ہے۔ اور تھوڑی دیر میں وہ کھڑا ہو جاتا ہے۔ اُس کے آنسو غائب ہو جاتے ہیں۔ اور جب وہ کہتا ہے۔ کہ "ہاں میں جانتا ہوں کہ وہ میرا نجات دہندہ ہے۔ اور اُس نے مجھ جیسے گنہگار کو بھی بچایا ہے"۔ اَب اُس کی آواز میں بھروسا اور مضبوطی تھی پیسیفک گارڈن مشن کے لوگ کہتے ہیں۔ کہ جن تبدیلیوں کا ذکر اُن کے ریکارڈ میں آیا ہوا ہے۔ اُن کے دیکھنے سے معلوم ہوتا ہے۔ کہ نوّے فیصدی ایسے لوگوں کی زندگیوں میں جنہوں نے مسیح کو قبول کر لیا ہے سب سے بڑا ہتھیار بائیبل رہا ہے۔ ہار بر لائیٹ مشن کے لوگ اپنی گفتگو کے وقت آدمی کے ہاتھ میں ایک نیا عہدنامہ یا کوئی ایسی کتاب دے دیتے ہیں جس میں بائیبل کی آیتیں لکھی ہوتی ہیں۔ اور اُس سے کہتے ہیں کہ عہدنامہ میں سے خاص آیات پڑھے۔ اِس طرح سے وہ اپنی ضروریات کے لئے بائیبل کا جواب پڑھ لیتا ہے۔ وہ جانتے ہیں۔ کہ بائیبل کے الفاظ کا اثر ہوتا ہے۔ جو اُن کے اپنے الفاظ کا نہیں ہوتا۔ مسیحی دستکاری ٹیک

کا لیڈر کہتا ہے ۔ کہ اُنہوں نے اپنے تجربے سے
یہ معلوم کر لیا ہے ۔ کہ اِن سخت دِل اور مُردہ ضمیر لوگوں
کے درمیان کام کرنے کے لئے مقدس یُوحنّا رسُول کی انجیل بہت ہی زیادہ
مفید ہے ۔ گُناہ اور نجات کے بارے میں اِس کے صاف اور سادہ
الفاظ دِل کے پار ہو جاتے ہیں ۔ اور سب سے زیادہ گِرے ہُوئے
انسان کو بھی قائل کر لیتے ہیں ۔ اور اِن کی دعوت بہت سے دِلوں کو
اِس طرح جیت لیتی ہے ۔ کہ کوئی اور چیز اِس کا مقابلہ نہیں کر سکتی اِس
مشن کا لیڈر اپنی پانچسالہ تحقیقات کے بعد جو اُس نے اِن آدمیوں میں
کی ہے ۔ لکھتا ہے ۔ کہ اِن میں سب سے زیادہ جس آیت نے اثر
کیا ۔ وُہ یہ تھی ۔ "اے تھکے اور بڑے بوجھ سے دبے ہُوئے لوگو سب
میرے پاس آؤ ۔ میں تمہیں آرام دُونگا" اِسی مشن نے یہ بھی معلوم
کر لیا ہے ۔ کہ اگر کسی ملاقات کے وقت کوئی کارندہ خود ہی بہت
باتیں بنائے یا اپنے دِلائل سے کسی کو قائل کرنے کی کوشش کرے ۔
یا بائیبل کے الفاظ کے بجائے اپنے خیالات کو پیش کرے ۔ تو
وُہ اپنے کام میں ہمیشہ ناکام رہتا ہے ۔ اگر وُہ پیشینگوئیوں کی تشریح
کرنا چاہے ۔ یا دانی ایل کی تفسیر پیش کرے اور اپنے آپ کو زیادہ عاقل
ثابت کرنا چاہے ۔ تو وہ لوگوں کے خیالات کو منتشر کر کے اپنے مقصد
کو کھو دیتا ہے ۔ بائیبل کے اپنے الفاظ ہی جن پر کوئی مُلمع سازی نہ
کی گئی ہو ۔ اِنسان کے دِل میں گھر کر لیتے ہیں ۔ اور اِنسان کو قائل کر
دیتے ہیں ۔ اِس مشن کا کام یہ ہے ۔ کہ ملاقات کے آخر میں لوگوں کو
ایک چھوٹا پرچہ دیتے ہیں ۔ جس کا عنوان ہے ۔ "اپنا نام درج کیجئے"

اِس میں پانچ مختلف حصّے ہوتے ہیں ۔ جیسے "خُدا نے دُنیا سے ایسی محبت
رکھی کہ اُس نے اپنا اِکلوتا بیٹا بخش دیا ۔ تاکہ .... ہلاک نہ ہو
بلکہ ہمیشہ کی زندگی پائے" ۔ اور متلاشی کو بتلایا جاتا ہے ۔ کہ اِس نقطہ
دار لائین پر جو ہر ایک حصّے میں نظر آتی ہے اپنا نام لکھے ۔ اِس طرح
وُہ اپنے فیصلہ سے لپٹا رہتا ہے ۔ اور اپنی زندگی کی عمارت خُدا
کے کلام کے الفاظ پر بناتا ہے ۔ یہ سب شہادتیں اُن لوگوں کے لئے
بہت اہمیت رکھتی ہیں ۔ جن کا تعلق بشارت کے کام میں بائیبل کے مقام
سے ہے ۔ اور خاص کر اِس لئے کہ اِس کا تعلق دُنیا کے سب سے
زیادہ رَد کئے ہُوئے انسانوں سے ہے ؏

شکاگو کے تہخانوں میں رُوحوں کو شیطان کے جنگل سے چُھڑانے
کے کام سے نظر ہٹا کر ڈاکٹر بلی گریہم (Dr. Billy Graham)
کے قائم کردہ ایک مشن کے بشارتی جوش و خروش پر نظر ڈالنے سے
جس اختلاف کو دیکھنے کی ہمیں اُمید تھی۔ وُہ نظر نہیں آتا ۔ ڈاکٹر گریہم
حاضرین کو اپنی تقریر سے خوش کرنے کی یا اُن کے جذبات کو اُبھارنے
کی کوشش نہیں کرتا ۔ وُہ ہمیشہ بائیبل کے پیغام سے لوگوں کے دِلوں
کو چھونے کی کوشش کرتا ہے ۔ اُس کی تمام تقاریر میں بار بار یہی الفاظ
دُہرائے جاتے ہیں ۔ کہ "بائیبل یہ کہتی ہے ۔ بائیبل یہ بتاتی ہے" ۔ وُہ
اس کے معنی بیان کرتا ہے ۔ وُہ کھول کھول کر اِس کے پیغام کو لوگوں کے
سامنے پیش کرتا ہے ۔ اور بڑے زور سے اِس کو لوگوں کے دِلوں میں
بٹھا دینے کی کوشش کرتا ہے ۔ لیکن جتنا وُہ اپنی تقریر میں بائیبل پر
بھروسا رکھتا ہے ۔ اُس سے کہیں زیادہ وُہ اُس کام میں بائیبل پر

اعتقاد رکھتا ہے۔ جو اُس کے مددگار اُس کی تقریروں کے بعد لوگوں
میں کرتے ہیں۔ وُہ کہتے ہیں۔ کہ ہم نے یہ سیکھ لیا ہے۔ کہ کم از کم کوشش
سے بھی ایک اِنسان مسیح کے لئے قابلِ قبول بن سکتا ہے۔ لیکن اُس کو
مسیح پر کامل اعتقاد اور کلیسیا میں روز بروز ترقّی کرنے کے لئے کافی
کوشش کی ضرورت ہوتی ہے۔ نومریدوں کو مسیح کی راہ پر قائم رکھنے کے
لئے اُس نے رُوحانی مددگاروں ("Counsellors") کا ایک
گروہ بنایا ہے۔ جن کو اُس نے بڑی خبرداری اور محنت سے متلاشیوں
کے ساتھ گفتگو کرنے کے لئے تربیت دی ہے۔ اُن کی تربیت بالکل
بائبل کے مطابق ہے۔ اُنہیں بائبل کے کئی حصّوں کو زبانی یاد کرنا پڑتا ہے۔
تاکہ ضرورت کے وقت فوراً اُن کا حوالہ دے سکیں اور اپنی گفتگو میں بھی
استعمال کر سکیں۔ بائبل کے اِس مطالعہ کا امتحان متلاشیوں کے
ملاقات کے کمرے میں کیا جاتا ہے۔ جہاں پر ایک ایک متلاشی کو
ایک ایک صلاح کار کے سپرد کر دیا جاتا ہے۔ تاکہ وُہ خُدا کے کلام کے
وسیلے سے اپنا فیصلہ اچھی طرح سے کر سکے۔ یہاں صلاح کار بائبل
کے بڑے بڑے وعدے متلاشی کے سامنے دُہراتا ہے۔ اور اُس
کی مدد کرتا ہے۔ کہ ان وعدوں کو اپنی ذات کے لئے خیال کرے پھر
وُہ بائبل میں سے اِن مقامات کو نکالتا ہے۔ اور آہستہ آہستہ خبرداری
سے اِن کو متلاشی کے سامنے پڑھتا ہے۔ تاکہ ان کا پُورا مفہوم اُن کے
ذہن نشین ہو جائے۔ آخر میں وُہ متلاشی کو مقدّس یُوحنّا رسُول کی
انجیل اور ایک چھوٹی سی کتاب بنام "بائبل کی ابتدائی غذا"
(Initial Bible Rations.) دیتا ہے۔ اِس میں

زیادہ تر بائبل کے ایسے حوالے موزوں سُرخیوں کے ساتھ درج کئے
جاتے ہیں۔ جن پر ایک نومرید کو غور کرنا چاہئے۔ اور جنہیں اُسے اچھی
طرح سیکھنا ضروری ہے۔ گریہم کے ایک ساتھی نے یہ خیال ظاہر کیا
کہ متلاشیوں سے مُلاقات کے کمرے میں بائبل کی تعلیم اور اِس کے
بعد کا کام ہی گریہم کی کامیابی کا راز ہے۔ وُہ کہتا ہے۔ کہ "نوّے فیصدی
نومریدوں کو کھو دینے کی بجائے ہم نوّے فیصدی نومریدوں کو ہمیشہ
کے لئے پکڑے رہتے ہیں"۔ گریہم کا طریقہ اوّل اور آخر اور ہر بات میں
بائبل کا استعمال ہے۔ صلاح کاروں کی تربیت اور تیاری میں بشارتی
کام اور متلاشیوں سے ملاقات کرنے کے پیشِ نظر بائبل کا مطالعہ ہی
سب سے زیادہ اہم بات ہے۔ پُلپٹ یا پلیٹ فارم پر گریہم
(Graham) کی منادی میں بھی بائبل ہی کو پیش کیا جاتا
ہے۔ اور متلاشیوں کے ساتھ تربیت کے کام میں بھی اُنہیں زیادہ تر
بائبل کے مختلف مقامات پڑھنے اور سیکھنے کے لئے دیئے جاتے ہیں۔
ایسا بائبل کی ایک جلد حاصل کر لینا ہی کافی نہیں ہوتا۔ بائبل کو خریدنا
کسی کو تبدیل نہیں کرتا۔ ان کے لئے ضروری ہے کہ اِس کو پڑھیں
اِس کا مقابلہ کریں۔ اور اِس کے پیغام کو اپنے لئے مخصوص سمجھیں۔
اِس میں پھر وہی شہادت ملتی ہے۔ جو ہمارے موجودہ مقصد
کے لئے بہت ہی ضروری ہے۔ کیونکہ اس میں وُہ کام دِکھایا گیا ہے۔
جو بائبل بڑی بڑی بشارتی مہموں میں کرتی ہے۔ خاص کر لوگوں کی
شخصی تعلیم و نصیحت کے کام میں جو اِس کے ساتھ ساتھ کیا
جاتا ہے۔

اِس باب میں مردوں اور عورتوں کے درمیان شخصی کام میں بائبل کے اِستعمال کرنے کے مختلف طریقوں پر نظرِثانی کی گئی ہے۔ اِس میں کہا جا چکا ہے۔ کہ بائبل کو کس طرح ہر قسم کے لوگوں کے لئے مفید طریقے سے اِستعمال کیا جا سکتا ہے۔ خواہ وُہ ریل گاڑی میں سفر کرنے والے مصروف شہری ہوں۔ یا کسی قہوہ خانہ میں اپنے تفریح کا وقت گزارنے والے کسان۔ یا پھر وُہ شکاگو شہر کے تہ خانوں میں بسنے والے جرائم پیشہ لوگ ہوں۔ اگر بائبل کو عقلمندی سے استعمال کیا جائے۔ تو یہ ہر ایک آدمی کو اُس کی ضرورت کے موافق جواب دے سکتی ہے۔ خواہ کیسی ہی حالت کیوں نہ ہو۔ اِس میں کامیابی یا ناکامی کا اِنحصار اُس کتاب پر نہیں۔ بلکہ اُس آدمی پر ہے جو اِسے استعمال کرتا ہے۔ اور اُس طریقے پر ہے۔ جو وُہ اِس کے مطالعہ کے لئے اِختیار کرتا ہے۔ کامیابی کا ایک طریقہ یہ بھی ہے۔ کہ جہاں تک ہو سکے۔ پاک صحائف کے حقیقی الفاظ کو استعمال کیا جائے۔ اِس میں زیادہ بحث نہ کرو۔ اور نہ کسی کو اپنی گفتگو ہی سے قائل کرنے کی کوشش کرو۔ بلکہ بائبل کو اپنے لئے آپ بولنے دو۔ اور ایسا کرنے کے لئے یا تو کوئی ایسا مقام دُہراؤ جو خود تمہیں یاد ہے۔ اور یا بائبل کو نکال کر اُس میں سے وُہ مقام پڑھو۔ اور یا خود سُننے والے سے درخواست کرو کہ وُہ اُس کو پڑھے۔ ایک ایسی کتاب کو کسی کے آگے پیش کرنا جسے کوئی خود دیکھ کر چھُو سکے۔ اور جس کے الفاظ کو وُہ اپنی آنکھوں سے پڑھ سکے ایک نہایت ہی موثر طریقہ ہے۔ بعض کارکُن یہ بہتر سمجھتے ہیں۔ کہ جب تک گفتگو کرتے ہوئے کافی عرصہ نہ گزر جائے کتاب کو پیش نہ کریں۔ بلکہ

اپنے ذہن سے ہی ایسے مقامات کو دُہرائیں جو اِس کام کے لئے مفید ہیں۔ دراصل اکثریت ایسے لوگوں کی ہی ہے۔ جو چاہتے ہیں۔ کہ کتاب اُن کے ہاتھ میں رہے۔ کیونکہ ایسا معلوم ہوتا ہے۔ کہ یہ الفاظ کو مجسم بنا دیتی ہے اور اُنہیں ایک نئی زندگی دے کر متلاشی کے دِل میں اعتماد اور بھروسہ پیدا کر دیتی ہے۔

اور ایک بات جس کے بارے میں بتانا ضروری ہے۔ یہ ہے کہ لوگوں کے ساتھ گفتگو کرنے میں کافی وقت لگایا جائے۔ خواہ کسی کا گھر ہو یا گاؤں کی سرائے۔ بازار میں کوئی دُکان ہو یا ملاقات کا کمرہ بشارتی کام کے نقطہ نظر سے سب سے زیادہ اہم بات یہ ہے۔ کہ کہیں بھی جلدی نہ کرنی چاہئے۔ جلدی جلدی کتابیں فروخت کرنے سے کسی کا شوق اُبھارا نہ جا سکیگا۔ اور اگر شوق ہی نہ اُبھارا گیا۔ تو کتابوں کو لے جا کر لوگ کہیں رکھ کر بالکل بھول جائینگے۔ اگر انجیل فروش یہ یقین رکھنا چاہے۔ کہ اُس کی کتاب پڑھی جائے۔ اور خاص کر تیاری اور شوق کے ساتھ پڑھی جائے۔ تو سب سے پہلے اُسے خود لوگوں کے شوق کو پُورے طور سے اُبھارنا ضروری ہے۔ اِس کے لئے ضروری ہے کہ وُہ اپنی چیز کو خریدنے والوں کے ساتھ تعلقات بڑھانے کے لئے کافی دیر تک اُن سے گفتگو کرے۔ اور نہ صرف اُن کے ہاتھ کتابیں فروخت کرے۔ بلکہ اُن میں یہ شوق پیدا کرنے کی بھی کوشش کرے۔ کہ جو کتاب خریدی گئی ہے اُسے پڑھ بھی لیں۔

بشارت کے نقطۂ نگاہ سے ایک اور ضروری بات یہ ہے۔ کہ بانٹنے والے کا تعلق ایسے لوگوں سے قائم کیا جائے جو بائبل کو پڑھتے

ہوں۔ اور اگر ہو سکے تو اِسے مسیحی جماعت کے ساتھ قائم کیا جائے جو مِل کر عبادت کرتی ہو۔ تاکہ وُہ شروع ہی سے اکیلا پڑھنے والا نہ ہو۔ بلکہ پڑھنے والوں کی جماعت کا ایک رُکن ہو۔ اِسی وجہ سے یہ بہت ہی ضروری ہے۔ کہ انجیل فروش جس قدر ہو سکے کلیسیا کے ساتھ مِل کر کام کرے۔ تاکہ پاک صحائف کے لئے خریداروں اور پڑھنے والوں کا تعلق مسیحیوں کی جماعت سے قائم کر سکے۔

۵۔ اجتماعی مساعی میں بائبل کا استعمال

اِس باب کا تعلق موجودہ زمانے کے بشارتی کام کی اجتماعی مساعی میں بائبل کے اِستعمال سے ہے۔ خواہ اِن مساعی میں کسی ایک فرقہ یا مشن کا ہاتھ ہو۔ خواہ یہ ایسی اجتماعی مساعی ہوں جن میں ایک علاقہ کی مختلف کلیسیائیں یا مشنیں مِل کر حِصّہ لے رہی ہوں۔ اس سلسلہ میں سب سے پہلے لاطینی امریکہ سے ثبوت پیش کئے جائینگے۔ پھر افریقہ اور ایشیا سے۔ اُس کے بعد شمالی امریکہ اور یورپ کے بابت علم ہے۔ اس کے بعد چند ایک خاص خاص باتوں پر بحث کی جائیگی مثلاً پاک صحائف کی وسیع پیمانہ پر تقسیم۔ آڈیو وژیول ایڈز (Audiovisual aids) اور بائبل کارسپانڈنس کورسوں (Correspondence Courses) میں ترقی۔ اِن تمام مختلف قسم کی بشارتی سرگرمیوں میں بائبل ایک قیمتی اور مؤثر ہتھیار ثابت ہُوئی ہے۔

(الف) لاطینی امریکہ:-

اکثر کہا جاتا ہے۔ کہ مسیحی کلیسیا خاص طور پر اُن مقامات میں ترقی کر رہی ہے جہاں بائبل کو بڑے شوق سے تقسیم کیا جاتا ہے۔ یہ دُنیا کے دُوسرے حِصّوں کی نسبت کتنا ہی درست کیوں نہ ہو۔ لیکن یہ ایک حقیقت ہے۔ کہ برازیل کے حق میں یہ بالکل درُست ہے اور کہا جاتا ہے۔ کہ یہاں بشارتی مسیحیت دُنیا بھر کے تمام ممالک سے زیادہ ترقی کر رہی ہے۔ یہاں نہ صرف بڑی کلیسیائیں اور مضبُوط کانگریگیشنیں ہی ہیں۔ بلکہ بہت زیادہ تعداد میں ایسے لوگ بھی ہیں جو کلیسیاؤں کے رُکن بننے کے مُنتظر ہیں۔ کہا جاتا ہے۔ کہ پریسبٹیرین لوگ اتنی زیادہ تعداد میں بڑھ رہے ہیں کہ کلیسیائیں اُن تمام لوگوں کو اتنی جلدی ممبر نہیں بنا سکتیں اور اُنہیں کافی دیر تک اِس بات کا انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اُن کی کلیسیا میں جتنے پُورے ممبر ہیں اُس سے دوگنی تعداد متلاشیوں کی ہے۔ کہا جاتا ہے۔ کہ میتھوڈسٹ بھی اتنی ہی تیزی سے بڑھتے جا رہے ہیں۔ اور عام طور پر سب جانتے ہیں کہ پینتیکوستی اور بیپٹسٹ سب سے زیادہ بڑھ رہے ہیں۔ اور جب یہ سوال کیا جاتا ہے۔ کہ اتنی حیرت انگیز ترقی کا سبب کیا ہے۔ تو جواب ملتا ہے۔ کہ صرف بائبل ہی اِس ترقی کی ذمہ دار ہے۔ چنانچہ اکثر کلیسیائی رہنماؤں کا بھی یہی خیال ہے۔ مثال کے طور پر برازیل کی بائبل سوسائٹی کا سیکریٹری اپنی ۱۹۵۲ء کی رپورٹ میں یہ سوال کرتا ہے۔ کہ برازیل میں بشارتی تحریک کے جوش۔ قوت۔ مضبُوطی۔ ترقی۔ خوبیوں اور اثر کی کیا وجہ ہے۔ تو اس کا صاف جواب یہ ہے کہ

دراصل اس کا مرکز بائیبل ہے۔ اور برازیلی مبشرین بائیبل پر
ہی بھروسا رکھتے ہیں۔ اِس کے بعد وہ ایک ایسے شخص کا خیال
دُہراتا ہے۔ جسے دُنیا کے کئی حِصّوں میں مسیحی کام کا بہت تجربہ ہے
وہ لکھتا ہے کہ "میں نے بہت سے سفر کئے ہیں۔ مگر اُن سفروں میں
مجھے ایسے لوگوں سے ملنے کا کبھی بھی اتفاق نہیں ہُوا۔ جو برازیل کے
لوگوں کی طرح بائیبل کو جانتے ہوں اور اُس کا اِتنا گہرا اِحساس
رکھتے ہوں"۔

سب سے زیادہ تیزی سے بڑھنے والے (پینتیکوستی فرقہ کے
علاوہ جِن کی صحیح تعداد معلوم کرنا آسان کام نہیں) بیپٹسٹ فرقے
کے لوگ ہیں۔ اِس میں داخل ہونے کے سخت قوانین کے باوجود ان کی
تعداد ہر روز بڑھتی جا رہی ہے۔ اُنہوں نے ہمیشہ اِس بات پر زور
دیا ہے۔ کہ بشارت کا کام کلیسیا کا ایک مستقل فرض ہے۔ لیکن
پچھلے دس سالوں میں وہ اِس سے بھی آگے نِکل گئے ہیں۔ اور ستمبر
کے مہینے کو اپنا خاص بشارتی مہینہ بنا لیا ہے۔ اُنہوں نے اِس مہینہ
کو اپنی تمام دُعائیہ قوتوں۔ تجاویز اور سرگرمیوں کا مرکز و محور بنا لیا
ہے۔ اور یہ اَب اُن کے لئے گویا سالانہ فصل کاٹنے اور جمع کرنے کا
وقت ہے۔ وہ اِس مہینے میں ایک منظور شدہ تجویز کے مطابق عمل
کرتے ہیں۔ جس کے ماتحت اِس کا پہلا ہفتہ دُعا اور تیاری میں صرف
کیا جاتا ہے۔ دُوسرے ہفتے میں وہ اپنے علاقہ کے ایک ایک گھر میں
ملاقات کے لئے جاتے ہیں۔ اور ہر ایک خاندان کو مقدّس یُوحنّا رسُول
کی انجیل کی ایک ایک جلد دے آتے ہیں۔ اور اس کے ساتھ وہ اپنی

مسیحی گواہی بھی پیش کرتے ہیں۔ وہاں سے واپس آتے ہُوئے وہ ہر ایک
خاندان کو اگلے ہفتے کے بشارتی اِجلاسوں میں آنے کی دعوت دے
آتے ہیں۔ تیسرے ہفتے میں وہ بشارت کا کام کرتے اور ہر قسم کی
میٹنگوں کا انتظام کرتے ہیں۔ چوتھا ہفتہ اُن خاندانوں سے مُلاقات
کے لئے وقف ہوتا ہے۔ جنہوں نے گذشتہ ہفتے میں فیصلہ کے کارڈ
پر اپنے دستخط کئے ہوں۔ اور متلاشیوں کی ملاقات کے کمرے میں آئے
ہوں۔ اور زیادہ علم حاصل کرنے کی کوشش کی ہو۔ یا اور کسی طریقے
سے اپنی خاص دِلچسپی کا اِظہار کیا ہو۔ اِس دُوسری ملاقات میں متلاشی
کو پڑھنے کے لئے ایک اور انجیل دی جاتی ہے۔ اور اِس کے ساتھ ہی
چھوٹے چھوٹے ٹریکٹوں کی چند جلدیں بھی دی جاتی ہیں جن میں مسیحی ایمان
کا مطلب بیان کیا جاتا ہے۔

اب یہ صاف ظاہر ہے۔ کہ اِس قسم کی اجتماعی مساعی میں بشارت
اور پاک صحائف کا آپس میں اِتنا گہرا تعلق ہے۔ کہ اِن کو ایک
دُوسرے سے الگ کرنا بالکل ہی ناممکن ہے۔ ان تمام مساعی کا
سب سے ضروری حصّہ بائیبل ہے۔ اِس کے علاوہ اِس قسم کا بشارتی
کام بہت ہی مفید ثابت ہُوا ہے۔ اور اسے خود برازیل کے
بیپٹسٹ (Baptist) اپنی اِس حیرت انگیز ترقی کی سب
سے بڑی وجہ تسلیم کرتے ہیں۔ وہ ہر سال اندازاً تینتیس لاکھ کے قریب
پاک صحائف استعمال کرتے ہیں۔ جن میں زیادہ تعداد یُوحنّا رسُول کی
انجیل کی ہوتی ہے۔ اور اگر اُن کو زیادہ مِل سکیں تو وہ اِن سے بھی کہیں
زیادہ جلدیں استعمال کر سکتے ہیں حالانکہ وہ اُنہیں مُفت تقسیم نہیں

کرتے۔ بلکہ فروخت کرتے ہیں۔ اور اِن کا زیادہ حصّہ اُس سالانہ
مُلاقات کے وقت گھر گھر جا کر فروخت کرنے میں ہے جس کا ذکر ابھی اُوپر
کیا گیا ہے۔ برازیل میں اور کوئی کلیسیا پاک صحائف کا اِتنا اِستعمال
نہیں کرتی اور نہ اِتنی زیادہ ترقی ہی کرتی ہے+

بائیبل کی تقسیم اور کلیسیائی ترقی کے آپس میں گہرے تعلق کو
لاطینی امریکہ کے دُوسرے حصّوں مثلاً ارجنٹائنا۔ چلی۔ کوسٹاریکا۔
میکسیکو اور کیوبا میں بھی دیکھا ہے۔ مگر اتنے حیرت انگیز طریقے پر
قطعی نہیں دیکھا۔ ارجنٹائنا میں تو کلیسیائی زندگی کا کوئی اور پہلو
یورپ سے آئے ہُوئے لوگوں کو اِتنا موثّر کرتا ہی نہیں۔ اِس مُلک میں
پروٹسٹنٹ کلیسیا کی ایک سب سے بڑی جماعت نے اِن الفاظ
کو اپنا نعرہ بنا لیا ہے "آؤ ہم بیج بوئیں"۔ تمام مُلک میں خدام الدین
لیمین۔ عورتیں اور نوجوان سب اِسی کام میں معروف نظر آتے ہیں
اور اِسی میں اپنی تمام طاقتیں صرف کرتے ہیں۔ اِس مُلک میں
تقریباً آدھی درجن دُوسری پروٹسٹنٹ جماعتوں نے بھی کچھ اِسی
قِسم کی مہمات شروع کی ہیں۔ اِن تمام سرگرمیوں کا نتیجہ بہت ہی
مُؤثر ہُوا ہے۔ چنانچہ اِن تمام مساعی میں بائیبل کا حصّہ سب سے
آگے اور اوّل تھا۔ ارجنٹائنا میں بائیبل سوسائٹی کا سیکرٹری
لکھتا ہے۔ کہ "یہ تمام جماعتیں پاک صحائف کی اُن تمام جلدوں
کے حاصل کرنے کے لئے جن کے بغیر گزارہ نہیں ہو سکتا۔ اور اُن کی
تقسیم کے متعلق صلاح کے لئے بائیبل سوسائٹی پر کُلّی طور سے بھروسہ
رکھتی ہیں۔ مُلک کے مختلف حصّوں سے اُس مدد کے متعلق جو بائیبل

لوگوں کے دِلوں تک خُدا کا کلام پہنچانے میں کرتی ہے ہمیں برابر شکر گزاری
کے خطوط وصول ہوتے رہتے ہیں"۔ اِسی طرح ایک پادری نے ہمیں
سال ہی میں لکھا ہے "آپ کی مدد کے وسیلے سے ہم خاص اصلاسول
کی مہم کے ساتھ ساتھ پاک صحائف کی تقسیم کی خواہش کو پُورا کرنے
کے قابل بن گئے ہیں"۔ ایک اور صاحب لکھتے ہیں "بائیبل سوسائٹی
کے تعاون کے وسیلے سے ہمارے لئے یہ بہت ہی آسان ہو گیا ہے
کہ ہم چیدہ چیدہ لوگوں کی بھاری تعداد کو نئے عہد نامہ کی جلدیں
بھیجتے سے اپنی بشارتی مساعی کو اَور زیادہ مضبوط بنا سکیں"۔

چلی میں بھی بشارتی کام کی سرگرمی میں بائیبل از سرِ نو زندہ ہو
گئی ہے۔ کئی سال سے بائیبل کی تقسیم کلیسیا کی بشارتی سرگرمیوں
کے ساتھ ساتھ رفتہ رفتہ ترقی کر رہی ہے۔ گزشتہ چند برسوں کی
ترقی نے پچھلے سال کی تمام کوششوں کو مات کر دیا ہے ایک طرف تو
ایک اچھی منظّم اور سرگرم بشارتی مُہم پر تمام قوم عمل کر رہی ہے۔
جس سے لوگوں کے دِلوں پر بہت ہی اثر ہُوا ہے اور دُوسری طرف بائیبل
کی اشاعت میں اِتنی ترقی ہُوئی ہے کہ پچھلے تمام ریکارڈ ٹوٹ گئے ہیں۔
یہاں ایک بار پھر بشارت اور پاک صحائف کی اشاعت نے ساتھ
ساتھ ترقی کی ہے۔

اب وسطی امریکہ کا حال سُنیئے۔ کوسٹاریکا اُس طریقہ کی بہترین
مثال پیش کرتا ہے جس میں بشارت اور پاک صحائف کو ایک خاص
اجتماعی کوشش میں یکجا کر دیا ہے۔ ۱۹۵۳ء میں سان جوسی
(San Jose) کی بشارتی کلیسیاؤں نے ایک اتحادی مہم

شروع کی۔ اُنہوں نے اِسے شروع کرنے کے لئے گھر گھر جاکر شروع کیا
چند ہفتوں میں پاک صحائف کے حِصّوں کو تقسیم کیا۔ شہر کو مختلف علاقوں
میں تقسیم کر دیا گیا اور ہر ایک کلیسیا کو ایک ایک حلقہ میں بائیبل کو تقسیم
کرنے کا ذمہ دار بنایا گیا۔ ملاقات کرنے والوں کو بڑی احتیاط سے منتخب
کیا گیا اور اُنہیں مضمون کو شروع کرنے میں ہدایات دی گئیں پھر اُنہیں
انجیل کے حِصّے دے کر دو دو کرکے بھیجا گیا چند واقعات کے سِوا کچھ
لوگوں نے ان کا مذاق بھی اُڑایا اس کے باوجود وُہ لوگ جہاں کہیں بھی
جاتے بہت اچھی طرح قبول کئے جاتے تھے۔ اُنہوں نے لوگوں کے
سوالوں کا جواب دیا اپنی گواہی پیش کی۔ کتابیں فروخت کیں یہاں تک
کہ دِن میں ایک ایک ہزار تک کتابیں بکیں۔ اور آنے والی خدمت کے
لئے لوگوں کے دِلوں میں جوش پیدا ہو گیا۔ ایک سال بعد اسی خدمت کے
کام پر نظرِ ثانی کرتے ہُوئے وہاں کے کلیسیائی راہ نما اِس بات پر متفق
ہوگئے کہ اس کے نتائج بہت ہی حوصلہ افزا تھے۔ کیونکہ کارندوں کو
بڑی اچھی طرح سے تیار کیا گیا تھا۔ کچھ ملاقاتی اِن تیاری کی میٹنگوں میں
بڑی عجلت کے ساتھ شریک ہُوئے اور جلدی چلے بھی گئے اس لئے جب
وُہ اپنے کام کو گئے تو گھبرائے ہُوئے سے تھے اور پُورے طور پر تیار بھی نہ
تھے۔ اِن حالات میں وُہ ہمتیں ہار بیٹھے اور بیشتر اِس سے کہ اپنے فرائض
کو ادُھورے طور پر ہی انجام دیتے اُنہوں نے اپنی تمام کوششیں بند
کر دیں لیکن دُوسرے لوگ اور بالخصوص علم الٰہی کے طلباء کا ایک گروہ
چار دن تک لوگوں سے ملاقات کرنے اور بائیبل فروخت کرنے کی تعلیم
پاکر اپنی ملاقاتوں کے لئے بہت اعتماد اور شوق کے ساتھ چل دیا وُہ یہ

بات بخُوبی سمجھ گئے کہ اناجیل کے حِصّے بات کرنے کے لئے بہترین مواد
بہم پہنچاتے ہیں جن کے وسیلے سے لوگ مسیحیت میں دلچسپی لیتے گئے ہیں۔
اور آنے والی خدمت میں بھی حِصّہ لینے کو تیار ہو جاتے ہیں اُن میں سے
اکثر لوگوں نے اِس مہم کے ختم ہونے کے باوجود بھی بہت دیر تک کام کیا
اور لوگوں کو بائیبل پڑھنے میں مدد دیتے اور اپنے پیغام کی تشریح کرتے
رہے اور اس طرح آہستہ آہستہ اُنہیں مسیحی بنانے کی کوشش میں لگے
رہے۔ ان تمام مساعی میں بائیبل کا اِس خدمت کے ساتھ اتنا گہرا
تعلق رہا ہے کہ اِن کے بارے میں علیحدہ علیحدہ گفتگو کرنا ناممکن ہے بائیبل
اسی خدمت کا ایک ضروری حِصّہ تھی اور اس کے کارندے یہ کہنے پر
مجبور ہو گئے کہ سان جوسی کے لوگوں کے دِلوں میں خُدا کے کلام کے پیغام
کو پہنچانے کے لئے بائیبل نے ہی ان کی مدد کی ؂

(ب) افریقہ اور ایشیا میں :۔

صرف لاطینی امریکہ ہی دُنیا کا ایسا حِصّہ نہیں ہے۔ جہاں
بائیبل اور بشارت میں اِس قدر گہرا تعلق ہو۔ تقریباً بارہ سال یا
اس سے زیادہ کا عرصہ ہُوا ہے۔ جب سے افریقہ کے برّاعظم کے عین
وسط میں رُوانڈا (Ruanda) کے مقام پر ایک بیداری ہو
رہی ہے۔ اور یہ بیداری اب کینیا۔ یوگنڈا اور ٹانگانیکا کی حدُود
تک پھیل گئی ہے۔ اِس کی حقیقت اور بائیبل کے ساتھ اس کے تعلق
میں کسی قِسم کے شک کی گنجائش نہیں ہو سکتی۔ بشپ جن کا اِس بیداری
کی تحریک کے ساتھ گہرا تعلق ہے کہتے ہیں کہ "اِس بیداری کی پُشت پر
بائیبل کام کر رہی ہے ...... اپنے ابتدائی دِنوں سے رُوانڈا کی

افریقی کلیسیا کو بڑی مضبوطی سے نجات کے بارے میں بائیبل کی تعلیم دی گئی ہے" اور اس کی ایک امتیازی صفت یہ ہے۔ کہ بائیبل پر مبنی یہ بنیادی اُس صبر کا منبع بن گئی جس نے کینیا میں افریقی مسیحیوں کو ماؤ ماؤ قوم کی چیرہ دستیوں اور مظالم کے برداشت کرنے کے قابل بنا دیا ہے۔

اِن سب میں زیادہ صاف اور صریح وُہ ثبوت ہے۔ جو جنوبی ہندوستان سے ہمارے پاس بھیجا گیا ہے۔ اور جس سلسلے میں ڈارنکل بشپ عزریاہ کا نام لیا جاتا ہے۔ وُہ نہ صرف خود ہی ایک انتھک مبشر تھے۔ بلکہ اُنہوں نے صاف ظاہر کر دیا کہ وُہ ہر مسیحی عورت اور مرد سے یہ اُمید رکھتے ہیں۔ کہ وُہ بھی بشارت کا کام کریں۔ وُہ کہتے تھے۔ کہ ابتدائی کلیسیا میں عام لوگوں ہی نے انجیل کی خوشخبری کو پھیلایا تھا۔ غلام نے غلام کو۔ سپاہی نے سپاہی کو اور مزدور نے مزدور کو خداوند کی خوشخبری دی۔ اور وُہ ایسی اُمید کرتے ہوئے دُعا کرتے تھے۔ کہ یہی کام ہندوستان میں بھی ہو۔ اُنہوں نے ایک بلند معیار قائم کیا۔ اور جب ان کی اُمید اور خواہش پوری ہوتی نظر نہ آتی تو اُنہیں سخت مایوسی ہوتی۔ مثلاً جب انہیں معلوم ہُوا کہ خود اُن کے اپنے علاقے میں صرف تین چوتھائی مسیحی بشارت کے کام میں حِصہ لے رہے ہیں۔ تو وُہ بہت مایوس ہُوئے۔ وُہ گاؤں گاؤں پھر کر بشارت کی ضرورت کا پیغام ان الفاظ میں دیتے رہے۔ "کیا یہاں کا ہر ایک مسیحی ایک اور رُوح کو مسیح کے پاس لے آیا ہے"۔ وُہ اُن دیہاتی مسیحیوں سے پُوچھتے جو اُن کا کلام سُننے کو اُن کے پاس جمع ہو جاتے تھے۔ اُس کے بعد وُہ ایک مؤثر رسم ادا کرتے جس میں وُہ خود بھی برابر کا حصہ لیا کرتے تھے۔ اُن کا اپنا بنایا ہُوا طریقہ تھا۔ کہ وُہ

ہر ایک بپتسمہ یافتہ مسیحی سے کہتے کہ اپنے سر پر ہاتھ رکھو اور میرے ساتھ یہ الفاظ کہو۔ "مَیں ایک بپتسمہ یافتہ مسیحی ہُوں۔ اور اگر مَیں انجیل نہ سُناؤں تو مجھ پر افسوس ہے"۔ یہ ایک نہایت سادہ سی چیز تھی جسے سب دیہاتی اچھی طرح سمجھ لیتے۔ اور کبھی نہ بھُولتے۔ ان کا ایک اور کام پاک صحائف کی تقسیم تھا۔ وُہ اپنے شخصی تجربہ سے جانتے تھے کہ بشارت کے کام اور بائیبل کے مطالعہ میں کس قدر گہرا تعلق ہے۔ ان کا قول تھا۔ کہ "میری اپنی زندگی میں دو یا تین باتیں ایسی ہیں جن سے میری رُوحانی زندگی کو غذا ملتی رہی ہے۔ اور ان میں سے اوّل بات بائیبل کا مطالعہ ہے"۔

ان کی کوششوں کو نظر میں رکھتے ہُوئے یہ حقیقت کچھ عجیب نہیں معلوم ہوتی کہ اُنہوں نے سالانہ بشارتی مہموں اور گواہی کے ہفتوں کا بہترین انتظام کیا۔ وُہ اِن مظاہروں میں خود بھی سادہ دیہاتی لوگوں کے پہلو بہ پہلو شریک ہُوا کرتے تھے۔ وُہ مسیحی دیہاتی گانوں میں بھی شامل ہوتے۔ اور جب گاؤں کے بازاروں کے مختلف حِصوں میں یہ جلوس ٹھہرا کرتا۔ تو وُہ پاک صحائف کے مختلف مقامات کے پڑھنے میں بھی شریک ہوتے۔ اور انجیل کے حصوں کی تقسیم میں بھی پُورے طور پر شرکت کرتے۔ اِس کے علاوہ وُہ ہر وقت بائیبل کے ترجمے اور نظرِ ثانی کے کام میں اور پاک صحائف کی تقسیم کرنے والی کمیٹیوں میں کام کرنے کے لئے بھی تیار رہتے تھے ان کی نظر میں بائیبل اور بشارت دونوں ایسی باتیں تھیں جن کو ایک دُوسری سے جُدا نہیں کیا جا سکتا۔

تھائی لینڈ (سیام) میں بھی جو ایک ایسا مُلک ہے جس میں ابھی

بہت کم مسیحی ہیں۔ سب نے اپنے تجربہ سے یہ جان لیا ہے۔ کہ جب بائیبل
کی تقسیم اور بشارت ساتھ ساتھ ہوں۔ تو نتیجہ بہت جلد ظاہر ہوتا ہے۔
اسی کے مطابق وہ سب سے پہلے بائیبل کی سٹڈی کرتے ہیں۔ اور پھر
اس کو پھیلانے کے لئے طلباء کو مختلف گاسپل ٹیموں میں تقسیم کرتے ہیں۔
تاکہ بشارتی کام کریں اور پاک صحائف کی فروخت میں بھی حصہ لیں۔ انہی
دنوں میں ایک گاؤں میں کئی ہفتوں تک مسیحیوں کی ایک جماعت بائیبل
سٹڈی کے لئے جمع ہوتی رہی۔ اور تھائی لینڈ کی بائیبل سوسائٹی کا
سیکریٹری لکھتا ہے۔ کہ "اس طرح سے اس گاؤں کے لوگ انجیل کی
سچائی کو سمجھنے کے قابل ہو گئے۔ اور اُن کے دلوں میں ایک حقیقی خواہش
بیدار ہو گئی کہ اس سچائی میں وہ اوروں کو بھی اپنے ساتھ شامل کریں۔ انہوں
نے فیصلہ کیا کہ نہ صرف خدا کے کلام کا مطالعہ ہی کریں گے۔ بلکہ اُس کی
منادی دوسرے گاؤں کے لوگوں میں بھی کرینگے۔ چنانچہ اب وہ گواہی دینے
اور انجیل کے حصے فروخت کرنے کے لئے باقاعدہ باہر جاتے ہیں۔" اس کا
نتیجہ یہ ہوا ہے کہ بائیبل اور اُسکے حصوں کی فروخت کی تعداد ہزاروں تک
پہنچ گئی ہے۔ بہت سے لوگ اس کی بابت اور زیادہ معلومات حاصل
کرنا چاہتے ہیں۔ اور چند ایک بپتسمے بھی ہوئے۔

ان مختلف مہمات۔ گواہی کے ہفتوں۔ دیہاتی [illegible] اور
اور ایسے ہی دوسرے اجتماعی کاموں کا اصل مقصد بشارت ہوتا ہے۔
لیکن ان سب حالات میں بائیبل ہر وقت ہی ساتھ رکھی گئی ہے۔ وہ
گواہیاں جو برازیل۔ کوسٹاریکا۔ ہندوستان اور تھائی لینڈ جیسے مختلف
ملک سے حاصل کی گئی ہیں صاف ظاہر کرتی ہیں۔ کہ جب بائیبل کو

خوب اچھی طرح سے استعمال کیا جاتا ہے۔ تو بشارتی نتائج بہت
نمایاں ہوتے ہیں۔ وہ لوگ جو ان مہمات میں حصہ لیتے ہیں۔ بائیبل کی
قدر و قیمت کے بڑی حد تک قائل ہیں۔ وہ اپنے تجربے سے جان لیتے
ہیں۔ کہ بائیبل کی مدد سے وہ صحیح طور پر اپنی بشارت کا کام کر سکتے ہیں۔ [illegible]
کلام کے بیج کے بوئے جانے کے بعد کا کام بھی بہترین طور پر ہی سرانجام
دیتی ہے۔ اور لوگوں کو وہ اس طرح قائل کر دیتی کہ وہ کسی نہ کسی نتیجے پر
ضرور پہنچ جاتے ہیں۔

ان مہمات کے علاوہ جو بالکل بشارتی ہوتی ہیں اور طریقے بھی ہیں۔ مثلاً
بائیبل کے ہفتے یا مہینے۔ اور بائیبل کی نمائشیں۔ جہاں بشارت کی
بجائے بائیبل کے مطالعہ اور بائیبل کی تقسیم پر زور دیا جاتا ہے۔ یہاں
خاص مقصد یہ ہے۔ کہ لوگوں کی توجہ بائیبل کی طرف دلائی جائے۔ خاص
کر اُن لوگوں کی جو کلیسیائی زندگی سے باہر ہیں۔ اور ایسا کرنے میں
اُمید رکھی جاتی ہے۔ کہ بائیبل میں دلچسپی پیدا ہونا مسیحی زندگی کی
طرف پہلا قدم ہوگا۔ بائیبل کی ان مہمات میں بشارتی مقصد بھی
ہوتا ہے۔ لیکن یہ یہاں صاف صاف نظر نہیں آتا۔

بائیبل کی مہمات اور بائیبل کے ہفتے یا مہینے عموماً علاقائی طور پر
شہروار یا صوبہ وار منظم کئے جاتے ہیں۔ اور ان کا مقصد خاص طور
ہوتا ہے۔ کہ کسی خاص وقت کے لئے تمام جماعت کی نظر کتاب
مقدس پر لگی رہے۔ ایسی مساعی عام طور پر ہر فرقہ کے لئے د بینی
(Inter denominational) یکساں ہوتی ہیں۔ اور
ان میں ہر ایک مسیحی شامل ہو سکتا ہے۔ اور یا کم سے کم جہاں یہ کام ہو

رہا ہو نہاں کی کلیسیا کے لوگ ۔ دراصل اُن کی کامیابی ایک حد
تک اُس تعاون پر مبنی ہے ۔ جو اُنہوں نے حاصل کیا ہے ۔ پیرو میں
ایک بائیبل کی مہم میں جو چند دن ہوئے جاری کی گئی تھی عام جلسوں
کے بجائے ذاتی طور پر ملاقاتوں کے لئے زور دیا گیا تھا ۔ ایک مخلص علاقے
کی بعض کلیسیاؤں نے اِس صلیبی مہم کی ذمہ داری اپنے سر لی ۔ پھر
اِس علاقہ کو حصّوں میں تقسیم کیا گیا ۔ اور کلیسیا کے دو دو ممبر ہر حصّے میں
مقرر کئے گئے ۔ تب کلیسیا کے ممبروں نے باقاعدہ طور پر ہر خاندان
کی ملاقات کو جانا شروع کر دیا ۔ اور وُہ جب ملاقات کو جاتے ۔ تو اپنے
ساتھ پاک صحائف کے حصّے اور چند ٹریکٹ بھی لے جاتے تھے ۔
وُہ جن جن خاندانوں میں جاتے اُن کی دلچسپیاں مع اُن کے نام کے لکھ
لیا کرتے تھے اور اُن کی دلچسپیاں جن کو وُہ ظاہر کرتے لکھ لیتے تھے ۔ اِس
صلیبی جنگ میں جو لوگ خاندانوں میں ملاقات کے لئے جاتے ۔ وُہ
رضاکارانہ طور پر ہی جاتے تھے ۔ اُن کا فرض صرف علیحدہ علیحدہ خاندانوں
ہی میں ملاقات کے لئے جانا تھا ۔ چند سال ہوئے اِسی قسم کی ایک
مُہم ہندوستانی زندگی کے مختلف حالات کے متعلق ٹِنّاولی
(Tinnevelly) کے علاقے میں بھی شروع کی گئی تھی ۔ اِس
میں بہت سی خاص مشکلات کا سامنا کرنا پڑا ۔ نہ صرف اِس لئے
کہ اُس علاقہ کی زیادہ تر آبادی دُور دُور بسے ہوئے دیہاتوں میں آباد تھی ۔
بلکہ اِس لئے بھی کہ لوگوں کی بہت سی تعداد لکھنا پڑھنا نہیں جانتی تھی ۔
اور اس سے بھی زیادہ اُن لوگوں کی تعداد تھی ۔ جو اتنے غریب تھے ۔
کہ وُہ کوئی کتاب خرید ہی نہیں سکتے تھے ۔ اِن تمام مشکلات کے

باوجود تقریباً بارہ ہزار انجیلیں بیچی گئیں اور بے شمار گھروں میں
لوگوں سے ملنے کا اتفاق بھی ہوا ۔ بائیبل کے ہفتوں یا مہینوں کے
دنوں میں یہ صلیبی جنگ ایک ایسی اتحادی کوشش کی صورت اختیار کر
لیتی ہے ۔ جس میں کسی مشن کے علاقہ کی تمام کلیسیائیں مِل جُل کر حصّہ
لیتی ہیں ۔ لیکن صورت یہ ہوتی ہے کہ علیحدہ علیحدہ خاندانوں کے بجائے
پُوری جماعت پر زور دیا جاتا ہے ۔ اور یہ کام شخصی ملاقاتوں میں نہیں
بلکہ ہالوں ۔ سکولوں ۔ کارخانوں ۔ گرجا گھروں اور کھلے میدان میں
اجلاسوں کا بندوبست کئے جانے سے ہوتا ہے ۔ اِس قسم کی صلیبی
جنگ میں کلیسیاؤں کے نمائندے بائیبل سوسائیٹیوں کے
ساتھ تعاون کرتے ہیں ۔ اِس تمام کوشش میں گھر گھر جا کر ملاقات
کرنے کی بہ نسبت انتظام اور نظم و نسق کی بہت زیادہ ضرورت پڑتی
ہے ۔ اور اس میں فلموں ۔ تمثیلچوں ۔ ڈراموں ۔ اور دُوسری آڈیو وژیول
ایڈز (Audio visual Aids) کا استعمال کیا جاتا ہے ۔
کتابوں کے میلے ۔ کتابوں کی پارٹیوں ۔ بائیبل لیکچروں ۔ اور بائیبل
کے مظاہروں ۔ بائیبل کانفرنسوں ۔ اور بائیبل کیمپوں غرضکہ سب
کا مقصد ایک ہی ہوتا ہے ۔ اور وُہ یہ کہ لوگوں کی توجّہ کو بائیبل کی طرف
مبذول کروائیں ۔ اور اُنہیں اِس کو پڑھنے اور خریدنے کا شوق
دلائیں ۔

چُونکہ بائیبل کی نمائشیں حال ہی میں شروع کی گئی ہیں ۔ اِس
لئے اِس کے متعلق بھی کچھ کہا جانا ضروری ہے ۔ بائیبل کی پُوری پُوری
نمائشوں کا انتظام جس میں بڑے وسیع ہالوں اور بہت زیادہ تیاری

کی ضرورت ہوتی ہے۔ فرانس۔ بلجیئم۔ سوئٹزرلینڈ۔ برطانیہ اور
دُوسرے ممالک کے بڑے بڑے شہروں میں کیا گیا ہے۔ اور
عام لوگوں نے اِن میں بہت دلچسپی دِکھائی ہے۔ اِس نمائش کا ایک
حِصّہ تو عام طور پر بائیبل کی تواریخ کے لئے وقف کر دِیا جاتا ہے۔
اور اِس حِصّہ میں قدیم نسخہ جات اور کہیں کہیں تواریخی اہمیّت
کی بائیبلیں بھی دکھائی جاتی ہیں۔ ایک اور حصّہ میں بائیبل کے تراجم
کی نمائش کی جاتی ہے۔ یہاں یہ دکھایا جاتا ہے کہ کس طرح یہ تراجم
کئے گئے۔ اور عجیب عجیب زبانوں میں بائیبل کے ترجموں کی تصویریں
بھی رکھی جاتی ہیں۔ ایک اور حصّے میں باتصویر بائیبلیں۔ بچّوں کے
لئے بائیبلیں۔ اور اندھوں کے لئے بریل (Braille) بائیبلیں
بھی رکھی جاتی ہیں۔ اِس قسم کی نمائشیں بائیبل کی طرف توجّہ دلاتی ہیں
اور اکثر اوقات ایسے لوگوں کی توجّہ کو بائیبل کی طرف مائل کرتی ہیں جو
اِس میں پہلے کبھی دِلچسپی نہ لیتے تھے۔ اِس طرح سے یہ نئی زمین میں بیج
بونے کا وسیلہ بن جاتی ہیں۔ اور پڑھے لکھے لوگوں کی توجّہ کو بائیبل
کی طرف لگانے اور اُن کی دِلچسپی کو بڑھانے کے لئے بہت ہی مفید
ثابت ہوتی ہیں۔

اَب یہ پُورے یقین کے ساتھ کہا جاسکتا ہے۔ کہ بائیبل کی مہمات
بائیبل کے ہفتے یا مہینوں اور بائیبل کی نمائشوں کا انتظام لوگوں کے
دِلوں میں بائیبل کی طرف سے دِلچسپی پیدا کرنے میں کامیاب ثابت
ہُوا ہے۔ گھر گھر جانا۔ عام جلسوں میں اکٹھے ہونا۔ مظاہرے اور
دُوسرے کھیل وغیرہ یہ ان خاص مساعی کا ایک بڑا حصّہ ہیں۔ بائیبل

کو نمایاں طور پر اُس تمام علاقے کے لوگوں کی نظروں کے سامنے لے آنے کا
مفید آلۂ کار ہیں۔ اِس سے بائیبل کی فروخت میں بھی بہت ترقّی ہوتی
ہے۔ اگرچہ اِس پہلُو کو ابھی اور زیادہ اُجاگر کرنے کی ضرورت ہے۔ لیکن
ابھی یہ کہنا مُشکل ہے۔ کہ یہ تمام طریقے کہاں تک مسیحی مذہب کے
پھیلانے میں کامیاب ہُوئے ہیں۔ یہ تمام مہمات تھوڑے عرصے تک
جاری رہتی ہیں۔ اور ان کی زیادہ سے زیادہ میعاد ایک ہفتہ یا ایک مہینہ
ہوتی ہے۔ لیکن تبدیل شُدہ زندگیوں یا تبدیل شُدہ جماعتوں
کی صُورت میں اِس کا نتیجہ بہت دیر کے بعد نمُودار ہوتا ہے بشارتی
نقطۂ نظر سے اِن تمام مہمات کا اہم ترین پہلُو یہ ہے۔ کہ ان کا مقصد
کسی نہ کسی طریقہ سے تمام جماعت کے لوگوں کے دِلوں تک پہنچ جائے اِس
صُورت میں بائیبل پر دھیان رکھنے کی کوشش بھی کی جاتی ہے۔ تاکہ یہ
ایسے لوگوں سے متوصّل ہو سکے۔ جو دِل سے خُداوند کو ڈھونڈنا اور
بائیبل کو پڑھنا چاہتے ہیں۔ یہ اِس بات کو بھی ظاہر کرتی ہیں۔ کہ
ایسے لوگوں کے ساتھ جو کلیسیا کی حدود سے باہر ہیں پہلے پہل تعلّقات
پیدا کرنے میں بائیبل کتنی مفید اور کار آمد ہے۔

(ج) شمالی امریکہ میں :۔

اِن اجتماعی مساعی کی ایک اور قسم بھی ہے۔ جس میں اُن ممالک
میں جو مسیحی کہلاتے ہیں۔ کلیسیائی ترقّی کے لئے تجاویز بنائی جاتی ہیں اور اُن
پر عمل کیا جاتا ہے۔ یہ مساعی بالکل بشارتی نوعیّت رکھتی ہیں۔ کیونکہ اُن
کا مقصد صرف باہر کے لوگوں تک پہنچنا ہوتا ہے۔ اور یہ کوششیں
صرف اِس حقیقت کے پیشِ نظر کی جاتی ہیں کہ آج کل بہت کم ایسے

ممالک ہیں۔ جو ایسی مثالیں پیش کر سکتے ہیں۔ جہاں کلیسیا کی ترقی کسی خاص تجویز کے ماتحت کی جا رہی ہو۔ اور جہاں مذہب کی اتنی مختلف قسمیں نظر آتی ہوں۔ جو مثالیں یہاں پیش کی جائینگی وُہ ریاستہائے متحدہ امریکہ سے لی گئی ہیں۔ اِن مثالوں کو پیش کرنے کے دَوران میں اُن ہی طریقوں کو بیان کرنے کی کوشش کی جائیگی جو اِن مساعی میں استعمال کئے جاتے ہیں۔ نیز یہ بھی بتایا جائیگا۔ کہ پاک صحائف کو کس طرح سے کام میں لایا جاتا ہے۔

پہلی مثال میسوری کی سِنڈ کے لُوتھرن لوگوں کی ہے۔ یہ ایک بہت ہی پُرانی وضع کی کلیسیا ہے۔ ایک صدی پہلے اِن کے آباؤ اجداد جرمنی کو چھوڑ کر شمالی امریکہ میں آ بسے تھے۔ تاکہ ماڈرن ازم (Modernism) کے اِس خطرناک اثر سے بچ سکیں۔ جو اُن کے خیال کے مطابق جرمن کلیسیا کی زندگی کو گھن کی طرح اندر ہی اندر کھا رہا تھا۔ اُنہوں نے اپنے ایمان اور عقیدے پر قائم رہنے کے لئے بھاری قیمت ادا کی اور ابھی تک اُسی ایمان پر سختی سے قائم ہیں۔ گو اُن کی کلیسیا ریاستہائے متحدہ کی دولتمند یا بڑی کلیسیاؤں میں سے نہیں ہے۔ پھر بھی اُنہوں نے حکومت کی کسی قسم کی امداد کے بغیر ہی اپنے بچّوں کے لئے سکول کھول رکھے ہیں۔ ریاستہائے متحدہ کے پروٹسٹنٹ فرقوں میں سے صرف یہی فرقہ ایسا کام کر رہا ہے۔ اُن کا خیال ہے۔ کہ ایسا کرنا فائدے سے خالی نہیں۔ کیونکہ سکولوں کے وسیلے سے ہی اُن کی کلیسیائیں اپنے ہم مذہبوں کو ایک سخت مذہبی ضبط کے ماتحت رکھ سکتی ہیں۔ اور اُن کا دعویٰ ہے۔ کہ اُن کے بہت ہی کم نوجوان رُوحانی اضطراب یا جوانی کی

دُوسری باغیانہ باتوں میں پھنس کر اپنے عقیدے سے دُور جا سکینگے وُہ کہتے ہیں۔ کہ ہمارے عقائد مضبُوط ہیں۔ اور ہم جانتے ہیں۔ کہ ہماری حالت کیا ہے ۞

اِس قسم کے سخت اور پکّے عقائد کے لوگوں کے لئے دُوسرے لوگوں کے ساتھ تعاون کرنا آسان کام نہیں۔ اور نہ وُہ ایسا کرنے کے خواہشمند ہی ہیں۔ یہ خاص خاص بشارتی مہموں میں بالکل حِصّہ نہیں لیتے۔ کچھ تو اِس لئے کہ یہ کلیسیائیں اپنی گواہی دُوسری کلیسیاؤں سے الگ ہی دینا چاہتی ہیں۔ اور کچھ اِس لئے بھی کہ یہ کسی خاص یا وقتی مساعی میں کوئی دلچسپی نہیں رکھتیں۔ کلیسیائی طور پر اِن کا عقیدہ ہے۔ کہ بشارت کے لئے کسی وقتی مہم کا انتظام نہیں ہونا چاہئے۔ بلکہ کلیسیا اِسے ایک باقاعدہ فرض خیال کرے۔ اور یہ کام کلیسیائی عبادتوں کی سی باقاعدگی سے کیا جانا ضرُوری ہے۔ اِس سال بھر کی کوشش کا نتیجہ اِس حقیقت میں نظر آتا ہے۔ کہ گذشتہ چار یا پانچ برسوں سے یہ کلیسیا دُوسری کلیسیاؤں کی طرح بہت ہی جلد جلد پھیلتی اور زور پکڑتی چلی جا رہی ہے ۞

اِس جگہ پہنچ کر اُن کا تجربہ مَوجُودہ زمانے کی تحقیق کے عین مطابق ہو جاتا ہے۔ کیونکہ وُہ اِس باقاعدہ اور لگاتار بشارت کے کام کے ساتھ ساتھ بائیبل کا مطالعہ بھی بڑی باقاعدگی سے کرتے ہیں۔ اُن کے ایک سرکاری مضمُون میں لکھا ہے۔ کہ کلیسیا کے تمام کاموں میں سب سے بنیادی بات بائیبل کا مطالعہ ہے۔ اور بائیبل کلاس کی اہمیت وعظ سے دُوسرے درجے پر ہے۔" اِسی مضمُون میں آگے چل کر کہا گیا ہے

کہ ہم یہاں پر کلیسیائیں قائم کرنے نہیں آئے بلکہ خُدا کے کلام کی تعلیم دینے کے لئے آئے ہیں۔ ہمیں صرف کلیسیائی خدمت یا بائبل کلاس ہی کو نہیں بلکہ کلیسیائی خدمت اور بائبل کلاس دونو کے لئے کام کرنا ہے۔" وُہ اپنی کلیسیاؤں میں سبتی عبادتوں کی سی باقاعدگی کے ساتھ بائبل کا انتظام کرواتے ہیں اور کلیسیا کے ستر ستر ممبروں کے لئے ایک ایک بائبل کلاس ہوتی ہے۔ وُہ ان باتوں پر اس لئے بہت زور دیتے ہیں۔ کہ اُن کا عقیدہ ہے۔ کہ کلیسیائی ترقی کے لئے بائبل بہترین مددگار ہے۔

ناصری (NAZARENES) لوگ میتھوڈسٹ کے لوتھرن لوگوں سے اتنے ہی مختلف ہیں جتنی کوئی پراٹسٹنٹ کلیسیا دُوسری پراٹسٹنٹ کلیسیا سے۔ پھر بھی وُہ اس ایک بات میں ایک دُوسرے سے بہت ملتے جلتے ہیں کیونکہ وُہ بائبل سٹڈی اور بشارت کے کام پر ایک ہی طرح کا زور دیتے ہیں۔ ان دونو کلیسیاؤں کے بشارت کے کام میں اتنا ہی اختلاف پایا جاتا ہے جتنا چُونے اور پنیر میں کیونکہ ایک تو باقاعدہ خاص عقائد اور مرکزی نظام کے ماتحت ہے۔ اور دُوسری کی بُنیاد محض ذاتی تجربہ پر اور جذباتی۔

ناصری کلیسیا کا قیام ۱۹۰۸ء میں میتھوڈسٹ کلیسیا کی بیداری کے بعد ہی عمل میں آیا۔ اور آدھی صدی سے کم عرصے میں پچیس لاکھ سے زیادہ آدمی اس کے ممبر بن گئے ہیں۔ ریاست ہائے متحدہ میں نہ صرف سب سے کم عمر بلکہ سب سے زیادہ پھیلنے والا فرقہ یہی ہے۔ اُن کے ادب میں اُن کے بشارتی جوش کی جھلک نظر آتی ہے۔

اور اپنے ممبروں کی تعداد کے تناسب کے لحاظ سے اُنہوں نے ایسی ہی کتابیں بھی لکھی ہیں۔ جتنی شمالی امریکہ کی کسی اور کلیسیا نے۔ وُہ خُود کہتے ہیں۔ کہ ہماری ترقی کا راز ہماری بائبل سٹڈی اور بشارت کے کام کو ایک سی اہمیت دینا ہے۔ ۱۹۴۸ء میں اُنہوں نے ایک چار سالہ مہم کا انتظام کیا۔ جس کا نام "رُوحوں کے لئے صلیبی جنگ رکھا"۔ اور اس زبردست تحریک کا سبب وُہ شعلہ تھا جو بائبل سٹڈی کے وسیلے سے اُن کے دلوں میں بھڑک اُٹھا تھا چار سال کے خاتمے پر اُنہوں نے اس صلیبی جنگ کو اور چار سال کے لئے بڑھا دیا۔ اب کی مرتبہ اُنہوں نے ایک اہم تبدیلی یہ کی کہ اس مہم میں اُنہوں نے بائبل کو سب سے پہلی جگہ دی۔ اس سے پہلے چار سالہ مہم میں بائبل کو اہمیت تو دی گئی تھی۔ مگر اتنی زیادہ نہیں۔ اب اس کی تلافی کرنا ضروری تھی۔ چنانچہ بائبل کو اب مرکزی جگہ مل گئی۔ اور اب اس دُوسرے دور میں جو کتابیں لکھی گئیں وُہ پُورے طور پر بائبل کو پیش کرتی تھیں۔ جو لوگ اس صلیبی جنگ میں حصّہ لینے کے لئے آئے اُن کو تاکید کی گئی۔ کہ پورے طور سے بائبل کا مطالعہ کریں۔ اور بہت سے حصّوں کو ذہن نشین کر لیں۔ جو چھوٹی چھوٹی کتابیں لوگوں کے ہاتھوں میں دینے کے لئے لکھی گئیں۔ اُن میں بائبل کے مختلف حصّوں کو مختلف سُرخیوں کے ماتحت ترتیب دے کر پیش کیا گیا ہے اُن کا دعویٰ ہے۔ کہ "وُہ اسی وقت سے نتیجۃً کامیابی دیکھ رہے ہیں۔ ہم نے دُوسری مہم کا ابھی صرف ایک ہی سال گزارا ہے۔ اور بائبل پر از سرِ نو زور دینا ہماری توقع سے کہیں زیادہ مفید نظر آ رہا ہے۔" اُن کا عقیدہ

ہے۔ کہ "پاک صحائف سے بڑھ کر اور کوئی مبشّر نہیں ہے"۔ اور اُن کے خیال کے مطابق جو جگہ بائیبل کو بشارت میں حاصل ہونا چاہیئے اُسے وُہ اپنے اِس نعرے میں پیش کرتے ہیں۔ کہ "بائیبل کے نشانہ پر رُوحوں کے لئے جنگ"۔

یہ دونوں کلیسیائیں مردوں اور عورتوں کے دِلوں میں انجیل کا اثر پیدا کرنے کے لئے پاک صحائف کو اپنے بہترین ذریعہ کے طور پر استعمال کرتی ہیں۔ وُہ اپنے شرکاء کو سکھاتے ہیں۔ کہ باہر کے لوگوں سے تعلق قائم کرنے میں بائیبل کو پڑھ کر یا زبانی اُس کا کوئی حِصّہ سُنا کر کس طرح کام لیا جائے۔ وُہ اپنے کارندوں کو انجیل کے حِصّے اور "ہدایت نامے" دے جاتے ہیں۔ جن میں اِسی مقصد کے لئے بائیبل کے مختلف حِصّوں کو ترتیب سے پیش کیا جاتا ہے۔ اُن کا دعوٰی ہے کہ وُہ فی الحقیقت بائیبل کو اپنے بشارتی کام میں استعمال کرتے ہیں اور اس بات کی تصدیق کرتے ہیں کہ یہ بات اُنکے تجربہ میں آئی ہے کہ ایسے لوگوں کی تبدیلی جو پھر کبھی اپنی راہ سے نہیں بھٹکتے خُدا کے اُن کاموں اور وعدوں کی بِنا پر ہوتی ہے۔ جو پاک صحائف میں دیئے گئے ہیں۔ اور یہ ایک پُرتاثیر حقیقت ہے۔ کہ مسوری لُوتھرن اور ناصری ایسی کلیسیائیں جن کی بنیاد بائیبل پر ہے ہر جگہ بڑھتی جا رہی ہیں۔ اور امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ کی مسیحی کلیسیا کا یہ وُہ حِصّہ ہے۔ جو روز افزوں ترقی پر ہے

عام غلط فہمی کو دُور کرنے کے لئے یہ بات بتا دینا ضروری ہے۔ دراصل اِن تمام باتوں کے لکھنے سے ہمارا یہ مقصد ہرگز نہیں ہے کہ

صرف یہی کلیسیائیں سرگرمی سے بشارتی کام میں مصروف ہیں۔ اور بہت سے نئے لوگوں کو مسیحیت کی طرف مائل کر رہی ہیں۔ بلکہ اس کے خلاف ہمیں یہ تسلیم کر کے بے حد خوشی ہوتی ہے کہ اور بہت سی کلیسیائیں بھی جو اِتنی راسخ العقیدہ اور قدیم اصُولوں پر چلنے والی ہیں بشارت کے کام میں نہایت سرگرمی سے حِصّہ لے رہی ہیں اور ہر سال بڑی بھاری تعداد میں لوگوں کو مسیح کے لئے جیت رہی ہیں۔ اور نہ اِس خیال کو پیش کیا گیا ہے۔ کہ صرف بائیبل ہی ایسی چیز ہے جسے بشارت کے کام میں استعمال کیا جاتا یا کیا جا سکتا ہے۔ بلکہ برعکس اِس کے ہم ایک دفعہ اور اِس بات کو پُوری طرح تسلیم کرتے ہیں۔ کہ اور بھی بہت سے طریقے ہیں جن سے بشارت کا کام ہو سکتا ہے مثلاً کلیسیا کے عام ممبروں کا گھر گھر جا کر مُلاقات کرنا اور بشارت دینا جس کے نتائج بہت ہی اچھّے نکلے ہیں۔ بلکہ ہم تو یہ بتانا چاہتے ہیں کہ آجکل امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ میں کئی کلیسیائیں اور مسیحی جماعتیں بشارتی کام کے لئے بائیبل کو بہت مفید اور بار آور طور پر استعمال کر رہی ہیں بشارت کے دُوسرے طریقوں اور ذریعوں کے متعلق جو کچھ کہا جا سکتا ہے۔ وُہی بائیبل کے بارے میں بھی سچ ہے۔ یہ ایک ایسا ذریعہ اور ایک ایسا طریقہ ہے جو بہت ہی کامیاب ثابت ہوتا ہے۔ اور یہ طریقہ اُن لوگوں کے لئے تو بہت مفید ہے۔ جو مسیحی کلیسیا کی بڑی اور اہم باتوں سے تعلق رکھتے ہیں۔

ایک اور دائرہ جس میں پاک صحائف بہت ہی مفید ثابت ہو رہے ہیں۔ اُس مسیحی خدمت سے متعلق ہے۔ جو امریکہ کے اُن مبشّر

لوگوں میں ہو رہی ہے۔ جو ہر وقت ایک جگہ سے دوسری جگہ پھرتے
رہتے ہیں۔ اندازہ لگانے سے معلوم ہوا ہے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ
کے بیس فیصدی باشندے ہر سال اپنا پتہ تبدیل کرتے رہتے ہیں۔
ان میں سے زیادہ تعداد مغرب کی طرف چلی جاتی ہے۔ ان میں سے کچھ
تو ایک گھر سے دوسرے گھر یا ایک شہر سے دوسرے شہر میں جا
بستے ہیں۔ باقی جو اتنے خوش نصیب نہیں ہیں ایسے خیموں یا
گاڑی گھروں میں گزارہ کرتے ہیں جنہیں جہاں چاہیں لے جا سکتے
ہیں۔ ان میں اکثر تو کلیسیاؤں کے باقاعدہ ممبر ہیں جو کچھ عرصہ کے لئے
اپنی کلیسیاؤں سے بچھڑ جاتے ہیں۔ ان کو پاسبانوں کی زیادہ
ضرورت ہوتی ہے۔ اور کچھ ایسے بھی ہیں جن کا تعلق کبھی بھی کسی
کلیسیا سے نہیں رہا۔ ان کا شمار شمالی امریکہ کے ادھر ادھر بھٹک
جانے والے لوگوں میں سے ہے۔ اور ان میں بشارتی کام کی بیحد ضرورت
ہے۔ یہ نقل مکان کرتے رہنے والے لوگ کلیسیا کے لئے ایک
مشکل مسئلہ ہونے کے باوجود نہایت اہمیت بھی رکھتے ہیں۔
اور امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ کی بہت سی کلیسیاؤں مثلاً
میتھوڈسٹ اور یونائیٹڈ لوتھرن کلیسیاؤں نے ان میں اپنے
لئے ایک بڑی خدمت کی طلب کو تسلیم کر لیا ہے۔

جو طریقے یونائیٹڈ لوتھرن کلیسیا نے اختیار کئے ہیں۔ ان
میں ایک ٹریلر مشن (Trailer Mission) بھی ہے۔ اس
میں ایک ٹریلر پر سفری عبادت خانہ اور چند کارکن ہوتے ہیں۔ ایک
تربیت یافتہ عورت راستہ ہموار کرنے کو پہلے سے بھیج دی جاتی

ہے۔ وہ ٹریلر پر چلتے پھرتے گھروں میں جاتی ہے۔ انہیں اس
سفری عبادت خانہ کے بارے میں جو وہاں عنقریب پہنچنے والا ہوتا
ہے بہت کچھ بتا دیتی ہے۔ اور ان عورتوں۔ جوانوں بچوں اور خاندانوں
کے لئے جو میٹنگیں ہونے والی ہوتی ہیں۔ ان میں بھی دعوت دے آتی
ہے۔ اس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ جب یہ سفری عبادت خانہ مع پاسبان
پروجیکٹر اور کتابوں کے وہاں پہنچتا ہے تو سب کی توجہ کا مرکز بن جاتا
ہے۔ غالباً سب سے پہلی چیز جو شروع کی جاتی ہے۔ وہ بچوں کے لئے
کلیسیائی سکول ہوتا ہے۔ پھر دوپہر کو عورتوں کے لئے بائیبل کی
جماعت۔ اور پھر شام کو سب لوگ مل کر عبادت کرتے ہیں۔ ان اجلاسوں
میں صرف بچے ہی بھاری تعداد میں دلی شوق سے نہیں آتے۔ بلکہ دوپہر
کو عورتیں اور شام کو سب خاندانوں کے افراد بھی بہت بڑی تعداد میں
شامل ہوتے ہیں۔ یہ چیپل ایک کیمپ کی صورت میں اس وقت تک
رہتا ہے۔ جب تک یہاں ایک چھوٹی سی جماعت نہ بن جائے۔ بعد
میں اس جماعت کو نزدیک ترین کلیسیا سے ملا دیا جاتا ہے۔ اس
طریقے سے گذشتہ آٹھ سال کے اندر تقریباً ایک لاکھ آدمی مسیحیت
میں داخل ہو گئے ہیں۔ اور سات سو کے قریب چھوٹے گروہ یا
کانگریگیشنیں قائم ہو گئی ہیں۔ بشارت کا یہ عظیم الشان کام موجودہ
زمانے کی تحقیقات کے عین مطابق ہے۔ کیونکہ بشارت اور خدمت
کے ہر پہلو میں بائیبل ہی کو استعمال کیا جاتا ہے۔ صبح کے وقت
بچوں کو بائیبل سکھائی جاتی ہے۔ اور دوپہر کو عورتیں اس کا مطالعہ
کرتی ہیں۔ پھر شام کو بڑے لوگوں کی مشترکہ میٹنگ میں بھی بائیبل ہی

استعمال ہوتی ہے۔ بہت سے بچّے۔ نوجوان شادی شُدہ اور بزُرگ
لوگ اِن اِجلاسوں میں خُدا کے کلام کو سُنتے ہیں۔ اور ٹریلر پر سفری
عبادت خانہ کے وسیلے اِس کو پڑھنا سیکھ لیتے ہیں ٭
ہوم مِشن کے اِن مختلف قسم کے کاموں اور کلیسیائی ترقی کے
لئے اِن تمام سرگرمیوں میں بائیبل ایک بلند مقام رکھتی ہے۔ ہمارے
لکھنے کا یہ مقصد نہیں کہ اِس کام میں صرف بائیبل ہی کو استعمال کیا
جاتا ہے۔ بلکہ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ سب جگہ بائیبل کو بہت مفید
طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ اور اس حقیقت کو کوئی شخص بھی جو مسیحیت
کی ترقی کا دِل سے خواہاں ہے نظرانداز نہیں کرسکتا ٭

(د) جرمنی میں :—

جدید جرمنی ایک بالکل ہی مختلف تصویر پیش کرتی ہے —
ریاست ہائے متحدہ امریکہ کا مقصد تو اُن بے شمار لوگوں تک پہنچنا
ہے جو کلیسیا کے دائرے سے باہر ہیں۔ اور اس کے لئے بائیبل کو
ایک ہتھیار کے طور پر استعمال کیا جاتا ہے۔ لیکن جرمنی میں اصل
مقصد اس کے بالکل برخلاف ہے وُہ کہتے ہیں کہ بائیبل کا مطالعہ
ایک ایسی کتاب کے طور پر کیا جائے جس میں خُداوند کا کلام پایا جاتا
ہے۔ اور اس طرح سے یہ معلوم کرلیا جائے کہ مسیحی زندگی اور بشارتی
سرگرمیوں کو ازسرِنو شروع کرنے کے لئے یہ طریقہ بھی استعمال کیا
جاسکتا ہے ٭

ایک صدی یا اِس سے زیادہ عرصہ سے بائیبل کلاسیں جرمنی
کی مذہبی زندگی کی ایک نمایاں خصُوصیت رہی ہیں۔ لیکن یہ بہت

ہی پُرانی اور محض رسمی تھیں۔ اُن لوگوں نے جو اِن کلاسوں میں حاضر
ہوتے تھے اِس خیال کو بالکل ترک کر دیا۔ کہ اِن جماعتوں کا روزمرہ کی
زندگی کے مسائل یا دُوسروں کو مسیحی عقیدے میں شامل کرنے سے
بھی کوئی تعلق ہے۔ وُہ کہتے تھے کہ دُوسروں کو جیتنا صرف پاسبان
کا کام ہے۔ لیکن نازی حکومت کے زوال کے بعد ایک نئی قسم کی بائیبل
کلاس منظرِ عام پر آنے لگی۔ جس میں یہ کوشش کی گئی کہ بائیبل سٹڈی
کی روشنی میں روزمرہ کی زندگی کے حالات پر غور کیا جائے۔ یہ تحریک
جڑ پکڑ کر پھیل گئی اور اس وقت جرمنی میں اِس قسم کے ہزاروں
بائیبل گروپ موجود ہیں۔ اِن سب میں غالباً سب سے اچھے اور
شاندار وُہ بائیبل گروپ ہیں جو ہیلے (Halle) کے پاسبان ہمیل
(Hamel) چلاتے ہیں۔ جن کے متعلق مشہور ہے۔ کہ اُن کے
بائیبل گروپ میں ہر ہفتے تقریباً دو ہزار طلبا شریک ہوتے ہیں۔ ان
میں سے کئی گروپ ایونجلیکل (Evangelical) درسگاہوں
سے شروع ہُوئے جہاں پیشے کے لحاظ سے مردوں اور عورتوں کے گروہ
جمع ہُوا کرتے تھے۔ مثلاً کوئی گروہ ڈاکٹروں کا ہے۔ تو کوئی کارخانہ
میں کام کرنے والوں کا۔ کوئی شادی شُدہ عورتوں کا۔ اور کوئی انجینئروں
کا۔ یہ گروپ دِن میں تین یا چار بار جمع ہوتے تھے۔ ہر صبح ایک
گھنٹہ بائیبل سٹڈی میں صرف کیا جاتا تھا۔ اور صبح کا باقی حصّہ
خاص گروپ کے مختلف مسائل پر غور و فکر کرنے میں گزارا جاتا تھا
دن کے باقی حصّے میں دیکھا جاتا کہ مسائل کا تعلق مسیحی سے اور خاص کر
بائیبل کے اُس حصّے سے جو صبح بائیبل سٹڈی میں سیکھا گیا تھا

کیا ہے۔ مثال کے طور پر ڈاکٹر پوچھینگے کہ کسی مریض کو اُس کی صحیح حالت
سے آگاہ کرنے اور سب کچھ سچ سچ بتا دینے کے متعلق بائیبل کیا کہتی ہے
یا ٹریڈ یونینسٹ (Trade Unionists) یہ دریافت
کریں گے۔ کہ اچھی تنخواہوں یا سودے بازی کے بارے میں بائیبل
میں کیا لکھا ہے۔ اِس قسم کی اکیڈمیوں (Acadamies) کا
اثر لوگوں پر بڑھتا جا رہا ہے۔ اور جو لوگ اِن میں شامل ہوتے ہیں وہ
پھر جا کر اپنے شہر یا دیہات میں ایسے گروپ شروع کرتے ہیں۔ جو
پیشہ کے لحاظ سے قائم کئے گئے ہوں۔ اِن کے اجلاس عام طور پر
لوگوں کے گھروں میں ہوتے ہیں اور عام آدمی یا عورتیں اِن کو چلاتی ہیں
یہ گروپ جن کی ایک خاصیت بائیبل سٹڈی ہے۔ کرچنتگ
(Kirchentag) کی ترقی کا منبع ہی ثابت ہوئے۔ جس میں
ہزاروں آدمی مُلک کے ہر حصّے سے آکر سال بسال جمع ہوتے ہیں۔ زمانۂ
حال کی جرمنی میں اپنی حقیقی قسم کی غالباً یہ سب سے زیادہ مذہبی ترقی
ہے۔ علاوہ اس کے یہ بائیبل کو اپنی تمام کوششوں کا مرکز بھی
بنا لیتی ہے۔ مثال کے طور پر ۱۹۵۲ء میں سٹٹ گارٹ
(Stuttgart) کے مقام پر بائیبل سٹڈی کے وقت ہی
سب سے زیادہ مجمع ہوتا تھا۔ آٹھ بڑے بڑے تنبوؤں اور
ہالوں میں ہر روز ہزاروں کی تعداد میں لوگ مصر سے اسرائیل
کے خروج کے بیان کا مطالعہ کرنے کے لئے آتے تھے اور بہت سے لوگوں
نے تو پہلی ہی دفعہ یہ محسوس کیا اور جان لیا۔ کہ بائیبل انسان کی حالت
کے متعلق کتنی صفائی سے سب کچھ بتا دیتی ہے۔ کیا ہماری حالت ایسی

ہی نہیں ہے"۔ وہ ایک دوسرے سے سوال کرتے اور پھر بائیبل کی طرف
یہ معلوم کرنے کے لئے متوجہ ہو جاتے کہ وہ اُن سے اور کیا کچھ کہنا چاہتی
ہے۔ نئے بائیبل گروپ۔ ایونجلیکل درسگاہیں اور کرچن تاگ
(Kirchen Tag) نے مِل کر جنگ کے بعد کی جرمنی کی زندگی میں
اہم ترین اور تازگی بخش اثر ڈالا ہے۔ یہ بات خاص طور پر قابلِ غور
ہے کہ وہ ہر موقع پر بائیبل کو اپنی سرگرمیوں کا مرکز سمجھتے ہیں اور اُس کے
صفحوں سے اپنے لئے قوّت حاصل کرتے ہیں +

بشارتی مقاصد کے لئے بائیبل کو استعمال کرنے کے لئے ایک
بہترین طریقہ یہ ہے کہ پوری بائیبل ہی تقسیم کی جائے۔ جب سے
بائیبل سوسائٹیاں وجود میں آئی ہیں۔ لوگوں نے اِس بات پر زور دیا
ہے۔ کہ بائیبل کو فروخت نہ کیا جائے۔ بلکہ اسے مُفت ہی تقسیم کر دیا
جائے۔ وہ ایسا کرنے کے لئے ایک اور ثبوت یہ پیش کرتے ہیں کہ چونکہ
انجیل کی خوشخبری جو بائیبل میں دی گئی ہے ہر ایک کے لئے مُفت ہے
اِس لئے اِس کتاب کو بھی جس میں یہ صفت پائی جاتی ہے مُفت ہی
تقسیم کرنا چاہیئے۔ تاکہ سب اِس کو آسانی سے حاصل کر سکیں۔ بائیبل
سوسائیٹیاں ابھی تک پورے طور پر اِس مطالبہ کو پورا نہیں کر سکیں۔
اِس کا نتیجہ یہ ہوا کہ چند ایسی انجمنیں قائم ہو گئیں جن کا خاص مقصد
یہ ہے۔ کہ جو اس کو حاصل کرنا چاہتے ہوں اُنہیں بائیبل فروخت
کرنے کے بجائے مُفت تقسیم کی جائے۔ برطانیہ میں سکرپچر گفٹ مشن
(Scripture Gift Mission) اور پاکٹ ٹیسٹامنٹ
لیگ (Pocket Testament League) اور ریاست ہائے

متحدہ میں گِڈئینز (Gideons) ورلڈ گاسپل کروسیڈز (World Gospel Crusades) اور ملین ٹیسٹامنٹ کیمپینز (Million Testament campaigns) بہت مشہور انجمنوں میں سے ہیں ۔

اس کی کانسٹی ٹیوشن کے مطابق سکرپچر گفٹ مشن "خُدا کے کلام کی بشارت دینے کے لئے" قائم کی گئی ۔ یہ ہر سال چار کروڑ سے زیادہ انجیلیں ۔ نئے عہد نامے اور بائیبلیں تقسیم کرتی ہے ۔ اس میں ان چار کروڑ آیتوں کے پرچوں اور دُوسرے پرچوں کو شامل نہیں کیا گیا جو یہ ہر سال تقسیم کرتی ہے ۔ اور جن میں بائبل کے الفاظ ہی دُہرائے جاتے ہیں ۔ یہ کام قریباً "دس ہزار آدمیوں کے ذریعے دُنیا کے ہر حصّے میں کیا جاتا ہے ۔ اور یہ لوگ جیسے حالات دیکھتے ہیں اُن ہی کے مطابق انہیں مُفت تقسیم کرتے یا فروخت کر دیتے ہیں ۔ یہ مشن عام طور پر یا اندھا دُھند تقسیم کا قائل نہیں ہے ۔ بلکہ تشخیصی بشارت کے ساتھ ساتھ بڑی احتیاط سے اِن کی تقسیم کو ترجیح دیتا ہے ۔ یہ مشن انفرادی طور پر کام کرنے کو زیادہ بہتر طریقہ خیال کرتا ہے ۔ اور اس کا عقیدہ یہ بھی ہے ۔ کہ جب شخصی گفتگو اپنے کمال پر پہنچ گئی ہو تو اُس وقت پاک صحائف کی ایک جلد کسی کو دینا اِس کی تقسیم کا بہترین طریقہ ہے ۔ مختصراً یہ کہ سکرپچر گفٹ مشن بائبل کو بشارت کا ایک ذریعہ خیال کرتی ہے ۔ اور اُن سب لوگوں کے لئے بائیبل یا انجیلیں مہیّا کرنے کو تیار ہے ۔ جو اس کا استعمال اِس مقصد کے ماتحت کرنا چاہتے ہوں ۔

پاکٹ ٹیسٹامنٹ لیگ لڑکیوں کے ایک انگلش سکول سے

شروع ہوئی ۔ اور ابتدا یوں ہُوئی کہ ایک لڑکی نے اپنی تبدیلی کے متعلق اپنے سکول کی چند سہیلیوں سے ذکر کیا ۔ اُس نے کوشش کی کہ وُہ لڑکیاں اُس کے ساتھ مِل کر اپنی جیب میں نئے عہد نامے کی ایک چھوٹی سی جلد رکھیں اور جب کبھی موقع ملے اُسے پڑھیں ۔ اور دُوسروں سے گفتگو کرتے وقت اُس کا استعمال کیا کریں ۔ اِس طرح اُنہوں نے ایک پاکٹ ٹیسٹامنٹ لیگ بنالی ۔ اُس کے قوانین مرتّب کئے ۔ اور وُہ قوانین یہ تھے ۔ کہ ہر ایک ممبر روز بلاناغہ بائیبل پڑھا کرے ۔ اور جہاں کہیں جائے اپنے ساتھ ہر وقت ایک نیا عہد نامہ رکھّے ۔ تاکہ دُوسروں کو بھی اپنا ہم خیال بنا سکے ۔ کئی برس بعد یہ تحریک اتنی بڑھی کہ تمام دُنیا میں پھیل گئی ۔ آج یہ لیگ اُن سب لوگوں کو جو اِس کو روزانہ پڑھنے اور اپنے ساتھ رکھنے" کا وعدہ کرتے ہیں نئے عہد نامے کی ایک جلد مُفت دیتی ہے ۔ لیکن یہ لیگ عام طور پر مُفت تقسیم کرنے کی کوشش نہیں کرتی ۔ بلکہ اس کا مقصد دراصل بشارت دینا اور بائیبل کے پڑھنے میں لوگوں کی حوصلہ افزائی کرنا ہوتا ہے ۔ کیونکہ اس کے شرکاء اچھی طرح سے جانتے ہیں ۔ کہ یہ نَو مریدوں کو حاصل کرنے کا ایک بہترین طریقہ ہے لہٰذا امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ میں یہ لیگ ایک ایسی انجمن بن گئی ہے جس کا کام خُداوند کے کلام کو مُفت تقسیم کرنا ہے ۔ اب چونکہ اس کو یقین ہو چلا ہے ۔ کہ اس نسل کا خاتمہ بھی نزدیک ہے ۔ اِس لئے اِس نے ضروری سمجھا کہ برطانیہ کلاں میں جو طریقہ اس کی تقسیم کا ہے ۔ اُس سے بھی کوئی اور اچھا طریقہ ایجاد کیا جائے ۔ تاکہ یہ کام اور زیادہ عجلت سے کیا جا سکے ۔ چنانچہ اِس نے بڑے پیمانے پر انجیلیں مُفت تقسیم

کرنے کا طریقہ اختیار کر لیا۔ ۱۹۴۹ء اور ۱۹۵۲ء کے درمیان اِس
لیگ نے صرف جاپان میں دس لاکھ سے زیادہ انجیلیں اور بائیبل کے
حصے تقسیم کئے ہیں۔ اور یہ کام اُس نے ایسے کارندوں کے وسیلے سے
کیا جن کے پاس مائیکروفون اور ٹرک تھے۔ اُنہوں نے شہروں یا دیہات
میں کھلی جگہوں پر جہاں کہیں وُہ لوگوں کو جمع کر سکتے تھے منادی کرتے۔
اور ہر منادی کے خاتمے پر وُہ اُن تمام لوگوں کو جو لینا چاہتے تھے انجیل کے
حصے مُفت تقسیم کرتے تھے۔ اِس کے بعد وُہ کوریا کی طرف متوجہ ہوئے
اور ایک سال کے اندر اندر پچاس ہزار کے قریب انجیل کے حصے تقسیم
کئے۔ ۱۹۵۳ء میں وُہ بڑی تندہی سے فارموسا میں انجیل کے حصے تقسیم
کرنے میں مصروف تھے۔ باوجود اس کے کہ پاکٹ ٹیسٹامنٹ لیگ
کی امریکی شاخ نے شخصی تقسیم کا طریقہ بہت حد تک چھوڑ کر وسیع پیمانے
پر بائیبل کے حصے تقسیم کرنا شروع کر دیئے ہیں۔ تاہم اُن کے بشارتی مقصد
میں اب تک کسی قسم کی تبدیلی واقع نہیں ہوئی۔ کیونکہ وُہ لوگ صرف
اِس لئے بڑے پیمانے پر انجیل کے حصوں کو تقسیم کرتے ہیں۔ کہ اُنہیں یقین
ہے۔ کہ بائیبل ہی ایک ایسا وسیلہ ہے جس کے ذریعے خداوند کی مسیحائی
لوگوں کے دِل و دماغ میں گھر کر سکیگی۔

گڈئینز (Gideons) شروع ہی سے کاروباری آدمیوں
کی ایک انجمن کا نام ہے جس کا آغاز بالکل اتفاقیہ طور پر دو مسیحی کاروباری
آدمیوں کے ایک امریکی ہوٹل میں ملنے سے ہُوا۔ ان کا مقصد خاص
لوگوں کو مسیح کے لئے جیتنا ہے۔ خاص کر بائیبلوں کو ایسی نمایاں جگہ پر
رکھنا جہاں لوگ اُنہیں آکر پڑھ سکیں۔ اِس انجمن نے اپنے معرضِ وجود

میں آنے کے بعد ہی پچاس سال کے عرصہ میں ۲۰،۰۰۰،۰۰۰ بائیبلیں اور
عہد نامے۔ ہوٹلوں کے کمروں۔ ڈاکٹروں کی دکانوں۔ ہسپتالوں۔
قید خانوں۔ کیمپوں اور دوسری ایسی جگہوں پر لے جا کر رکھے جہاں عام طور
پر لوگوں کو اپنے کاموں کے سلسلے میں انتظار کرنا پڑتا ہے۔ اور ایسے
خالی وقت میں اگر اُن کے پاس کوئی چیز پڑھنے کے لئے ہو۔ تو بہت
خوش ہوتے ہیں۔ دوسری انجمنوں کی طرح یہ لوگ بھی وسیع پیمانے پر
پاک کلام کے حصوں کی تقسیم کر کے دُنیا کو بشارت دیتے ہیں۔ گذشتہ
چند سال میں اُنہوں نے اپنے دائرے کو اور زیادہ وسیع کر لیا ہے۔ اور
جاپان۔ میکسیکو اور دوسرے مقامات میں پاک کلام کی تقسیم ایک
بہت وسیع پیمانے پر شروع کر دی ہے۔ اُنہوں نے یہ سب کچھ ایک
بڑھتے ہوئے الہامی جذبے اور اُس یقین کامل کے احساس کے ماتحت
کیا ہے۔ کہ بائیبل ہی وُہ وسیلہ ہے جس سے ہم اپنے مقصد تک پہنچ
سکتے ہیں۔ گڈئینز اُن نتائج کی فہرست تیار کرنے کے قطعی شائق نہیں ہیں
جو اُن کے کام سے اُنہیں حاصل ہوئے۔ بلکہ وُہ اِسی پر قناعت کرتے
ہیں۔ کہ اُنہوں نے اُن لوگوں کے لئے جو اس کو پڑھنا چاہتے ہیں پاک کلام
کو حاصل کرنا آسان بنا دیا ہے۔ اور اُنہیں یہ یقین ہے۔ کہ بیج کا کچھ
حصہ تو ضرور ہی اچھی زمین میں گرِیگا۔ کبھی کبھی کوئی اطلاع کسی ایسے
شخص سے مِل جاتی ہے۔ جس کو گڈئینز کے کام سے بہت فائدہ ہُوا
ہے۔ ہسپتال کا ایک مریض لکھتا ہے۔ کہ "اُن آٹھ ماہ کے دوران
میں جو میں نے ہسپتال میں چت لیٹ کر گذارے ہیں۔ میرا بہترین
ساتھی گڈئینز کی طرف سے مِلا ہُوا نیا عہد نامہ تھا۔ اِس نے اُس وقت

میری مدد کی جب کوئی اَور شے نہیں کر سکتی تھی۔ مَیں کہہ نہیں سکتا کہ مَیں نے کتنی بار اِسے شروع سے آخر تک پڑھا ہے"۔ چند دِن ہُوئے کہ کوریا سے ایک امریکن سپاہی نے لِکھا۔ "میری قیمتی قیمتی چیزوں میں سے جن کی مَیں بہت قدر کرتا ہُوں گِڈیَنز کا ایک نیا عہد نامہ ہے۔ مُجھے پُورا یقین ہے۔ کہ یہ نہ صرف ایک اِنعام ہی ہے۔ بلکہ یہ میری روزانہ زندگی کا ایک حِصّہ بھی ہے۔ کیونکہ اِس میں مجھے ابدی زندگی کا راستہ مِل گیا"۔

ورلڈ گاسپل کروسیڈز (World Gospel Crusades)

اِس بات میں دُوسری انجمنوں سے بالکل مختلف ہیں۔ کیونکہ یہ لوگ پاک صحائف کو براہِ راست خود تقسیم نہیں کرتے۔ بلکہ اُن مشنریوں اور اُن لوگوں کو کافی تعداد میں انجیل کے حِصّے بیچ دیتے ہیں جو اُن سے درخواست کرتے اور وعدہ کرتے ہیں کہ ہم ان کو صرف بشارتی کاموں کے لئے استعمال کرینگے۔ اُنہوں نے اسی طرح تقریباً دو لاکھ انجیلوں کی منظوری فارموسا کے لئے دی۔ چھتّر ہزار انجیلیں میکسیکو میں دیں اور اِن سے کُچھ کم تعداد یونان۔ جمیکا اور دُوسرے مقامات کو بھیجیں۔ فارموسا میں یہ تقسیم بہت بڑی بشارتی مہم کا ایک اہم حِصّہ تھی۔ اور کہا جاتا ہے۔ کہ اِس کا نتیجہ ہزاروں زندگیوں کے بدل جانے میں نمایاں ہُوا ہے۔ میکسیکو میں انجیل کے حِصّے بہت زیادہ کام کرنے والے ایک مشنری کے ہاتھوں میں دیئے گئے۔ اِس نے اِس کی تقسیم کا ایک انوکھا ڈھنگ نکالا ہے۔ جِسے وُہ "خُدا کی طرف سے ہوائی ڈاک" کہتا ہے۔ وُہ انجیل کے حِصّے ایک ہوائی جہاز میں رکھ لیتا ہے۔ اور دُور دراز دیہاتوں۔ جنگلی نو آبادیوں

اور پہاڑی علاقوں میں پھینک دیتا ہے۔ وُہ اِس کام کے لئے پہلے سے کسی گاؤں کو مُنتخب کر لیتا ہے۔ اور پھر اِس کے اُوپر فضا میں بُہت نیچی اور آہستہ پرواز کرتا ہے۔ اور لگاتار انجیلیں پھینکتا جاتا ہے۔ اُس کے ایسا کرنے پر دیہاتی بُوڑھے۔ بچّے۔ جوان سب اپنے اپنے گھروں سے باہر نِکل آتے ہیں۔ اور اِن چھوٹی کتابوں کو جمع کرنے کے لئے گرد و نواح کا تمام علاقہ چھان ڈالتے ہیں۔ اور پھر فتحمندانہ طور پر اُنہیں لے کر اپنے اپنے گھر لَوٹ جاتے ہیں۔ اور اِس کا یہ معمول ہے کہ جب کُچھ گھنٹوں کے بعد وُہ اُس گاؤں میں آتا ہے تو اُسے معلوم ہو جاتا ہے۔ کہ ایک ایک جلد کو کِتنی احتیاط سے جمع کر لیا گیا ہے۔ کبھی وُہ کسی آدمی کو کِسی درخت کی چھاؤں میں خاموشی سے انجیل پڑھتے ہُوئے دیکھتا ہے۔ کبھی اِس کی ایک جلد کِسی عورت کی ٹوکری میں جو بازار میں جا رہی ہو پڑی ہُوئی نظر آتی ہے۔ کہیں چھوٹے چھوٹے لڑکے بیٹھ کر ایک ایک لفظ کو بڑے شوق سے ہجے کر کرکے پڑھتے ہُوئے دکھائی دیتے ہیں۔ وُہ کہتا ہے کہ مُجھے کبھی کوئی جلد پھٹی ہُوئی یا لاپرواہی سے پھینکی ہُوئی نظر نہیں آئی۔ اس کے علاوہ وُہ یہ بھی جانتا ہے۔ کہ چُونکہ یہ کتابیں آسمانی فضا سے ان لوگوں کے پاس آئی ہیں۔ اِس لئے ہر ایک دیہاتی کی خواہش اِسے حاصل کرنے کی ہوتی ہے۔ اور وُہ لوگ اِسے بڑے شوق اور ذوق سے پڑھتے ہیں۔ یہ جِدّت کب تک لوگوں کو اپنی طرف متوجّہ کھینچ گی اِس کے متعلق کُچھ کہا نہیں جا سکتا۔ لیکن فی الحال یہ طریقہ نہ صرف انوکھا بلکہ مفید بھی ہے۔ یہ بھی بتا دینا ضرُوری ہے کہ اِس مشنری نے

اَب اُن لوگوں کے بیچ میں کام شروع کر دیا ہے۔ جہاں اِس نے یہ کتابیں پھینک کر پہلے سے جگہ تیار کر لی تھی۔ اور اس طریقے سے وُہ نتائج کو اپنی آنکھوں سے دیکھ کر ریکارڈ کر سکتا ہے ؀

اِن انجمنوں میں جو وسیع پیمانے پر پاک کلام کی مُفت تقسیم کا کام کرتی ہیں۔ دو نے اِس بات پر زور دیا ہے۔ کہ پاک کلام کی جلد اُس وقت دینی چاہیئے جب شخصی گفتگو اپنے کمال پر پہنچ چکی ہو۔ کیونکہ اُن کے خیال میں پاک کلام کی تقسیم بشارتی نقطۂ نگاہ سے انفرادی طور پر بہت مؤثر اور مفید ہے۔ دُوسرے وُہ لوگ جن کا یہ خیال ہے۔ کہ مسیح کی دُوسری آمد بالکل نزدیک ہے۔ ضرُوری سمجھتے ہیں کہ ایسے طریقے اختیار کریں۔ جو جلدی اور وسیع پیمانے پر ہوں۔ ان کا عقیدہ ہے کہ اس طریقے سے جہاں تک ممکن ہو سکیگا بڑی سے بڑی تعداد میں لوگوں کو انجیل پڑھنے کا موقع مِل جائیگا۔ اور وُہ اِس خُوشخبری کے متعلق کچھ نہ کچھ تو جان ہی لینگے لیکن موجودہ زمانے میں تو یہ جاننے کی ضرورت نہیں کہ تقسیم کا کونسا طریقہ درُست ہے۔ بلکہ ضرُورت اِس بات کی ہے۔ کہ مسیح کے لئے مردوں اور عورتوں کو جیتنے کے لئے بائیبل کو ضرُور استعمال کیا جائے ؀

یہی جواب اُس وقت بھی دیا جا سکتا ہے جب پاک کلام کو فروخت کرنے یا مفت تقسیم کرنے کا ہو۔ بعض کہتے ہیں کہ ان کا فروخت کرنا ہے تو مفید۔ لیکن تقسیم کرنے سے یہ صحائف بہت زیادہ لوگوں تک پہنچائے جا سکتے ہیں۔ پاک کلام خواہ فروخت کیا جائے۔ یا مُفت تقسیم ہو۔ دلیلیں تو دونوں پہلوؤں کے لئے کافی نہیں۔ وُہ لوگ جو اِس کو فروخت کرنے کے حق میں ہیں۔ اور وُہ بھی اس کو مُفت تقسیم کرنا چاہتے ہیں۔ دونوں بائیبل کو بشارت کا سب سے بڑا اور اہم وسیلہ تسلیم کرنے کو تیار ہیں ؀

(۳) آڈیو وِژیوئیل (سمعی بصری) امدادی وسائل :۔

موجُودہ زمانے میں لوگوں کی کثیر تعداد کو بائیبل کی طرف متوجّہ کرنے کے لئے ایک بہت ہی عجیب و غریب طریقہ ایجاد ہُوا ہے۔ جو سمعی بصری امدادی وسائل (Audio Visual Aids) کے نام سے مشہور ہو رہا ہے۔ جیسے ریڈیو۔ سنیما۔ ڈرامے اور اخبار وغیرہ۔ بشارت کی ان تمام صُورتوں میں بائیبل نے ایک وسیع پیمانے پر امتیازی حِصّہ لیا ہے ؀

گذشتہ چند سال میں ریڈیو کے وسیلے سے جو مذہبی ترقّی ہُوئی ہے۔ اس سے کافی لوگ ناواقف نہیں ہیں۔ اِس زمانہ میں بہت سے مسیحی ریڈیو سٹیشن قائم کئے جا چُکے ہیں۔ ان میں سے مشہور ترین ریڈیو سٹیشن کا نام "اینڈیز کی آواز" (The Voice of The Andes) ہے۔ یہ سب سے پہلا مشنری نشری سٹیشن ہے۔ اور بیس برس سے زیادہ کا عرصہ ہُوا جب سے یہ انجیل کے پیغام کو ایکویڈور (Ecuador) میں کیوٹو (Quito) کے مقام سے نشر کر رہا ہے۔ یہ عام طور پر ہسپانوی۔ پُرتگالی اور انگریزی زبان میں انجیل کے پیغام نشر کرتا ہے۔ لیکن آجکل تو ہر مہینے گیارہ مختلف زبانوں میں ایک ہزار سے زیادہ پروگرام نشر کر رہا ہے۔

اور اسی پر قناعت نہیں۔ بلکہ اب یہ اپنی طاقت اور وسعت کو
اتنا بڑھا رہا ہے۔ کہ اس کی آواز ہر قسم کے پردے کو پھاڑ کر تمام
دُنیا میں سُنی جا سکیگی۔ اور تمام کرۂ ارض کو اپنی لپیٹ میں لے
لیگی۔ دُوسرے مسیحی ریڈیو سٹیشن فلپائن میں "مشرق کی آواز"
(Voice of Orient) اور کوسٹاریکا میں "کیریبئین کی
آواز" (Voice of Caribbean) کے نام سے کام کر
رہے ہیں۔ دُوسرے مسیحی ریڈیو سٹیشن دُنیا کے اور اہم مقامات پر
قائم کئے گئے ہیں۔ اِن مسیحی ریڈیو سٹیشنوں کے علاوہ بہت سے
ممالک میں نشر و اشاعت کا کام کرنے والی انجمنیں اور کمپنیاں
بھی مسیحی پیغاموں کو اپنے باقاعدہ پروگراموں میں شامل کرلیتی ہیں۔
۱۹۵۰ء میں سکاٹ لینڈ کی نشری انجمن نے ایک ریڈیائی مشن کا
کام بھی سر انجام دیا۔ ۱۹۵۲ء میں اس نے پھر اِس کام کو دُہرایا۔
اور ان کے ساتھ مِل کر سکاٹ لینڈ کی کلیسیاؤں نے خوشی خوشی
اپنے بشارتی پروگرام چلائے۔ اس میں شک نہیں کہ ریڈیو کے
وسیلے سے مسیحی خوشخبری کا پیغام دُنیا کے ہر حصّے میں لاکھوں گھروں اور
خاندانوں تک پہنچ گیا۔ موجُودہ زمانے میں مسیحی بشارتی کام کی حدُود
کو اور زیادہ وسعت دینے میں ریڈیو کی خدمات باقی تمام ذرائع سے
زیادہ اہم مانی جاسکتی ہیں۔

تاہم یہ خیال کرنا درست نہ ہوگا۔ کہ یہاں سے صرف مسیحی
پیغام ہی نشر کیا جاتا ہے۔ بلکہ اِس کے وسیلے پاک کلام کے مستند
الفاظ بھی نشر کئے جاتے ہیں۔ اکثر ان میں بائیبل پڑھی جاتی ہے اور

اِس عمدگی سے پڑھی جاتی ہے۔ کہ بسا اوقات لوگوں کے دِلوں پر گہرا
اثر ڈالتی ہے۔ اور یہی نہیں کہ ریڈیو سُننے والوں کو صرف بائیبل کے
حقیقی الفاظ سے ہی مانوس کرنے کا کام لیا جاتا ہے۔ بلکہ خود کتاب کی
تقسیم کا کام بھی اِس سے لیا جاتا ہے۔ مثال کے طور پر جاپان میں
ایک مِشنری سوسائٹی ہر مہینے ریڈیو کے ذریعہ پاک کلام کے نشر
کرنے کے لئے پندرہ سو درخواستیں وصُول کر رہی ہے۔ ایک مہینہ
تک لُوقا کی انجیل میں سے پڑھتے رہنے کے بعد وائس آف اینڈیز کے
پاس اِس انجیل کی جلدوں کے لئے اتنی درخواستیں آئیں۔ کہ اُن کی
تمام انجیلیں ختم ہوگئیں۔ برازیل میں ریڈیو سُننے والے ہزاروں کی
تعداد میں ہر سال پاک کلام کے لئے درخواستیں بھیجا کرتے ہیں۔ برازیل
کے بپٹسٹ اپنی ہفتہ وار نشریات میں یہ اعلان کرتے ہیں۔ کہ اگر
کوئی سُننے والا چاہے۔ تو وُہ اُن سے پاک کلام کی جلدیں مُفت حاصل
کرسکتا ہے۔ اور اس سلسلے میں اُنہیں ہر سال قریباً بیس ہزار
درخواستیں وصُول ہوتی ہیں۔ ان کا معمول ہے۔ کہ جب وُہ انجیل
بھیج دیتے ہیں تو اُس کے پڑھنے والے کو دعوت دیتے ہیں۔ کہ جب
آپ انجیل پڑھ چُکیں تو نئے عہد نامے کی ایک جلد کے لئے لکھیں۔
اور اُس کے پڑھ لینے کے بعد بائیبل کی ایک جلد کے لئے بھی درخواست
بھیجئے۔ اِس طرح پاک صحائف کے لگاتار مطالعہ کرنے والوں کی حوصلہ
افزائی کی جاتی ہے۔ نتیجہ یہ ہُوا کہ اسی طرح پڑھتے پڑھتے لوگ اقرار
واقعی تک پہنچ گئے۔ اور مسیح کو اپنا نجات دہندہ تسلیم کرکے بپتسمہ
لیا اور کلیسیا میں شامل ہوگئے۔

اِس کے علاوہ موجودہ ضروریات کے پیشِ نظر ایک اَور انتظام کیا جارہا ہے۔ جو کچھ سال سے کافی زور پکڑ رہا ہے۔ وُہ اِس طرح کہ ریڈیو کے اُوپر بائیبل کورسوں کا اِنتظام کیا جاتا ہے۔ ایک ریڈیو سٹیشن کے پاس ایک ایسا بائیبل کورس ہے۔ جو لگاتار چوبیس ہفتوں تک چلتا ہے۔ دُوسرے کے پاس ایک مختصر کورس ہے جو کئی زبانوں میں نشر کیا جاتا ہے۔ ایک اور ریڈیو سٹیشن کبھی کبھی سکولوں کے لئے مختصر کورس کا بھی انتظام کرتا ہے۔ امریکہ کی ریاست ہائے متحدہ کی نیشنل کاؤنسل آف دی چرچز آف کرائیسٹ (National Council of The Churches of Christ) کی طرف سے حال ہی میں اِس کوشش کی تحقیقات بھی کی گئی ہے کہ ریڈیو پر بائیبل سٹڈی کے ساتھ ساتھ بشارت کا کام بھی ضرور ہو۔ چنانچہ اِس کے نتائج کافی تسلی بخش ہیں۔ اَب بلا شبہ یہ کہا جاسکتا ہے۔ کہ انجیل کی بشارت کے دُوسرے ذرائع کی طرح بائیبل ریڈیو کی بشارت بھی بہت اہم کام کرتی ہے۔

سینما کی دُنیا میں حالات کچھ اِس کے مختلف ہیں۔ ایسی خاص خاص مسیحی انجمنیں قائم ہوگئی ہیں۔ جو ایسی فلمیں تیار کریں اور اُن کی اشاعت کرتی ہیں جو مسیحیت کو پھیلانے میں مدد دیں۔ اور کچھ تجارتی ادارے تو ایسے بھی ہیں جو اِس قسم کی فلمیں بنانے اور اُن کی نمائش ہی کرتے رہتے ہیں۔ جن میں صاف صاف مسیحی پیغام ہوتا ہے۔ برطانیہ میں ریلیجس فلم لمیٹڈ اور ریاست ہائے متحدہ میں کتھیڈرل فلمز ایسی انجمنیں ہیں جو ایسی فلمیں تیار کرکے

تقسیم کرتی رہی ہیں۔ جن کا خاص مقصد مسیحیت ہی ہے۔ اُن میں سے اکثر کئی سال سے کام کر رہی ہیں۔ اور اُنہیں اِس میں ایک حد تک کامیابی بھی ہُوئی ہے۔ حالانکہ اُن کا کام سینما کی دُنیا کے کام کے آگے بالکل کم نظر آتا ہے۔ اِن مسیحی انجمنوں کے علاوہ بعض ایسی سینما کارپوریشنیں بھی ہیں۔ جو ایسی فلموں کی نمائش کرنا چاہتی ہیں جن کا خاص مقصد مسیحیت ہی ہو۔ بشرطیکہ وُہ ان کے معیار پر پُوری اُتریں۔ ایسی فلموں کی بہت سی مشہور مثالیں ہمارے سامنے ہیں۔

اَب بالکل صاف ظاہر ہے۔ کہ سینما بھی ایک زبردست بشارتی وسیلہ بن سکتا ہے۔ ابھی تک جو بات قابلِ غور ہے وُہ یہ ہے۔ کہ اِس سلسلے میں بائیبل کتنا حصہ لیگی۔ بے شک بعض فلمیں ایسی ہیں۔ جو یہ دکھاتی ہیں۔ کہ بائیبل کس طرح بنائی اور تقسیم کی جاتی ہے۔ اور وُہ کس طرح دُنیا کے مختلف حصوں میں استعمال ہوتی ہے۔ لیکن یہ باتیں صرف اُن لوگوں کے علم کو وُسعت دینے کے لئے ہیں جو پہلے سے اس کے ساتھ دلچسپی رکھتے ہیں۔ اور یہ اُس تعلیمی اور اشتہاری کام کا ایک حصہ ہیں۔ جو بائیبل سوسائٹیاں صرف مسیحیوں ہی میں استعمال کرتی ہیں۔ لیکن جس چیز کی سب سے زیادہ ضرورت ہے۔ وُہ اِس سے بالکل مختلف اور اس سے بہت زیادہ اہم ہے۔ یعنی بائیبل کی ایسی فلمیں جو صرف اُن لوگوں کو دکھانے کے لئے تیار کی جاتی ہیں۔ جو مسیحی نہیں ہوتے۔ اِس مضمون کے اِس پہلو پر بہت کم غور و فکر کیا گیا ہے۔ اور اَب وقت آگیا ہے کہ اِس معاملے کی اچھی طرح سے چھان بین کی جائے۔

ڈراما ہمیشہ ہی بہت سی مذہبی تقریبیں پیش کرتا رہا ہے۔ اور اکثر اوقات مسیحی کلیسیا سے اِس کا تعلق بہت نزدیکی ہوتا ہے۔ عرصہ دراز تک یہ کلیسیا کا بہترین بشارتی آلۂ کار رہا ہے۔ معجزے اور اخلاقی ڈرامے جو صدیوں تک یورپ کی زندگی کی ایک اہم خصوصیت رہے ہیں۔ نہ صرف مسیحیوں کو جوش دِلانے کا وسیلہ تھے بلکہ غیر مسیحی بھی اِس سے متاثر ہوتے تھے۔ اِس کی ایک مشہور مثال اوبر مرگوا کا صلیبی ڈراما (The Passion Play of Oberammergau) ہے۔ جو آج تک پہلے ہی کی طرح دِلچسپ ہے۔ کچھ دِنوں سے ڈرامے کو ایک بار پھر زندہ کرنے کی کوشش کی گئی ہے۔ تاکہ اُس کے وسیلے سے مسیحی دُنیا کی تبلیغ اور زیادہ ہو سکے۔ انگریزی زبان میں ایک بہترین اور مشہور ڈراما ڈارتھی سیئرز (Dorothy Sayers) کا لکھا ہُوا ہے جس کا نام "دی مین بارن ٹو بی کنگ" (Man Born to be King) یعنی وُہ آدمی جو بادشاہ بننے کے لئے پیدا ہُوا۔ یہ ڈراما نہ صرف بائیبل کی سچائی کو پیش کرتا ہے۔ بلکہ جہاں تک ممکن ہو سکا بائیبل ہی کی زبان میں پیش بھی کیا گیا ہے۔ اِسی طرح کی کوششیں جرمنی۔ ہالینڈ۔ فرانس سویڈن اور دُوسرے ممالک میں بھی کی گئی ہیں۔ ہندوستان اور کسی حد تک چین میں بھی قدیم زمانے کے ڈراموں کو مسیحی بشارت کے کام کے لئے ازسرِ نو بحال کر لیا گیا ہے۔

ہندوستان میں مسیحی کالک شیپم (Kalakshepam) غیر قوموں کو انجیل کا پیغام پہنچانے میں بہت مفید ثابت ہُوا ہے۔

یوں بائیبل کے کسی واقعہ کو لے کر اُسے ڈرامائی صُورت میں گانوں اور تقریر کے طَور پر پیش کیا جاتا ہے۔ کتھا بیان کرنے والا اِس واقعہ کو بہت مفصّل طَور پر بیان کرتا ہے اور جہاں تک ممکن ہو بائیبل کے الفاظ استعمال کرتا ہے۔ کچھ دیر تقریر کرنے کے بعد کتھا سُنانے والا اور اُس کے ساتھی گانے لگ جاتے ہیں۔ یہ مسیحی گیت کسی قدیم ہندی راگ پر گاتے ہیں۔ جو اس موضوع کے مطابق ہو۔ جب یہ گیت ختم ہو جاتا ہے۔ تو کتھا بیان کرنے والا پھر اپنی کہانی شروع کر دیتا ہے۔ اور کچھ دیر تک کہانی سُنانے کے بعد پھر اُسی طرح وُہ اور اُس کے ساتھی گانے لگتے ہیں۔ اِس طرح سے وُہ گھنٹوں کبھی کہانی اور کبھی گیت کی صُورت میں کلام سُناتے رہتے ہیں۔ یہاں تک کہ سُننے والے صرف گیت کے راگ اور الفاظ ہی نہیں سیکھتے بلکہ کم از کم بائیبل کے ایک واقعہ سے بھی اچھّی طرح سے واقف ہو جاتے ہیں۔ اِس طریقے نے اپنی بشارتی قیمت کا ثبوت بھی دے دیا ہے۔ اور خاص کر دیہاتی لوگوں میں یہ طریقہ بالکل بائیبل کے واقعہ پر مبنی ہوتا ہے۔

ریڈیو۔ سنیما اور ڈرامہ کی دُنیا میں یہ نئی کوششیں بڑے بڑے بشارتی نتائج کی حامل ہو سکتی ہیں۔ اور اِن سب میں بائیبل کے الفاظ کو بہت موثّر طریقے پر استعمال کیا جا سکتا ہے چنانچہ اکثر حالتوں میں یہ استعمال بھی ہوتے ہیں۔ لیکن ان تمام ذرائع میں بائیبل کتابی صُورت میں ایک شخص کی طرف سے دُوسرے کو نہیں دی جا سکتی اور اِن صُورتوں میں کوئی شخصی مُلاقات یا اُس کے بعد کا کلام شائع نہیں ہو سکتا ہے۔

وسیع پیمانے پر بشارتی کام کی دُوسری صُورتیں جن میں بائبل اپنا کام کرتی ہے اخبارات۔ ڈاک اور اشتہارات ہیں۔ اِن مساعی میں اخباروں۔ ڈاک کے لفافوں یا مُہروں پر بائبل کا کوئی اشتہار یا بائبل کے بارے میں کوئی مضمون دے دیا جاتا ہے یا اُنہیں لفافوں یا مُہروں پر بائبل کے الفاظ لکھ دیئے جاتے ہیں۔ گویا اِس طرح لوگوں کو دعوت دی جاتی ہے۔ کہ وُہ اس کے متعلّق معلومات حاصل کریں۔

اخباروں کے وسیلے سے بشارت کا کام جاپان میں خاص طور سے کامیاب رہا ہے۔ یہ ایک ایسا طریقہ ہے جو خاص طور پر ایسے مُلکوں میں کامیاب ہوتا ہے جہاں زیادہ تعداد پڑھے لکھے لوگوں کی ہو اور جہاں زیادہ سے زیادہ آدمی اخبار پڑھنے والے ہوں۔ حال ہی میں نیشنل کرسچن کاؤنسل کی طرف سے دیئے ہُوئے ایک اشتہار کے وسیلے قریباً دو ہزار متلاشی اُن کے پاس آئے۔ ایک حد تک یہ طریقہ دُوسرے غیر مسیحی ممالک میں بھی استعمال کیا گیا ہے۔ مثال کے طور پر یہ طریقہ مدراس میں کامیاب رہا ہے۔ وہاں کے لوگ عام طور پر اخبار پڑھتے ہیں۔ یہ ایک ایسا معاملہ ہے۔ جس میں اس طریقہ کی قیمت کا کوئی اندازہ نہیں لگایا جا سکتا۔ بہت سے ایسے لوگ جو پُوچھنے کے لئے آتے ہیں اپنی دلچسپی کو کھو دیتے اور غائب ہو جاتے ہیں۔ دُوسرے لوگ اپنی اِس تلاش میں لگے رہتے اور آخر میں مسیحی ہو جاتے ہیں۔ اُن شہادتوں سے جو ہمارے پاس ہیں معلوم ہوتا ہے کہ بشارتی نقطۂ نظر سے اِن طریقوں کو حقارت کی نظر سے نہیں دیکھنا چاہئے۔ اور بائبل کی اشاعت کو پیشِ نظر رکھ کر ہمیں چاہئے کہ اس طریقہ

کو ترقّی دیں۔ کیونکہ یہ زیادہ تر پاک کلام کے مطالعہ اور اُس کے پڑھے جانے پر ہی مبنی ہے۔

ایک اور کوشش جو بہت سے ممالک میں لوگوں کو اپنی طرف متوجّہ کر رہی ہے۔ وُہ بائبل کارسپانڈنس کورس ہیں۔ ہندوستان میں یہ طریقہ اخباروں کے ذریعہ بشارتی کام سے شروع ہُوا۔ مدراس کے اخبار "ہندو" اور دہلی کے اخبار "ہندوستان ٹائمز" میں مختلف مضامین اور اشتہار دیئے گئے اور جن میں مذہب کے متعلق سوالات درج تھے۔ اور مسیحیّت کے بارے میں بھی کُچھ نہ کُچھ لکھا گیا۔ اور پڑھنے والوں کو دعوت دی گئی کہ اگر وُہ اس کے بارے میں کُچھ اور دریافت کرنا چاہتے ہوں۔ تو بائبل کارسپانڈنس کورس میں شامل ہو جائیں۔ "ہندوستان ٹائمز" میں ایسٹر کے متعلق ایک اعلان کی وجہ سے ایک سو سے زائد عرضیاں اُن لوگوں کی وصُول ہُوئیں جو اِس کورس میں شامل ہونا چاہتے تھے۔ ویلور (VILOR) میں ڈاکٹر سٹینلی جونس کی میٹنگوں کے بعد ۵۰۰ درخواستیں وصُول ہوئیں یہ تحریک پھیلی اور قوت پکڑتی گئی یہاں تک کہ اب یہ کورس ہندوستان اور لنکا میں تقریباً نو زبانوں میں دیئے جا رہے ہیں۔ جنوبی ہندوستان کی کلیسیا کے بشپ نیوبگین (NEO BAGAN) کہتے ہیں کہ مجھے کئی بائبل کارسپانڈنس کورسوں کے بارے میں علم ہے۔ اُن میں سے ایک کے تو تقریباً ۱۲ ہزار ممبر ہوں گے۔ یہ کورس بہت احتیاط سے تیار کئے جاتے ہیں اور اکثر اوقات مکمّل ہونے کے لئے کئی کئی مہینے لگ جاتے ہیں۔ اگر کوئی طالب علم محض تجسّس کی وجہ سے یہ کورس شروع کرے تو

وُہ اکثر اُسے پُورا نہیں کر سکتا۔ لیکن اگر وُہ یہ تمام کورس ختم کر لے تو اُس کی زندگی پر ضرور ایک گہرا اثر پڑیگا۔ ایسے ایک طالب علم نے حال ہی میں ہمیں لکھا ہے "مَیں ایک ہندو تھا لیکن اب خُداوند یسُوع مسیح پر ایمان لے آیا ہُوں اور بپتسمہ پا لیا ہے"۔ ایک اور جگہ میں ایک ہائی سکول کے لڑکے نے کُچھ اور کتابیں منگوائیں اور لکھا کہ "امتحان ختم ہونے کے بعد مَیں ذاتی طَور پر لکھنا چاہتا ہُوں"۔ یہ کورس بالکل ہی بائیبل سے لئے گئے ہیں۔ اِس میں شک نہیں کہ یہ لوگوں کی توجہ انجیل کی طرف لگانے کا بہترین ذریعہ ہیں۔ ❖

بائیبل کارسپانڈنس کورس ایشیا کے دُوسرے ممالک میں بھی ترقی کر رہے ہیں۔ چنانچہ جنُوبی کوریا اور فارمُوسا میں جنگی قیدیوں اور چینی توجیوں کے درمیان تو خاص طَور پر ترقی ہُوئی۔ ۱۹۵۱ء میں کوریا میں ہزاروں جنگی قیدیوں نے ان کورسوں کے لئے اپنے نام لکھوائے اور اُن میں سے ۲ ہزار سے زیادہ لوگوں نے کورس ختم بھی کر لئے۔ اگلے سال فارمُوسا میں چیانگ کائی شیک کی فوج کے قریباً ۵۰ ہزار سپاہیوں نے اپنا نام ان کورسوں کے لئے لکھوایا اور تین ہزار کے قریب سپاہیوں نے ان کو پُورا کیا۔ اب تک جو نتائج برآمد ہُوئے ہیں وُہ یہ ہیں کہ:۔

بہت سی انجیلیں تقسیم کی گئیں کافی لوگوں نے ان کا مطالعہ کیا اور بعض حالتوں میں کُچھ بپتسمے بھی لئے گئے ❖

بشارت کے لئے انہی دِنوں میں ناخواندگی کے خلاف جنگ کرنے کی صُورت میں ایک نیا اور اہم میدان کُھل گیا اور یہ کام پہلے

پہل ڈاکٹر فرینک لوباخ کے وسیلے سے جو فلپائن میں مشنری ہیں شروع ہُوا۔ اُنہوں نے ایک ایسا طریقہ ایجاد کیا جس کے ذریعہ سے ناخواندہ لوگ بالکل تھوڑے عرصے میں پڑھنا سیکھ جاتے ہیں۔ اِس کام میں نہ صرف مشن بلکہ دُنیا کی کئی حکُومتیں بھی دلچسپی لینے لگی ہیں اور اُنہوں نے ڈاکٹر لوباخ کو اپنے علاقوں میں تجربہ کرنے کے لئے دعوت دی ہے۔ اِس میں اتنی نمایاں کامیابی ہُوئی کہ اندازہ کے مطابق ہر سال کئی لاکھ آدمی پڑھنا لکھنا سیکھ گئے ہیں۔ مثال کے طَور پر ڈاکٹر لوباخ نے پہلے پہل ناخواندگی کے خلاف یہ کوشش تعلیمی نقطۂ نگاہ سے نہیں بلکہ بشارتی نقطۂ نگاہ سے شروع کی۔ ایک مشنری کی حیثیت سے ان کے کام میں ناخواندگی ایک حد تک بہت بڑی سدِ راہ تھی اور اُنہوں نے اپنے آپ کو اس کے ساتھ کُشتی لڑنے کے لئے وقف کر دیا تاکہ انجیل آزادی سے لوگوں کے دِلوں میں گھر کر لے۔ اُنہوں نے جو چارٹ اور کتابیں تیار کیں اُن کا تعلق خالصتاً بائیبل سے تھا۔ اِن کے تیار کرنے میں اُس کا مقصد لوگوں کو نیا عہدنامہ پڑھنے کے قابل بنانا تھا تاکہ یہ اُن کے مسیحی ہونے کی طرف پہلا قدم ثابت ہو۔ یہ چارٹ اور کتابیں جو تھوڑی تھوڑی تبدیلیوں کے بعد دُنیا کے ہر حصے میں استعمال ہو رہی ہیں اِس طرح سے تیار کی گئیں کہ پڑھنا لکھنا سیکھنے کے ساتھ ساتھ مبتدی بائیبل کے الفاظ سے بھی مانوس ہوتا جائے۔ اسی طرح وُہ جیسے جیسے اپنی پڑھائی میں ترقی کرتا جائے اُسی طرح وُہ بائیبل کے پیغام سے بھی واقف ہوتا جائے۔ اِس ترکیب سے لاکھوں نئے پڑھے لکھے

لوگوں کے قدم اِس راہ پر پڑ چکے ہیں جو بعد میں اُنہیں مسیحی مذہب کی طرف لے جا سکتے ہیں۔ اُنہیں اِس جگہ پر پہنچانے میں بائیبل نے بہت مدد دی ہے۔ یہ حصے جو اور احتیاط سے تیار کئے گئے ہیں اُنہیں اور آگے چلنے میں بہت مدد دے سکتے ہیں۔

اِس نقطہ پر پہنچ کر اِس بات کے زور دینے کی ضرورت محسوس ہوتی ہے کہ یہ نئے پڑھے لکھے لاکھوں آدمی موجودہ زمانے کا ایک بہت بڑا بشارتی موقعہ بن سکتے ہیں۔ اُنہیں ایک نیا ہُنر ہاتھ لگ چکا ہے اور وُہ اِس کو اور زیادہ ترقی دینے کے بہت خواہشمند ہیں۔ اگر اِس وقت اِن کے ہاتھ میں کسی مناسب طریقے اور موزوں صورت میں بائیبل کو رکھا جائے تو ممکن ہے کہ اس کا نتیجہ موجودہ زمانے کی مسیحی کلیسیا کے لئے ایک بہترین موقعہ ثابت ہو۔

اجتماعی بشارتی مساعی میں بائیبل کے استعمال پر یہ طائرانہ نگاہ بعض خاص خاص نتائج کی طرف اشارہ کرتی ہے پہلا یہ کہ موجودہ زمانے کے مختلف قسم کے بشارتی کاموں میں خواہ وُہ برازیل میں ہوں یا ہندوستان میں۔ کوسٹاریکا میں ہوں یا تھائی لینڈ میں بائیبل ایک بہت ہی اہم اور ناگزیر ہتھیار کے طور پر استعمال ہوتی رہی ہے دوسرا یہ کہ یہ امر صرف مشن فیلڈ ہی کے حق میں صحیح ثابت نہیں ہُوا بلکہ بہت سے مسیحی ممالک میں بھی کامیابی کا سہرا اسی کے سر ہے۔ مثال کے طور پر ریاست ہائے متحدہ میں آج کل ہوم مشن کے کام میں یا کلیسیا کو وسعت دینے کی سرگرمیوں میں کم از کم

اُن فرقوں کے کام میں جو روز بروز بڑی تیزی سے ترقی کرتے جا رہے ہیں بائیبل ہی ایک مرکزی اور اہم ترین عنصر رہی ہے تیسرا یہ کہ اِن بشارتی سرگرمیوں میں جو مختلف ممالک میں ریڈیو سینما اور اخباروں کے وسیلے سے ہو رہی ہیں بائیبل بہت ہی اہم حصہ دار ہے اس سے بلاشُبہ یہ نتیجہ نکالا جا سکتا ہے کہ موجودہ زمانے کی اجتماعی بشارتی مساعی میں بائیبل اتنا اہم درجہ رکھتی ہے کہ وُہ لوگ جو دُنیا بھر میں مسیحی ترقی سے تعلق رکھتے ہیں اس پر غور کئے بغیر نہیں رہ سکتے۔

حصّہ سوم

نتائج

اب اِس کتاب کے آخری اور تیسرے حصّے میں اُن امتیازی خصوصیّات کو ظاہر کیا جائیگا جن کا ذکر مسیحی مذہب کی ترویج اور قیام کلیسیا کے متعلق گذشتہ ابواب میں ہو چکا ہے زمانے کے حالات اور مذہبی غور و فکر میں ترقی ہونے کے سبب بائیبل کی طرف سے لوگوں کے دلوں میں ایک نیا جذبہ اور جوش بھر گیا ہے۔ یہ تسلیم کر لیا گیا ہے کہ شاہی حکام کی تعمیل فوری ہوتی ہے۔ اِس زمانے میں دُنیا کی بشارت کا کام جو آدھی صدی پیشتر سے مسیحی نوجوانوں کا مقصد رہا ہے۔ اتنا احمقانہ عمل نہ تھا جیسا اکثر لوگ خیال کرتے ہیں اگر یہ مقصد حاصل ہو جاتا تو موجودہ زمانے کی تواریخ کا نقشہ ہی بدل جاتا بہرصورت اب یہ بات سب پر ظاہر ہو چکی ہے کہ مسیحیوں کو تاریکی کے حاکموں اور شرارت کی اُن رُوحانی فوجوں سے جو آسمانی مقاموں میں ہیں جنگ کرنا ہے۔ گویا اب

مقابلہ ہے دُنیاوی بدعتوں جھُوٹی تعلیموں شرارتی پراپیگنڈوں اور ہمارے وقت کے محدُود خیالوں سے موجُودہ زمانے میں معاشرتی اور سیاسی طور پر نہیں بلکہ رُوحانی اور ذہنی قوتوں پر تشدّد کیا جاتا ہے۔ یہ ایک ایسا تشدّد ہے جو بڑے بڑے شیطانی ہتھیاروں سے نہیں بلکہ زیادہ مضبُوط مسیحی خیالات ہی ان کا زبردست دفاع ہیں یہ ایسی جنگ نہیں جو آئیندہ زمانے میں لڑی جانے والی ہو بلکہ وہ جنگ ہے جو ہمیں آج ہی لڑنا ہے۔ گذشتہ ابواب میں یہ بھی دکھایا جا چُکا ہے کہ اس کے لئے جس ہتھیار کی سب سے زیادہ ضرُورت ہے وُہ ایک بہت بڑی تعداد میں دُنیا کی تمام زبانوں میں ہمارے پاس موجُود ہے۔ یہ لوہے یا بانس کے تمام پردوں کے پیچھے مِل سکتا ہے اور دُنیا کے ہر مُلک میں ظاہر یا پوشیدہ طور پر پڑھا جاتا ہے اِس نے ہر مُلک ہر تہذیب اور ہر قسم کے حالات میں لوگوں سے ہمکلام ہونے کی لیاقت کو ثابت کر دیا ہے یہ کلیسیائی جنگ کا وُہ بہترین ہتھیار ہے جس کو اگر اچھی طرح استعمال کیا جائے تو دُنیا کو مسیح کے لئے جیتنے میں البتہ کارآمد ثابت ہوگا اور یہ ہتھیار مقدس بائیبل ہے ۔

تحقیقات کے نتائج

(الف) بشارت کے کام میں ہمیشہ بائیبل ہی کو استعمال کیا گیا ہے بائیبل اور بشارت کا تعلق اسی وقت سے چلا آ رہا ہے جب

سے بائبل خود معرضِ وجود میں آئی ہے مسیحی منادی کی قدیم ترین مثالوں میں پاک صحائف کے الفاظ ہی کو یکجا کر کے پیش کیا گیا ہے۔ پہلے پہل پرانے عہدنامہ کو پیش کیا جاتا تھا کیونکہ شروع شروع میں کلیسیا کے پاس یہی کتاب خدا کے کلام کی صورت میں تھی لیکن بہت عرصہ نہ گزرا تھا کہ نئی نئی تصنیفات میں سے بھی حوالے پیش کئے جانے لگے اور یہ دستور زمانے کے ساتھ ساتھ عام ہوتا گیا۔ خواہ یہ حوالے پرانے عہدنامہ میں سے تھے یا نئے میں سے ہمارے لئے جو ضروری بات ہے وہ یہ ہے کہ انہیں غیر مسیحیوں کو خطاب کرتے ہوئے استعمال کیا جاتا تھا ظاہر ہے کہ وہی مسیحی پیغام اُن لوگوں کے سامنے پیش کرنے کا بہترین وسیلہ تسلیم کیا جاتا تھا جو کلیسیائی زندگی سے باہر تھے اور اسی طرح اُن الفاظ سے غیر مسیحی لوگ مسیحی ایمان کی طرف کھینچ کر چلے آتے تھے۔ پاک کلام کو ابتدائی کلیسیائی کے زمانے ہی سے اس وقت تک اسی طرح استعمال کیا گیا جب تک کہ بائبل عام لوگوں کے ہاتھ سے نکل کر راہب خانوں کی زینت نہ بن گئی اور جیسے جیسے بائبل عام آدمیوں کے استعمال سے نکلتی گئی اس کا استعمال تبشارتی ہتھیار کے طور پر کم ہونے لگا۔ پھر ریفارمرز نے اسکو بے پروائی سے بچایا اور نہ صرف اِسے کلیسیائی زندگی میں مرکزی جگہ دی بلکہ ایک بار پھر وہ اِسے راہب خانوں سے نکال کر عام لوگوں کے ہاتھوں میں لے آئے۔ وقت کے اُتار چڑھاؤ کے ساتھ ساتھ بائبل کی مرکزی حیثیت قائم رہی اور ریفرمیشن سے لے کر اس وقت تک بائبل نے ایک بہت ہی اہم حصّہ ادا کیا ہے۔

کلیسیائی بیداری کے زمانے میں خصوصیت کے ساتھ یہ زمانہ ایک خود ریفرمیشنز۔ کا زمانہ تھا اس کے بعد مپورٹین اور پائٹسٹ تحریکوں نے جگہ لی۔ پھر ایونجیلیکل بیداری نے اور اس کے بعد جدید مشنری مساعی کا زمانہ آگیا۔ ان تمام تعمیری زمانوں میں بائبل نے دُہرا کام کیا ہے ایک طرف تو اس نے مسیحی زندگی کی نئی زندگی کے لئے راستہ تیار کیا ہے۔ کیونکہ بائبل سے دلچسپی ہر زمانے میں نئے مسیحی جوش اور ترقی کا پیش خیمہ ثابت ہوئی۔ اس کے علاوہ دوسری نئی تحریکوں کے لئے یہ بھالے کی نوک کا کام دیتی تھی جس کے بل پر یہ تحریکیں آگے بڑھتی گئیں کیونکہ ہر ایسے موقع پر بائبل ہی سب سے پہلے ایک ہتھیار کے طور پر استعمال ہوئی۔ شروع شروع میں یہ راہ تیار کرتی اور پھر ترقی میں آگے بڑھتی تھی۔

تمام بائبل کو استعمال کرنا یا اس کے کسی حصّہ کو کام میں لانا تو استعمال کرنے والے کی مصلحت پر مبنی تھا۔ لیکن اِس بات پر تو کبھی بھی زور نہیں دیا گیا کہ منادی کے وقت پوری بائبل ہی کو استعمال کیا جائے اور یہ ہوتا بھی کیسے۔ کیونکہ اکثر زبانوں میں بائبل کے صرف چند حصّوں ہی کا ترجمہ کیا گیا تھا۔ اس کے علاوہ اس لئے کہ چھپائی سے پہلے کے زمانے میں پوری بائبل اتنی مہنگی اور اتنی بھاری ہوتی تھی کہ بہت کم لوگ اس کو خرید کر اپنے پاس رکھ سکتے تھے۔ آج بھی مشن فیلڈ کے کئی حصّوں میں یہی حالات نظر آتے ہیں کہ موجودہ زبانوں میں سے بہت کم زبانوں میں پوری بائبل مِل سکتی ہے اور جس زبان میں یہ مِل بھی سکتی ہے اُن میں کلیسیا کے بہت لوگ اس کو خرید

نہیں سکتے اِس لئے اُنہیں اِس کے ایک حصّے پر ہی قناعت کرنا پڑتی ہے جس کا نتیجہ یہ ہوتا ہے کہ بشارت کے کام میں زیادہ تر نئے عہدنامہ اور انجیل کے حصّے ہی استعمال ہوتے ہیں۔ تمام دُنیا میں ایک سال کے اندر اندر پُوری بائیبلوں کی تعداد سے دس گُنا سے زیادہ نئے عہدنامے اور انجیلیں فروخت ہوتی ہیں۔ غیر مسیحیوں سے تعلّقات بڑھانے کے لئے پہلے پہل چھوٹے چھوٹے حصّے یا نئے عہدنامہ ہی کو کام میں لاتے ہیں۔ ایسی صورت میں یہی کتاب مبشّر کی کتاب ہو سکتی ہے۔ پُوری بائیبل کا فائدہ اُسی حالت میں ہوتا ہے کہ جب متلاشی اپنے علم میں کچھ آگے بڑھ گئے ہوں اور یہی وجہ ہے کہ ابتدائی کلیسیا کے بڑے بڑے راہنماؤں مثلاً نازیانزس کا گریگری اور سپرین (Cyperian) نے نوجوانوں اور نئے مریدوں کے لئے بائیبل کے خاص خاص حصّوں کے استعمال کی حمایت کی ہے۔ مختصر یہ کہ وُہ پُوری بائیبل ہو یا اِس کا کوئی حِصّہ موجودہ زمانے کے لئے تو اہم ترین بات یہ ہے کہ کلیسیا کے بشارتی کام میں پاک کلام ہی ہمیشہ کسی نہ کسی صورت میں استعمال کیا جاتا ہے ٭

(ب) بائیبل بشارت کے کام کے لئے بہترین آلۂ کار ہے۔

پچھلے بابوں سے دُوسرا نتیجہ یہ نکالا گیا ہے کہ وُہ لوگ جو بشارت کے کام میں سرگرمی سے حِصّہ لیتے ہیں اِس بات کو تسلیم کرتے ہیں کہ اُن کے کام میں بائیبل اہم ترین حیثیت رکھتی ہے۔ کچھ لوگ اس سے بھی آگے بڑھ جاتے ہیں اور یہ کہتے ہیں کہ بائیبل کے سوا اور کوئی کتاب

بشارتی کام میں استعمال کئے جانے کے لائق نہیں۔ وہ ثبوت جو آج تک حاصل ہو چکے ہیں صفائی سے ظاہر کرتے ہیں کہ بشارت کے ہر پہلو سے خواہ وُہ گھر میں ہو یا باہر بائیبل ہی اہم ترین حیثیت کی مالک ہے اور ایک ایسی کتاب ہے جس میں کسی اور وسیلے کا حصّہ نہیں ٭

"ہم پاک صحائف کے بغیر بالکل ہی اپنے راستے سے بھٹک جاتے ہیں" یہ الفاظ پاکستان کے ایک امریکن مشنری کے ہیں۔ "وُہ ہی بشارتی کام کے لئے بھالے کی نوک ہیں۔ ہم بازاروں اور میلوں میں اپنے ہاتھوں میں پاک کلام کو لئے ہوئے جاتے ہیں اور اُنہیں بلند کر کے کہتے ہیں "یہ ہیں ہماری کتابیں"" اور پھر گفتگو شروع ہو جاتی ہے۔ شمالی روڈیشیا کا ایک برطانوی مشنری اپنے افریقی مبشّروں کے بارے میں لکھتے ہوئے کہتا ہے۔ اگر ان کے پاس بائیبل نہ ہوتی تو وُہ یہ کام چلا نہ سکتے۔ سالہا سال سے باقاعدہ ان کا بشارتی ہتھیار رہی ہے۔ وُہ تعلیم دیتے اور منادی کرتے وقت اسی پر بھروسہ کرتے ہیں۔ دُوسرے لوگ اپنے خیالات کو ذرا نرمی کے ساتھ ظاہر کرتے ہیں لیکن وُہ بھی بڑی مضبوطی سے اس بات پر قائم ہیں کہ بائیبل بشارتی کام کے لئے ایک لاثانی حربہ ہے۔ بلجیئم کا ایک مشہور مسیحی راہنما لکھتا ہے کہ "جب بائیبل سب سے آگے رکھی گئی ہو تو بشارتی کام بہترین طور پر کیا جاتا ہے" بلجیئم میں جب بائیبل کا استعمال اور اس کی تقسیم اچھی طرح سے کی جائے تو بشارت کا کام ترقی کرتا ہے۔ لنکا کا ایک مشہور مبشّر اپنے بشارتی

کام کے بارے میں یُوں کہتا ہے "میں بائیبل کو ایک ناگزیر حربہ تسلیم کرتا ہُوں"۔ ہندوستان میں ایک مشنری جس کو بشارت کے کام میں کافی تجربہ ہے اسی نقطۂ نظر کو سامنے رکھتے ہُوئے کہتا ہے "بائیبل ہمارا سب سے بڑا ابتدائی آلۂ کار ہے۔ ہم دیہات میں اس کے بغیر نہیں جا سکتے"۔ کوریا میں جب ایک ایسی مہم کا انتظام کیا گیا جس میں ایک لاکھ رُوحوں کو جیتنے کا نشانہ رکھا گیا تھا۔ تو ایک دم مرقس کی انجیل کا ایک لاکھ جلدوں کے لئے آرڈر بھیج دیا گیا۔ مڈغاسکر میں ایک مشنری کے بیان کے مطابق "جب تک بائیبل کلاسیں جاری رہیں۔ ایذا رسانی کے باوجود کلیسیائیں ترقی کرتی گئیں۔ اور جب یہ کلاسیں ختم ہو گئیں تو کلیسیاؤں کی ترقی رُک گئی اور رُوحانی حالت بھی گر گئی"۔ اسی طرح ایک مشنری چین میں کمیونسٹوں کی حکومت سے پہلے کے حالات پر نظر ڈالتا ہُوا کہتا ہے۔ کہ "جن کلیسیاؤں میں باقاعدہ بائیبل کا استعمال ہوتا رہا وہ روز بروز ترقی کرتی چلی گئیں۔ لیکن اس کے برخلاف دُوسری کلیسیاؤں نے بالکل ترقی نہ کی"۔ انہیں کے ساتھ شکاگو کے لاوارثوں اور امریکہ کے پناہ گزینوں کو بھی شامل کر دیا جائے جو بلی گریہم کے ملاقاتی کمروں میں کام کر رہے ہیں۔ ساتھ ہی ساتھ اس کی حقیقت پر بھی غور کرنا نہایت ضروری ہے موجودہ زمانے میں لاطینی امریکہ کی بڑی بڑی کلیسیائیں اس بات کا اقرار کرتی ہیں۔ کہ ان نواح میں کسی انجیل فروش کے بائیبل لانے سے ہی ان کا قیام عمل میں آیا۔ خُوب یاد رکھئے کہ ریاست ہائے متحدہ امریکہ کی ہی ڈینامینیشنیں (Denominations) خُوب اچھی طرح

سے ترقی کر رہی ہیں۔ جو اپنے بشارت کے کام میں بائیبل کو پُورے طور پر استعمال کرتی ہیں ؛

دُنیا کے تمام حصّوں میں بشارت کے ہر ایک طریقہ سے یہ معلوم ہو گیا ہے۔ کہ بائیبل بشارتی کام کے لئے ایک بہترین آلہ ہے۔ لیکن حقیقت یہ ہے۔ کہ بشارت کے لئے محض بائیبل ہی کو آلۂ کار سمجھا جائے تو یہ دعوےٰ غلط ہو گا۔ ہماری تائید میں افریقہ کا ایک مشنری اپنے وسیع تجربے کی بِنا پر بڑی صفائی سے کہتا ہے۔ کہ "بشارت کے کام کے لئے صرف بائیبل ہی کام نہیں آتی۔ بلکہ اِس حربہ کی اہمیت کے ساتھ ہی دُوسرے ذرائع بھی استعمال ہو سکتے ہیں۔ مثلاً گیت۔ تصویریں اور ڈرامے وغیرہ"۔ اِس میں شک نہیں کہ ذرائع تو بہت ہیں۔ لیکن وُہ اتنے مفید ثابت نہیں ہوتے۔ کیونکہ دُوسرے تمام حربے کسی خاص وقت اور خاص خاص حالات کے ماتحت کار آمد اور مفید ثابت ہوتے ہیں۔ لیکن بائیبل کے لئے کوئی ایسی حد بندی نہیں ہے۔ اور صرف یہی ایک ایسا حربہ ہے جسے ہر قسم کے بشارتی کام میں ہر جگہ کامیابی سے استعمال کیا جا سکتا ہے ؛

(ج) بائیبل تیز دھار کا کام دیتی ہے :-

پچھلے ابواب میں اگر کوئی بات اب تک ثابت کی گئی ہے تو وُہ یہ ہے۔ کہ بائیبل ہر زمانے۔ ہر مُلک اور ہر قسم کے بشارتی کام میں بیش بہا امدادی وسیلہ ثابت ہُوا۔ جہاں تک بشارت کا تعلق ہے۔ بائیبل مفید سے مفید تر کام کرتی ہے۔ ایک منگولین زائر

کو جو تبت میں زیارت کے لئے آیا ہُوا تھا۔ مقدس مرقس رسول کی انجیل دی گئی تھی۔ تو اُس کو بار بار پڑھنے کے بعد وُہ چلا اُٹھا کہ "اے یسُوع۔ اے خُداوند میں اعتقاد رکھتا ہُوں"۔ برازیل کا ایک انجیل فروش لکھتا ہے۔ کہ "یہاں ساؤ جوآؤ میں پاک کلام کی ایک جلد کی وجہ سے ایمان داروں کی ایک چھوٹی سی جماعت قائم ہو گئی ہے"۔ بائیبل لوگوں کو مسیح کے سامنے لا کر کھڑا کر دیتی ہے۔ اور پھر وُہ اپنے لئے کوئی فیصلہ کرنے کے قابل ہو جاتے ہیں ٭

جب یہ خیال کیا جاتا ہے۔ کہ یسُوع نے خود نہ تو کوئی کتاب لکھی اور نہ اُنہوں نے کبھی اپنے شاگردوں کو اِس کے لکھنے کی ہدایت کی۔ اور نہ کبھی اشارۃً ہی یہ کہا کہ کوئی کتاب انجیل کی اِس خوشخبری کو پھیلانے میں اِتنا کام کرے گی۔ تو یہ ایک نہایت عجیب و غریب بات معلوم ہوتی ہے۔ بائیبل نے اپنی کسی خاص عجیب و غریب خوبی کی وجہ سے بشارت کے کام میں بہترین وسیلے کے طور پر اپنی جگہ حاصل کر لی ہے۔ یہ کہنے میں صرف بائیبل کے پیغام ہی کا حوالہ نہیں دیا گیا۔ بلکہ اِس پیغام کو لوگوں کے سامنے پیش کرنے والی کتاب کے لئے بھی یہی کچھ کہا جاتا ہے۔ بائیبل کو اِس حقیقی اور مادی صُورت میں جسے لوگ اپنے ہاتھوں میں لے سکتے ہیں پیش کیا جانا اِس کے کام میں رُکاوٹ کے بجائے امدادی ذریعہ ثابت ہوا ہے۔ اِس کی تعلیم کے وسیلے سے ہمیشہ اُن مختلف نظریوں کو درست کیا گیا ہے جن کو لوگ اپنے اپنے مزاج کے موافق قائم کر لیتے ہیں۔ اِس کے وسیلے سے ساری دُنیا میں بشارت کا کام شروع

ہو گیا ہے۔ بشارتی کام میں جو آزمائش ہر وقت سامنے آتی ہے۔ وُہ یہ ہے کہ انسان اپنی تقریر یا شخصی گفتگو کے بعد خاموش ہو جائے اور اُنہی الفاظ پر قناعت کرے۔ لیکن بائیبل کے الفاظ پڑھنے کے بعد اِس کی حقیقت کا یہ اثر کہ خود "کلام مجسّم" ہو کر ہمارے درمیان آجاتا ہے ٭

ایک اور حقیقت جو پچھلے ابواب سے ظاہر ہوئی ہے۔ وُہ یہ ہے۔ کہ جہاں تک بشارت کے کام کا تعلّق ہے۔ بائیبل کی جگہ صفِ اوّل میں ہے۔ اور کام شروع کرنے والوں کے لئے یہ بہترین حربہ ہے۔ یہی وُہ چیز ہے جسے غیر مسیحیوں سے مُلاقات اور مذہب پر بات چیت کرنے کے لئے ہر ایک مبشر اپنے ہاتھ میں لے لیتا ہے۔ اور جب کلیسیا کا کوئی ممبر بشارتی مہم کے دوران میں گھر گھر جا کر بشارت کا کام کرنے کے لئے تیار ہوتا ہے۔ تو یہی کتاب اُس کے ہاتھ میں دی جاتی ہے۔ اور ہر ایک انجیل فروش خُوب جانتا ہے کہ اِس کا کام شروع کرنے کے لئے ایک بہترین وسیلہ ہے۔ نیز بے شمار نو مرید بھی اِس بات کی تصدیق کریں گے کہ ضمیر کو ٹٹولنے کے لئے یہ بہترین کتاب ہے۔ اِس کتاب کو مختلف تہذیبوں کے لوگوں نے مختلف حالات کے ماتحت جب بھی کسی تشریح کرنے والے کی مدد کے بغیر پڑھا ہے۔ تو ہمیشہ اُنہوں نے اِس میں زندگی کا کلام پایا ہے۔ بشپ پکٹ نے اپنی کتاب ماس موومنٹ آف انڈیا (Mass Movement of India) میں بتایا ہے۔ کہ بسا اوقات انجیل کے کسی حصّے ہی کے وسیلے سے کسی

پڑھنے والے کے دِل میں خُداوند کی روشنی پہنچ گئی۔ وُہ اس کو ہاتھ میں لے کر اپنے رشتہ داروں کے پاس گیا۔ اور وہاں اس کی منادی کی۔ اور اِس طرح جماعتی تحریک کو شروع کر دیا۔ بشپ برگریو (Berggrav) بیان کرتے ہیں۔ کہ جب وُہ سکول میں پڑھتے تھے تو وُہ اپنے آپ کو پاسبان کا بیٹا ظاہر کرنے سے شرماتے تھے۔ لیکن ایک دن اُن کے ساتھ کے لڑکے نے اِن کو اس رویّہ پر ڈانٹا۔ اور اُسے بتایا۔ کہ آپ روزانہ بائیبل پڑھا کریں۔ اور رومیوں کے خط کے پہلے باب سے پڑھنا شروع کیجیئے۔ نوجوان برگریو نے اِس نصیحت پر عمل کیا۔ اور "رومیوں" سے اسے پڑھنا شروع کیا۔ جب وُہ اِن الفاظ پر پہنچا۔ کہ "میں مسیح کی انجیل سے شرماتا نہیں" تو ان کے ضمیر میں ایک ہلچل مچ گئی۔ اور اسی کیفیّت نے ان کی زندگی میں ایک نئے باب کا اضافہ کر دیا۔ گویا پولُس کے الفاظ نے ان کی زندگی تبدیل کر دی۔ جہاں تک ہمارے علم کا تعلق ہے بیشمار حالتوں میں خُدا نے شخصی یا جماعتی طور پر لوگوں کو اپنے لئے جیتنے کا ذریعہ بائیبل ہی کو بنایا ہے۔ امریکن پرسبٹیرین مشن کی طرف سے جو کمیشن کوریا میں بھیجی گئی تھی۔ اُس نے لکھا ہے۔ کہ کوریا میں بشارتی کام کے اِن پچاس سالوں میں جو ملیشیا جگہ پاک کلام کی تعلیم کو دی گئی ہے۔ وُہ اس کی سب سے امتیازی صفت تھی ..... حقیقت یہ ہے کہ کلیسیا کے زیادہ طاقت پکڑنے اور پھیلنے میں سب سے بڑا عنصر بائیبل کلاسوں۔ بائیبل کانفرنسوں اور بائیبل انسٹی ٹیوٹوں ہی کا ہے ❊

بائیبل سوسائٹیوں۔ انجیل فروشوں کی انجمنوں۔ بشارتی صلیبی جنگوں اور دُوسری اسی طرح کی انجمنوں کی تواریخ کو پڑھنے سے یہ حقیقت بالکل سامنے آجاتی ہے۔ کہ بائیبل ہی ایک ایسی چیز ہے جو کسی انسان کو کسی فیصلے تک پہنچنے میں سب سے زیادہ مدد دے سکتی ہے جہاں گفتگو اکثر ناکام ثابت ہوتی ہے۔ جو کام منادی سے نہیں ہو سکتا۔ جہاں دوستانہ نصیحتیں اور صلاح بیکار ثابت ہوتی ہے۔ وہاں بائیبل ہی کامیاب ہونے والی چیز ہے۔ صرف یہ ہی کہنا کافی نہیں۔ کہ بائیبل بشارت کے کام میں بہت اہم حصّہ ادا کرتی ہے۔ بلکہ اس کی تشریح کرنے کے لئے اِس سے زیادہ صاف اور خاص بات کہنے کی ضرورت ہے۔ ایک سادہ سی حقیقت یہ ہے۔ کہ بشارتی کام کی مختلف صورتوں میں جس چیز کی کمی محسُوس ہوتی ہے وُہ بائیبل نے مہیّا کر دی ہے۔ اور حقیقت میں یہ ایک ایسی چیز مہیا کرتی ہے۔ جو انسان کے تمام محافظ پردوں کو چیر کر اُس کے دِل میں گھر کر لیتی ہے۔ وُہ ایسی چیز ہے جو زندہ اور طاقتور اور دودھاری تلوار سے بھی زیادہ تیز ہوتی ہے گویا بائیبل بشارت میں ایک تیز تلوار کا کام دیتی ہے ❊

(د) بائیبل ہر ایک انسان کے لئے ہے:۔

پاک کلام ہی کے الفاظ کے مطابق یہ صحائف اِس لئے لکھے گئے کہ لوگ ایمان لائیں کہ یسُوع ہی مسیح ہے اور ایمان لا کر اُس کے نام میں ہمیشہ کی زندگی پائیں۔ یعنی ان کے کہنے کا مقصد بالکل بشارتی ہے۔ اِس لئے ان کی جگہ گرجا گھر کی الماریوں میں نہیں بلکہ آدمیوں کے ہاتھوں اور گھروں میں ہے۔ بائیبل ہر ایک کے لئے ہے۔ اور کلیسیا جس زمانے میں اِس کو

ہر انسان تک پہنچانے میں سرگرمی سے کوشش کرتی رہی۔ وُہ وُہی وقت تھا۔ جب اِس نے بہت زیادہ ترقی کی۔ کلیسیا اور خُداوند کی بادشاہت کی خاطر بھی بائبل کی تقسیم کلیسیا کے فرائض کا ایک باقاعدہ حِصّہ ہونا چاہئے۔ سال بہ سال اِس کی تقسیم میں ترقی ہوتی جارہی ہے یہاں تک کہ اَب یہ لاکھوں اور کروڑوں تک پہنچ گئی ہے۔ موجُودہ زمانے کی تقسیم کے اعداد وشمار بہت بلندیوں پر پہنچ گئے ہیں۔ گذشتہ چھ سال سے اُن کی اوسط تقسیم بیس کروڑ صحائف سالانہ سے بھی زیادہ ہے۔

سالانہ بیس کروڑ سے زیادہ انجیلیں۔ نئے عہدنامے بائبلیں اور دُوسرے حِصّے شائع کرکے تقسیم کرنا ایک بہت عظیم الشان کام ہے۔ اور کتابی دُنیا میں اپنا ثانی نہیں رکھتا۔ اِس کے نتائج اور بھی زیادہ شاندار ہیں۔ کیونکہ کون کہہ سکتا ہے کہ اِن کروڑوں پاک صحائف کے اثر سے کتنی زندگیاں تبدیل۔ اور کتنی کلیسیائیں قائم ہُوئی ہیں۔ اُن فوائد کا جو اِن سے حاصل ہُوئے ہیں اندازہ لگانا بالکل ناممکن ہے اِس کے بارے میں صرف یہی کہا جاسکتا ہے۔ کہ دُنیا کی تبدیلی میں سب سے زیادہ حِصّہ اِن ہی صحائف کا ہے۔ اس میں شک نہیں کہ اس کے بغیر دُنیا میں مسیحی کلیسیاؤں کی حالت بہت ابتر ہوجاتی۔ مانا کہ یہ اعداد وشمار بہت زیادہ ہیں۔ پھر بھی اِس بات کا خیال رکھنا چاہیئے کہ اگر اسی رفتار سے کام ہوتا رہے گا۔ تو پُورے ایک سو برس اور درکار ہونگے کہ دُنیا کے ہر ذی رُوح کے ہاتھ میں پاک صحائف کا کوئی حِصّہ ضرُور ہو۔ اِس لئے ان اعداد وشمار کی بِنا پر

ہمیں فخر نہیں کرنا چاہئے۔

ایک اور نقطۂ نظر سے بھی ہم ابھی تک اطمینان نہیں حاصل کرسکے۔ فرنچ اکیڈمی کی طرف سے جو اعداد وشمار شائع ہُوئے ہیں اُن کے مطابق دُنیا میں ۸،۳۲ زبانیں بولی جاتی ہیں۔ اِن میں سے ابھی صرف ۱۹۰ زبانوں میں پوُری بائیبل کا ترجمہ ہوچکا ہے۔ اور ۹۳، زبانیں اور ایسی ہیں جن میں ابھی اس کے کچھ حِصّے ترجمے ہُوئے ہیں۔ اور دُنیا کی زبانوں کی نصف تعداد میں پاک صحائف کا ایک لفظ بھی ابھی تک ترجمہ نہیں کیا گیا۔ اِس طرح ابھی ترجمہ کا کام بہت زیادہ پڑا ہُوا ہے جسے پُورا کرنا ہے۔ اِسی طرح تقسیم کا کام بھی ابھی تک بہت باقی ہے۔ اِس صُورت میں جبکہ صرف سب سے بڑا سوال جو اِس وقت ہمارے سامنے ہے وُہ یہ ہے کہ اس وقت دُنیا میں دس ارب پڑھے ہُوئے آدمی ہیں باقی پچّاس کروڑ ایسے ہیں جو ابھی پڑھنا سیکھ رہے ہیں۔ اَب اگر ان سب کی تعداد ایک کروڑ کردی جائے تو اِس کام کا پُورا ہونا کہاں تک ممکن ہوسکیگا۔ دُنیا کی ساری ضرورتوں کا پُورا کرنا تو اور بھی ناممکن ہے۔ ایک حد تک اِس سوال کا جواب اُس سنجیدگی پر منحصر ہے جس سے دُنیا بھر کی کلیسیا اِس کام کو کرتا اور سمجھنا چاہتی ہے۔

(۴) بائیبل کو بشارت کے کام میں مؤثّر طور پر استعمال کیا گیا ہے۔

پاک صحائف کی تقسیم کا بہترین طریقہ انجیل فروشی ہے۔ اِس میں انجیل فروش پُورا وقت کام کرنے والے بھی ہوسکتے ہیں اور تھوڑا وقت بھی۔ تنخواہ دار بھی اور رضاکار بھی۔ بائیبل کو شخصی طور

پر باری باری تقسیم کرنے کا طریقہ بہت مفید اور مؤثر ثابت ہوتا ہے۔
اِس طریقہ میں سب سے پہلے شخصی ملاقات ہوتی ہے پھر گفتگو۔ پھر
گواہی۔ ان سب مراحل کے بعد کتاب کی سفارش کی جاتی ہے غالباً
یہ طریقہ بکری کے نقطۂ نظر سے تو درست ہے ہی۔ لیکن بشارت
کے نقطۂ نظر سے بالکل ہی درست اور محفوظ ہے۔ اِس میں شخصی
گفتگو کرنے کا موقع مِل جاتا ہے۔ اور دراصل بشارتی کام میں شخصی گفتگو
ہی سب سے زیادہ ضروری چیز ہے ÷

اَب سے پچاس برس پہلے ہر مُلک میں تنخواہ دار انجیل فروش
ہوتے تھے۔ جس کی وجہ سے بائیبل کو لوگوں کے ہاتھوں میں جانے
کا موقع مل سکتا تھا۔ اَب گذشتہ نصف صدی سے انجیل فروشی
معدوم ہوتی جا رہی ہے۔ یا کم از کم کچھ ممالک ایسے ہیں۔ جہاں معدوم
ہو چکی ہے۔ اِس کی وجہ یہ ہے کہ موجودہ زمانے میں اِتنے انجیل فروش
کام نہیں کر رہے ہیں۔ جتنے کہ آج سے پچاس برس پہلے کرتے تھے۔
لیکن جہاں پُورے وقت کام کرنے والے تنخواہ دار انجیل فروشوں
کی تعداد میں کمی آگئی ہے۔ وہاں تھوڑے وقت کام کرنے والے
رضا کاروں کی تعداد بہت بڑھ گئی ہے۔ پہلے کی بہ نسبت اَب انجیلیں
زیادہ بیچی ہی نہیں جاتیں۔ بلکہ اَب پہلے کی نسبت بہت زیادہ
مرد اور عورتیں ان کو فروخت بھی کرتے ہیں۔ اِن تمام لوگوں کو انجیل
فروشوں ہی میں شمار کر کے کہنا درست ہوگا۔ کہ بشارتی نتائج کے لحاظ سے
بائیبل کی تقسیم کا بہترین طریقہ بائیبل فروشی ہے۔ یعنی وہ شخصی
اور انفرادی طریقہ جس میں جتنی انجیلیں بیچی جائیں اُتنی ہی ملاقاتیں

بھی ہوں۔ جن میں تسلی کے الفاظ اور مسیحی گواہی دینا ضروری ہیں۔
دُوسرا طریقہ جو اس تحقیقات کے وسیلے سے مفید ثابت ہُوا
ہے۔ وہ اجتماعی مساعی ہے۔ جن میں کسی شہر یا ضلع کے سب
مسیحی مِل کر گواہی کے ہفتوں۔ بائیبل کی مہموں۔ بائیبل کے ہفتوں
اور مہینوں اور اسی طرح کی دُوسری مساعی میں مصروف ہو
جاتے ہیں۔ اِس کا مقصد یہ ہے کہ کلیسیا کا ہر ایک رُکن پاک صحائف
کی تقسیم کرے اور ایمان کی گواہی دے ÷

اس سے صرف حصہ لینے والوں ہی پر اثر نہیں پڑتا بلکہ
تمام کلیسیاؤں اور پُوری جماعت پر بھی اثر پڑتا ہے۔ اس طریقے
کو اچھی طرح استعمال کرنے کے لئے گھر گھر جانے اور مختلف اجلاس
منعقد کرنے کی ضرورت ہے۔ اس کے بعد اِس کام کا سلسلہ
جاری رکھنا پڑتا ہے جہاں کہیں اِن باتوں کا لحاظ رکھا جاتا ہے
وہاں بائیبل کی فروخت اور مسیحی ملاقاتیں بہت مؤثر اور دیرپا
نتائج کی حامل ہوتی ہیں ÷

ایک تیسرا طریقہ جو بشارتی نقطۂ نظر سے بہت مفید
ثابت ہُوا ہے۔ وہ انجیلوں کی مفت تقسیم ہے۔ یہ طریقہ
ریاست ہائے متحدہ میں بہت عام ہے جہاں اِس کی پُوری
پُوری حمایت کی جاتی ہے۔ اور اِس طریقے کی ہر طرح سے حوصلہ
افزائی کی جاتی ہے۔ ہر جگہ اِس کا نتیجہ تبدیل شُدہ زندگیوں
میں نمودار ہونا یقینی ہے حالانکہ اگرچہ اِس طریقہ میں نتائج کی
شہادتیں بہم پہنچانا بہت ہی مشکل کام ہے۔ اور اکثر اوقات

تو ایسا ہوتا ہے۔ کہ کئی انجمنیں اِن شہادتوں کو جمع کرنے کی کوشش
ہی نہیں کرتیں۔ یہ انجمنیں ہر ایک کو اندھا دھند انجیلوں کے حصّے
دینے کی قائل نہیں ہیں۔ کیونکہ وہ یہ اچھی طرح سے جانتی ہیں۔ کہ
بشارتی نقطۂ نگاہ سے شخصی اور انفرادی تقسیم ہی سب سے زیادہ
مؤثر اور مفید ثابت ہوتی ہے۔ ساتھ ہی یہ بھی تسلیم کرتی ہیں۔ کہ
بے شمار انسان دُنیا میں ایسے ہیں جن کو بائیبل یا اُس کے
پیغام کے بارے میں کچھ بھی علم نہیں۔ اور چونکہ اُنہیں اِس بات کا
یقین ہے کہ اب وقت بہت تھوڑا ہے۔ اِس لئے اُنہوں نے اِس
کام کو اور جلدی جلدی کرنے کے نئے نئے طریقے ایجاد کر لئے ہیں۔

ایک چوتھا طریقہ جو اِس تحقیقات سے ظاہر ہُوا ہے۔
کہ اِس قسم کے ناواقف لوگوں تک خُداوند کا کلام پہنچانے کے لئے
ریڈیو۔ سینما۔ ڈرامے اور چھاپے خانے بہترین ذریعہ ہیں۔ اِن تمام
وسائل کو اب کافی استعمال کیا جا رہا ہے۔ تاکہ ان کی قدر و قیمت کو
اور زیادہ اُبھارا جا سکے۔ اِن سب ذرائع کی بدولت بائیبل کے
الفاظ اور اُس کا پیغام اب لوگوں کی توجّہ کا مرکز بن گئے ہیں۔ اِن
وسائل میں سے بعض میں تو بائیبل کے مطالعہ کا انتظام ہو چکا ہے۔
لیکن عام طور پر یہ نئی چیزیں اور نئے طریقے ایک دوسرے کا شخصی
تعلق پیدا نہیں کر سکتے۔ اور نہ یہ لوگوں کے سامنے بائیبل کو کتابی
صورت میں پیش کر سکتے ہیں۔ بائیبل کی سچّائی کو تو یہ بڑی خوبی سے
بیان کر سکتے ہیں لیکن بائیبل کو کتابی صورت میں پیش کرنا بھی اِن
کے بس کی بات نہیں۔ اِن مسائل پر کافی غور و خوض کیا گیا ہے۔

اور ہو سکتا ہے کہ مستقبل قریب میں اِن میں کچھ ترقّی ہو سکے۔ ریڈیو
کے ذریعے سے سنڈے سکولوں اور کارسپانڈنس کلاسز کا انتظام
ایک طرح سے ممکن ہو گیا ہے۔ اِس کے علاوہ سینما۔ ڈرامہ اور پریس
نے بھی یہ ثابت کر دیا ہے کہ وُہ اپنی خِدمات کو بشارتی کام میں کِس
طرح استعمال کر سکتے ہیں۔

جیسا کہ اِس تحقیقات سے ظاہر ہے اِن چاروں طریقوں
کو اچھّے اور بُرے دونوں طرح سے استعمال کیا جا سکتا ہے۔
ضرورت اِس بات کی ہے کہ یہ دکھایا جائے کہ اِن طریقوں میں سے
زیادہ مفید کونسا طریقہ ہے۔ اکثر ایسا تو ہُوا ہے کہ موجودہ سالوں
میں بشارت کے کام کے مطالعہ کے باوجود بہت کم توجّہ بائیبل کے
استعمال کو دی گئی ہے۔ لیکن اس تجربہ کے لئے ہدایتیں ابھی تک
پیش نہیں کی گئیں۔ اور نہ کوئی ایسی کتاب ہی لکھی گئی ہے جس سے
معلوم ہو کہ بشارتی کام میں بائیبل کو کس طرح استعمال کیا جائے۔
اس کی طرف سے عام طور پر لاپرواہی برتی گئی ہے۔ تحقیقات سے اگر
کچھ معلوم ہُوا ہے تو یہ کہ پاک صحائف کو استعمال کرنے سے بہت
مفید نتائج حاصل ہو سکتے ہیں۔ اِس لئے ضرورت ہے کہ اِس میدان
میں تجربے حاصل کرنے کے ساتھ ہی اِس کا مطالعہ بھی ضرور شروع
کیا جائے۔ اِس مقصد کے لئے بہترین طریقہ یہ ہے کہ کلیساؤں
کی ایک مرکزی جماعت بنائی جائے جس کا کام بشارت میں بائیبل
کے استعمال کے متعلق مطالعہ اور تجربے کروانا ہو۔ اور جو نتائج اِس
طرح اخذ کئے جائیں اُنہیں کلیسیا کی راہنمائی کے لئے ایک کتابی صورت

میں منظرِ عام پر لایا جائے ۔

(س) اَب بشارت کے کام کے لئے کلیسیاؤں اور راہنماؤں کو دعوت دی جاتی ہے:-

اِس تحقیقات کی امتیازی خصوصیت اور تمام کلیسیا کے لئے اس کی اہمیت کا تعلق خاص طور پر اُن لوگوں سے ہے جن کو ہدایت کی ذمہ داری سونپی گئی ہے ۔

اِس کتاب کا مرکزی خیال یہ ہے کہ کلیسیا کے بشارتی کام کے لئے بائبل بہت اہمیت رکھتی ہے ۔ اِسے ہر موقع اور ہر جگہ بشارت کے لئے استعمال کیا گیا ہے ۔ اور جہاں اِس کی طرف سے لاپروائی برتی گئی ہے وہاں بشارتی کام کمزور پڑ گیا ہے ۔ اور جب کبھی اِسے خوب اچھی طرح استعمال کیا گیا ہے اور اِس کی تقسیم میں جوش دکھایا گیا ہے جب ہی اِس کام نے بہت ترقی کی ہے ۔ اِس کے علاوہ اس کے استعمال سے اتنے اچھے نتائج برآمد ہوئے ہیں کہ کوئی اور مسیحی وسیلہ اِن نتائج کا حامل نہیں ہو سکا ۔ یہ بات ثابت ہو چکی ہے کہ شروع ہی سے یہ جماعتوں اور شخصی طور پر ہر ایک آدمی پر اثر انداز ہونے کی عجیب و غریب طاقت اپنے میں رکھتی ہے ۔ اور کسی نہ کسی طرح سے یہ اُنہیں خدائے قیوم کے حضور میں لے آتی ہے ۔ اس میں شک نہیں کہ اکثر جگہ اس کا استعمال غلط طریقہ پر ہُوا ہے اور وہاں بائبل کو تفرقہ ڈالنے اور مصیبت لانے کے ہتھیار کے طور پر استعمال کیا گیا ہے ۔ لیکن یہ یاد رکھنا چاہیے کہ یہ خدا کے ہاتھ میں لوگوں کے لئے برکت اور رُوح کی تازگی کا پیغام لاتی ہے ۔ اس

کے وسیلے سے دُنیا کے اکثر نہایت گرے ہُوئے لوگ ایک مکمّل نئی زندگی حاصل کر چکے ہیں ۔ اِسی کے ذریعہ بہت سی نئی مسیحی جماعتیں معرضِ وجود میں آئی ہیں ۔ اور یہی رسُولوں کے وقت سے لے کر اَب تک کلیسیا کی زندگی میں بہت سی تجدیدی تحریکوں کا ماخذ بھی رہی ہے ۔ ایف ۔ آر ۔ باری (F.R.BARi) لکھتا ہے کہ "تقریباً تمام مسیحی ریفارم اور تجدیدی ادوار بائبل اور بالخصوص اناجیل اربعہ ہی کی از سرِ نو دریافت سے منظرِ عام پر آئے ہیں ۔ جس لمحہ مسیحیت عہدِ جدید کے الہام سے بے پروا ہو جاتی ہے اُسی وقت مسیحی معیار سے بھی گر جاتی ہے اور اس کی اِخلاقی گواہی کمزور ہو کر معدوم ہو جاتی ہے"۔

اس کا اثر صاف ظاہر ہے ۔ کلیسیا کو اپنی خاطر اور خداوند کی سلطنت کی خاطر اِس حربہ کو جو ہمارے ہاتھوں میں نیم غفلت کی حالت میں پڑا ہُوا ہے ۔ استعمال میں لانا چاہیے ۔ کلیسیا کے لئے صرف زبانی جمع خرچ ہی کافی نہیں ۔ بلکہ اسے بائبل کی تقسیم میں سرگرمی سے حِصّہ لینا چاہیے ۔ یہ کلیسیا کا فرض ہے کہ اپنے تمام اراکین کے سامنے مسیحی طور پر اِس خدمت میں حِصّہ لینے کو اپنا مقصد بنائے ۔ اور اُنہیں ہزاروں کی تعداد میں پاک صحائف کی تقسیم کے وسیلے بشارتی کام کے لئے مخصوص کرے ۔ یہ لازمی ہے کہ کلیسیائیں بائبل کی تقسیم کو بشارتی کام کا ایک بڑا حِصّہ سمجھیں ۔ بائبل سوسائٹیوں کے لئے پاک صحائف کو تمام دُنیا کی زبانوں میں ترجمہ کر کے چھپوانا اور اِن کو کروڑوں کی تعداد میں ہر سال تقسیم کرنا غیر ممکن نظر آتا ہے ۔ ترجمہ

(نظرِ ثانی سمیت) کروانا۔ چھپوانا اور پھر اِس کی تقسیم کرنا۔ بیس یا بائیس انجمنوں کی طاقت سے باہر ہے۔ چونکہ وہ بغیر دُوسروں کی مدد کے یہ تینوں کام بیک وقت نہیں کر سکتیں۔ اس لئے ضروری ہے کہ تمام کلیسیا اِس کام کو چند جوشیلے اور سرگرم آدمیوں پر چھوڑنے کی بجائے پُورے طور پر اپنے ہاتھ میں لے لے ؞

اس کے کہنے سے ہمارا یہ مطلب ہرگز نہیں کہ کلیسیائیں موجودہ زمانے میں پاک صحائف کی تقسیم میں حصّہ نہیں لیتیں۔ وہ ضرور حصّہ لیتی ہیں اور ان میں اکثر تو بہت زیادہ لیتی ہیں لیکن کئی کلیسیائیں ایسی بھی ہیں جو اپنی باری پر ہمارا ہاتھ بالکل نہیں بٹاتیں۔ ہم یہ کہنا چاہتے ہیں کہ اَب وقت آگیا ہے کہ سب کلیسیائیں مِل کر پاک صحائف کی تقسیم کو اپنی ذمّہ واری کا اہم حِصّہ سمجھیں ؞

اِس تمام تحقیقات سے ثابت ہو گیا ہے کہ وہ آدمی جو پاک صحائف کی تقسیم میں حصّہ لیتا ہے وہ کلیسیائی جنگ کے ہراول دستے میں شمار ہوتا ہے۔ پاک صحائف کی تقسیم شخصی گواہی کے ساتھ کلیسیائی کام کا اُتنا ہی اہم اور حقیقی حصّہ ہے جتنا کہ وعظ کرنا یا بیرونی مشنوں کی کمیٹیوں میں کام کرنا۔ اَب وہ وقت آگیا ہے کہ اِسے ایک پُرعظمت جگہ دی جائے اور اِسے مسیحی خدمت کا ایک واجب الاحترام ذریعہ تسلیم کیا جائے ؞

یہ کام صرف پُرعظمت ہی نہیں بلکہ مفید بھی ہے۔ بائبل کی تقسیم سے بہت سے مفید نتیجے نکلتے ہیں جیسے بیج بونے کی تمثیل ان قسمتوں میں کبھی کبھی مایوسیوں سے بھی واسطہ پڑ جاتا ہے۔

کہ کچھ بیج تو راستے کے کناروں پر اور کچھ پتھریلی زمین میں گر کر بے نتیجہ ثابت ہو جاتا ہے۔ اِسی طرح اِس کام میں بھی ناکامیاں ہوتی ہیں۔ تاہم اِس تحقیقات سے معلوم ہو چکا ہے کہ بائیبل کی باقاعدہ تقسیم سے مسیحی ترقی بھی باقاعدہ ہوتی ہے ؞

یہ کام نہ صرف مفید ہی ہے بلکہ وقت کا تقاضا بھی یہی ہے۔ موجودہ زمانے کی مذہبی زندگی کا نشان بائیبل میں ایک نئی دلچسپی پیدا کرنا ہے۔ علم الٰہی اور منادی میں بائیبل ایک دفعہ پھر اپنی مرکزی جگہ اختیار کرتی جا رہی ہے۔ جو لوگ بائیبل کے کام میں حصّہ لینا چاہتے ہیں وہ جوش سے بھرے ہوئے اور بھاری تعداد میں آتے ہیں ؞

دُنیا کی بڑھتی ہوئی آبادی اور اس میں لاکھوں پڑھے لکھے لوگوں کے اضافے سے کتابوں کی مانگ چونکہ اَب پہلے تمام سالوں سے بہت زیادہ ہے اِس لئے ضروری بات ہے کہ بائیبل کی مانگ بھی روز بروز ترقی کرے گی۔ اگر تعلیم کے بڑھتے ہوئے معیار اور ادب سے دلچسپی کا خیال کیا جائے تو اس بات کو پیشِ نظر رکھتے ہوئے کہ اوسط درجہ کے لوگوں میں منادی کا کام ترقی پکڑے آئندہ کے لئے موجودہ ترجموں پر نظرِ ثانی بھی کرنا پڑے گی۔ اِس طرح ترجمے نظرِ ثانی اور بائیبل کی چھپوائی کے کام کی وجہ سے بائیبل سوسائیٹیوں کو بہت زیادہ کام کرنا پڑے گا۔ اُنہیں پہلے تو پاک صحائف کا ترجمہ کرنا ہوگا اور پھر اُن پر نظرِ ثانی کر کے اُس کی چھپوائی کا کام ہوگا۔ اُنہیں ایک دُوسرا کام یہ بھی ہے۔ کہ جہاں جہاں کلیسیا میں

ابھی قائم نہیں ہوئیں۔ یا جہاں کلیسیاؤں کے اُوپر مخالف حکومت یا مخالف مذہب کا دباؤ پڑ رہا ہے۔ وہاں بائیبل کو پہنچانے کی ذِمّہ داری لیں۔ تیسرا یہ کہ اُنہیں ابتدائی کلیسیاؤں کو گرانٹ دینا پڑیگی۔ تاکہ بائیبل کی تقسیم کے کام میں اُن کی مدد ہو سکے۔ یہ تمام فرائض بائیبل سوسائٹی کے اُوپر مختلف حالات کے ماتحت عائد کئے جائیں گے۔ کلیسیاؤں کو یہ تسلیم کرنا ضروری ہے۔ کہ بائیبل کی تقسیم اِس کا ایک اہم فرض ہے۔ اِس لئے وُہ یہ کام ضرور کریں۔ بائیبل سوسائٹی کو پاک کلام کا ترجمہ اُس پر نظرِ ثانی اور چھپوائی کی ذِمّہ داری کے ساتھ ساتھ ایسے مقامات میں جہاں کلیسیائیں ابھی قائم نہیں ہُوئیں یا ابھی ابتدائی حالت میں ہیں۔ بائیبل کی تقسیم اور جہاں ضرورت ہو۔ وہاں گرانٹ دینے کا کام بھی اپنے ذِمّہ لینا ہوگا۔ یہ اِنتظام بائیبل سوسائٹیوں کو اِس قابل بنا دے گا۔ کہ وُہ اپنی تمام تر توجّہ اپنے اِس خاص اور تکنیکی کام پر لگا سکیں۔ یہ کام کلیسیاؤں کو بھی اپنی خدمت کے لئے نئی نئی تجاویز سوچنے اور نئے طریقے نکالنے کے لائق بنا دیگا۔ اِس سے کلیسیائی زندگی اور زیادہ جوشیلی اور کامیاب ہو جائے گی۔

بشارت کے کام کے لئے بائیبل ایک لاثانی حربہ ہے۔ مسیحی تحریک کے لئے یہ حربہ پہلے زمانہ کے مقابلے میں اَب زیادہ فیصلہ کُن طور پر کام کرنے کے لائق ہے۔ اِس لئے کہ اِس زمانے میں یہ تحریک ایک خاص مقام پر پہنچ چُکی ہے۔ جہاں کوئی مِشنری نہیں

جا سکتا یہ وہاں پہنچ جاتی ہے۔ اور تمام آوازیں خاموش ہو جاتی ہیں تو اُس وقت بائیبل اپنے مُبارک کلام سے ہمکلام ہوتی ہے جب مسیحی کارندوں کو ایک جگہ سے ہٹا دیا جائے۔ تو اُس وقت اسی کے وسیلے سے ہر نسل اور ہر قوم کے مرد اور عورتیں اپنی اپنی زبان میں خُداوند کے عجائبات سُنتے ہیں۔ آپ کلیسیاؤں کو چاہیئے کہ وُہ اِس کا پُورا پُورا فائدہ اُٹھائیں۔ اور اِس رُوحانی چشمے سے فیضیاب ہوں۔

تعلیمی پرنٹنگ پریس لاہور میں باہتمام مسٹر ڈی۔ ایس۔ کے تختل سیکریٹری پنجاب رلیجس بک سوسائٹی انارکلی لاہور چھپ کر شائع ہوئی